Āhwalus sadeqin
by
Md Fakhruddin

ما شاء الله لا قوة الا بالله
حسب فرمائش محبی اعظم برادر مکرم جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ
احوال الصادقین
حکایات الصالحین
باہتمام وانتظام تام وسعی مالاکلام کمترین محمد فخر الدین مالک و مہتمم مطبع
مطبع فخر المطابع واقع لکھنؤ طبع شد
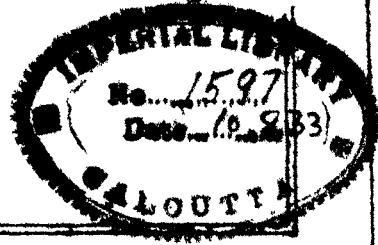
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے جس نے جو کلام کیا | مین نے یون حمد کو تمام کیا

کس جی وجان سے اُس خالق انس وجان کی تعریف کرون کہ جسنے تاب آفتاب عالمتاب ذات رسالت مآب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر دو جہان کو آفتاب سا چمکایا اور ہر ذرے کو مہر درخشان کیا اور وصف اُس رسول برحق ہادی مطلق کا کس دل وزبان سے لکھون کہ جسنے راہ بھٹکون کو جہان کی تاریکی سے چراغ ہدایت اور مشعل شریعت دکھاکر خیابان خرامان تا درِ دولتِ ایقان وایمان پونہچایا اور باحاطۂ چار دیوار چار یار کبار وابرار کے متاع ایمان جہان کو دشمنان نفس وشیطان سے بچایا **بیت** خدایا بز توعشق مصطفےٰ را + محمد از تومیخواہم خدا را + بعد اسکے حقیر فقیر سراپا تقصیر نالایق خلایق نالائقی رالائق معصیت شعار غفلت کردار ژولیدہ حال پریشان بال روبخاک نہادہ دل ازدست دادہ عاصی حضور احمد ولد مولوی حاجی نور احمد مرحوم مبرور ساکن قصبۂ سہسوان ضلع بدایون بخدمت ارباب دانش واصحاب بنیش کے عرض کرتا ہے کہ گو مدت دراز سے آمدورفت اور اقامت بطور خوش باشی اور توکل کیشی مقام آگرہ مین تھی بارے اتفاقاً برائے چندے وارد آگرہ ہوا ناگاہ اس بیمار دلی کو یہ نسخۂ نادرہ ہاتھ آیا اسکے نسخون سے علاج مرض لاعلاج شروع کیا

فی الجملہ افاقہ پایا اور مریضون اس مرض عالمگیر سے ذکر آیا اہل دل نیم بسمل اور مردہ دل زندہ
دل ہوگئے یکایک سبکی زبان جان سے یہی کلمہ نکلا کہ اگر یہ کتاب عربی سے اردو ہوجاوے
تو سارے جہان کو نفع پونہچاوے اور گرفتاران جہان کو بلا سے چھوڑا دے اور جی جان
کو چاشنی ذوق ایمان اور مذاق ایمان کو ذائقہ عرفانی چکھاوے مگر چونکہ یہ کار لائق
سراسر منافع خلائق نہ لائق اس نالائق عدیم الفرصت سراپا وحشت و معصیت کے
تھا چاہا کہ کسی شفیق دلی شائق اور ماہر اس فن کو تکلیف دون اور طالبان حق کو راحت
پونہچاؤن چنانچہ ایک شفیق دلی جامع علوم ظاہری و باطنی کو خط لکھا کہ یکایک عنایت الٰہی
اور حمایت رسالت پناہی نے اس نکمے نادان ہیچمدان عصیان توامان سے وہ کار نمایان
لیا کہ دامان دل وجان وایمان سارے جہان کو زر و جواہر بے بہا حدیث رسول اللہ اور کلام
اہل اللہ سے بھر دیا یعنی اس شخص بے بضاعت سراسر جہالت سے کمال قلت فرصت مین
وحشت مین عام فہم خاص پسند عرفی عبارت سے اردو ترجمہ کرایا اور بزیور آیات و احادیث
و اشعار مثنوی مولوی معنوی وغیرہ اقوال اہل حال کے مزین کرایا گویا سرچشمۂ ازلی کو
نالہ کر بہایا اور آفتاب کو ذرے مین چمکایا ورنہ مین کہان اور یہ سرمایۂ سرمدی کہان کجا نقطہ
کجا کتاب کجا ذرہ کجا آفتاب شعر صلاح کار کجا و من خراب کجا ٭ ببین تفاوت رہ از کجاست تا
بکجا ٭ فی الواقع نالائق سے کار لائق ہونا اور ذرے سے آفتاب چمکنا قدرت خدا اسی کا
نام ہے شعر دکھانا چاہے جب وہ صنعت دید ٭ تو چمکاتا ہے ہر ذرے سے خورشید ٭ چنانچہ
قبل اس سے اسی طور لب لباب مثنوی معنوی کو اس منتشر سے مرتب کرا کے بہشت بہشت
آٹھ حواشی سے رونق دلا کر طبع کرایا اور ہر خاص و عام کو نفع پونہچایا اور اس دریائے رحمت
کو ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار مین نہر سا دوڑایا اور پژمردہ دلون کو شگفتہ دل کرایا اگرچہ

بوجہ اصل مطلب اسکے کہ اہل بصارت او عقل کو روشن ہے مگر حال آبیاری اور فیض جاری
اُس سرچشمہ فیضان جناب باری کا مثل دریا کے جاری ہے کہ ہر طالب بقدر طلب ظرف
اپنے کے سیراب اور فیضیاب ہوتا ہے او محروم نہیں رہتا صرف لفظون مین جو مثل پوست
مین وہ مزہ ہے کہ سننے والے لوٹ پوٹ ہوتے ہین جیسا کہ مولانا خود ارشاد فرماتے ہین
شعر راز را گر می نیابی در بیان ٭ در کمار اتیز کن از قشر آن ٭ سبحان اللہ جس میوے کے چھلکے مین
یہ لذت ہو اُسکے گودے اور مغز کی لطافت اور کیفیت کیونکر بیان ہو پس ایسا ہی حال
اس کتاب کا ہے کہ سننے والون کو بیتاب اور دیکھنے والونکا دل کباب کرتی ہے اور ہر کس و
ناکس مرد و عورت پیر و جوان خواندہ و ناخواندہ کو فوائد سے مالا مال کردیتی ہے کہ مجمع
ناخواندون مین اگر ایک شخص پڑھے گا سب کو فائدہ ہوگا پس وہ یہی کھانا ہے جو ایک
کھاوے اور سب کا پیٹ بھر جاوے اور اسمین بیس باب ہین اور ہر باب مین دس دس
حکایات نادرات پہلے اسکا نام صرف حکایات الصالحین تھا اب احوال الصادقین فی
حکایات الصالحین رکھا گیا کہین بامید قبول درطول واہ کہین طول فضول ہوکر مختصر ہوگیا
ہے بہر تقدیر اصل مطلب کہین ہاتھ سے نہین گیا ہے کہین فوائد حاشیے پر ہین اور کہین درج
حکایات ہین سبحان اللہ کتاب ہے یا فہرست کتاب اصحاب لب لباب الالباب ہے یا کسی
طالب خدا کا دل کباب ہے حکایات نادرات ہین یا ترجمہ آیات بینات حکایات ہین یا دفتر
حالات اولیاء صاحب کرامات حکایات ہین یا تشنگان آب ایمان کو مژدہ آب حیات
یا گرفتاران معاملات جہان کو برات نجات باب ہے یا باب جنان حکایت ہے یا حکایت عرفان
کہ خود آرائی کھوتی ہے خدا آرائی کو رونق دیتی ہے مرے ہوون کو جلا دیتی ہے آئینہ دل کو
جلا دیتی ہے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہین ابیات ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا٭

مردہ را از ایشان حیات ست و نما + گر تو سنگ خارہ مرمر شوی + چون بصاحب دل رسی گوہر شوی + کار پاکان روشنی و گرمی ست + کار دونان حیلہ و بے شرمی ست + از حدیث شیخ جمعیت رسد + تفرقہ آرد دل اہل حسد + شیخ نورانی ز رہ آگہ کند + با سخن ہم نور را ہمرہ کند +
چونکہ مقصود اصلی اس فقیر کا راحت رسانی اور منفعت ایمانی طالبان دولت جاودانی ہے نہ کہ غرض نمایش و نیک نامی اسواسطے قدردانوں کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ اگر کچھ غلطی اور خطا اس سراپا غلط اور خطائی ملاحظہ کرین تو بدامن عفو خطا کو چھپا وین اور اس انگشت نماے عالم گناہ کو انگشت نما نفرماوین کہ عاجز نواز عاجزون کو نوازتے ہین اور نقطے کو کتاب اور ذرے کو آفتاب سمجھتے ہین کہ شیخ سعدی فرماتے ہین **ابیات**
بچشم عنایت پسند آیدت از ہزار + بمردی کہ دست از تعنت بدار + نہ نازم بسرمایہ فضل خویش + بدریوزہ آوردہ ام دست پیش + بخشاے کانانکہ مرد حق اند + خریدار دکان بے رونق اند + ہر چند قصد نام لکھنے کا نہ تھا مگر چونکہ اہل مطبع کی طرف سے درج اشتہار ہو گیا مجبوری سے لکھا اور غرض دعا کا سمجھا **اشعار** بانڈ سالہا این نظم و ترتیب + ز ما ہر ذرہ خاک افتد بجاے + غرض نقشی ست کز ما یاد ماند + کہ ہستی را نمی بینم بقاے + مگر صاحبدلے روزے برحمت + کند در کار این مسکین دعاے + پس اب بھروسا کرتا ہون مین اسی ذات لائق بھروسے والے پر اور بھول چوک کی معافی چاہتا ہون اسی معاف کرنیوالے خطا بخشنے والے سے کہ وہی ہے حامی ہر خوار زار خطا وار مجھ سے گنہگار کا وہو عمیم الاحسان علیہ التوکل و علیہ التکلان حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر
شعر بہ کہ خواند دعا طمع دارم + زانکہ من بندۂ گنہگارم اَو نکہ مَسْ لہ الفاقۃ اِستبشر بالنبی

فوائد مختلف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جسمین یہ چار خصلتین ہون وہ پورا منافق
ہے اور جو چار سے کم ہون وہ منافق نہین بلکہ اُس مین نشانی منافق کی ہے بچاوے
اللہ تعالے اس بلا سے ہر کلمہ گو کو آمین ثم آمین یعنے جب امانت دار ہو خیانت کرے
اور ہر بات مین جھوٹ بولے اور ہمیشہ وعدہ خلاف کرے اور جب کسی سے جھگڑا کرے تو
فحش بکے رواہ البخاری والمسلم اور مسلم مین روایت ہے کہ علامت ایمان کی یہ ہے کہ جو
اپنے واسطے پسند کرے وہی دوسرے کے لیے پسند کرے اب ذرا بنظر انصاف
اپنے حالات اور برادران دینی کے عادات کو دیکھو کہ کس طور پر ہین اور مسلم مین روایت
ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ تعالے قیامت کے دن پوچھے گا کہ
ہماری نعمت کو طاعت مین صرف کیا یا معصیت مین چنانچہ کلام جناب مولانا اس
ارشاد کی شرح کرتا ہے **اشعار** حق بفرماید چہ آوردی مرا ؁ اندرین مہلت کہ من
دادم ترا ؁ عمر خود را در چہ پایان بردۂ ؁ قوت و قوت در چہ فانی کردۂ ؁ چشم و گوش و
ہوش گوہر ہاست ؁ خرچ کردی چہ خریدی تو ز فرش ؁ روایت ہے کہ قیامت
کے دن زمین اگلے گی بڑے بڑے شہتیر اور ستون سونے چاندی کے پس
وہ لوگ جنھون نے مال مارا یا مال والون کو مارا یا مال چورایا یا بطور دغا و فریب کے
اورونکا مال کھایا وہ کف افسوس ملین گے اور آتش حسرت مین جلین گے بعدہ آتش دوزخ
کا مزہ چکھین گے اللہ تعالے مسلمانون کو اس آفت سے بچاوے آمین -
حضرت خدیجہؓ سے روایت ہے کہ جو برادری سے بسبب امور دنیا کے ملنا قطع کرے وہ داخل جنت
نہوگا ابن مسعودؓ سے منقول ہے جسکے دل مین بقدر ذرہ کے غرور ہوگا کہ حق کو باطل کرے
اور ہر ایک کو ذلیل جانے وہ داخل جنت نہوگا خلاصہ مرد ہو یا عورت داخل جنت نہونگے

مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ بہشتی نہوگے تم جب تک کہ ایماندار نہوگے اور ایمانداری
حاصل نہوگی جب تک باہم محبت دلی پیداء کروگے اور طریقہ حصول محبت کا
حضرت نے باہم سلام علیک کرنیکو فرمایا یعنی سلام دعا ہے یعنے اللہ تعالے تمکو سب بلا سے
بچاوی اور دعا بلا شک ذریعہ محبت باہم کا ہوتا ہی تفسیر فتح العزیز سورہ عم مین مرقوم ہے کہ
ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قیامت کے دن
فرقے کس طرح سے ہون گے ارشاد فرمایا کہ میری امت گنہگار سے بھی دس فرقے ہونگے اول مرتبہ
چغلخورون کا بندرونکی شکل کا ہوگا دوسرا فرقہ حرامخوار اور رشوت خوارون کا سور کی صورت ہوگا
تیسرا فرقہ سود خوارون کا کمال ذلت وخواری سے سر کے بل میدان حشر مین گھسیٹا جائیگا چوتھا
فرقہ جھوٹا فتوی دینے والون کا اندھا اور خوار ہوگا پانچوان فرقہ عابدون مغرور اور ریاکارون کا
بہرا گونگا ذلیل ہوگا چھٹا فرقہ علما اور مشائخ بے عمل کا جو اورون کو ہدایت اور نصیحت کرتے
تھے اور خود عمل نہ کرتے تھے زبانین اپنی چابتے ہون گے اور زبانین اُن کی سینے پر پڑی ہونگی
اور پیپ لہو بہتا ہوگا اسکی بدبو سے تمام اہل محشر نفرت کرین گے ساتوان فرقہ جو جانورونکو
بلا سبب ایذا دیتے تھے ہاتھ پیر کٹے خوار و ذلیل ہون گے آٹھوان فرقہ آگ کی سولیون
پر شدت عذاب مین گرفتار ہوگا یہ لوگ بھید غربا کے حاکمون سے کہکر انکو خراب و برباد
کراتے تھے نوان فرقہ بندہ حرص وہوا تابع نفس پر جفا کا کہ حق اللہ کا زکوۃ وغیرہ نہ دیتے تھے اور
اموربیجا محرمات مین صرف کرتے تھے اُنکی بدبو سے تمام اہل محشر کو پریشانی ہوگی دسوان فرقہ
اہل تکبر اور نخوت کا کہ ہر کام مین خودرائی اور خودنمائی کرتے تھے بڑے بڑے کپڑے گندھک کے
پہنے ہونگے اور تنگی سے وہ کپڑے اُن کے بدن پر چپٹے ہون گے الٰہی توبہ بچا تو کلمہ گویون کو اس
آفت سے آمین اب یہان قدرے حال نیکون کا لکھا جاتا ہے فرمایا بعضے مانند چودھوین رات کے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

چمکتے ہونگے اور بعضے مانند ستارون کے روشن ہون گے کیمیاے سعادت مین لکھا ہے
جو کوئی تخم ایمان کا سینے مین رکھے اور سینے کو کینے سے پاک رکھے اور ہمیشہ ساتھ بندگی
خالص بے ریا کے درخت ایمان کو پانی دیتا رہے اور فضل خدا سے آرزو رکھے کہ سب آفات
سے بچاوے وقت مرگ تک یہی حال اُسکا رہے اور ایمان سلامت لیجائے اسکو امید
کہتے ہین پہچان اُسکی یہ ہے کہ زمانۂ حال اور استقبال مین جو کچھ اُس سے کار نیک متصور ہون دریغ
نکرے اور جو تخم ایمان کا خراب ہو یعنی یقین کامل نہو اور جو ہو تو سینہ حسد بغض کینے سے پاک
نہو اور عبادت بھی چندان نکرتا ہو اس حال مین امید رحمت خدا کی رکھنا اسکو حماقت کہتے ہین
مگر اکثر نافہم اس مین فرق نہین کرتے کمال حماقت سے حماقت کو بھی امید جان کر
غفلت مین عمر عزیز بسر کرتے ہین **شعر** صفا ہست در آب و آئینہ نیز * ولیکن صفا را بباید تمیز چنانچہ
ارشاد رسول کریم اس معنا کا گواہ ہے فرمایا کہ احمق وہ شخص ہے کہ جو جی چاہتا ہے سو کرتا ہے اور رحمت
خدا کی امید رکھتا ہے اور بعضے منبرون نوری پر کمال تمکۂ شان سے بیٹھے ہونگے اور بعضے کرسیون
سونے چاندی پر جلوہ آرا ہونگے اور بعضے چبوترون مُشک و زعفران پر رونق افروز ہونگے اسی طرح
جسقدر درجہ حق پرستی کا زیادہ ہوگا اُسی قدر درجہ زیادہ ہوگا **ف** سترھوین باب کی پانچوین حکایت
بعینہ حکایت اون چار قصون سے ہے جو تفسیر عزیزی مین سورہ بروج کی تفسیر مین مرقوم ہے چنانچہ
پہلی حکایت بروایت صہیبؓ و مسلم و غیرہ سے نقل کی ہے **قصہ** دوسرا شہر نجران ملک یمن
مین ایک عیسائی ایماندار کسی مالدار کا دربان تھا وقت تلاوت انجیل مقدس کے ایسی روشنی
اسکے روشن دل سے نکلتی تھی کہ ہر در و دیوار کو روشن کر دیتی تھی ناگاہ آقا کے لڑکے کو یہ قدرت
خدا نظر آگئی بیقرار ہوگیا آپ سے کھوگیا بحالت مجبوری اپنے باپ سے کہا وہ دیکھتے ہی بہزار جان مشتاق
ہوگیا چنانچہ دونون مسلمان ہوگئے شب و روز تلاوت انجیل مین صد ہا طور کا لطف اُٹھانے لگے حتی کہ قریب

سو آدمی کے مسلمان ہو گئے جب یہ خبر گوش زد بادشاہ کے ہوئی وہ بت پرست آتش غضب سے
سُلگ گیا گھبرا کر ایک خندق گہری آتش سے پُر کرا کر کہا کہ جو اپنی زندگی چاہے وہ اس دین
سے پھر جاوے ورنہ اس آتش مین در آوے اتفاقاً ایک عورت بچے والی تھی قدرت خدا سے وہ
بچہ گویا ہوا گویا تائید غیب سے دین حق کا مصدق تھا بزبان فصیح کہا کہ ہان بسم اللہ بے تردد مین اس
آتش گلزار مین در آونگا قدرت خدا سے اُسیوقت ایک شعلا اُس آتش سے بلند ہوا اور اُس
بادشاہ کو مع جملہ اُمرا جلادیا باقی آدمی سب مسلمان ہو گئے چنانچہ بہت سے سردار خدمت مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ مین آئے اور دین عیسوی کی بحث کرنے لگے
حتی کہ آیہ کریمہ اُنکے جواب مین اُتری **قصہ تیسرا** جو ملک فارس مین واقع ہوا چنانچہ حضرت علی کرم
اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ دراصل اہل فارس کتابی دین حق پر تھے مگر قدرے شراب بنظر فائدہ بدنی اُس
مذہب مین حلال تھی ناگاہ بعالم بیہوشی زیادہ شراب خواری سے بادشاہ نے اپنی بہن حقیقی سے حرکت
بیجا کی جب نشہ اُترا تو از حد شرمندہ بلکہ زندہ درگور ہو گیا تب اُس خواہر خوار نے کہا کہ تو دعوے
حلال ہونے عقد نکاح باہم بہن بھائی حقیقی کا کر جیسا کہ اولاد حضرت آدم مین جاری تھا
بادشاہ نے یہ مسئلہ سب کو بُلا کر سُنایا اور ہر طرح سمجھا کر ڈرایا مگر وہ لوگ کمال ایماندار تھے کوئی راضی
نہوا آخر بادشاہ نے جلکر ایک گہری خندق پر از آتش درست کرا کر کہا جو کوئی اس
مسئلے کو نہ مانے گا اس آگ مین جلایا جاویگا ناگاہ قدرت خدا سے خود بادشاہ اُس آگ مین
گر کر کوئلہ ہو گیا اُسوقت سے عقد باہم بہن بھائی کا قوم مجوس مین جاری ہوا اور آتش
پرستی بھی قسم عبادت سے ٹھہری **قصہ چوتھا** تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ ایک سال شہر اسلام
قوم بنی اسرائیل مین قحط پڑا اہل شہر ملک حبش کو بھاگنے لگے جب حبش مین اہل قحط پہونچے تو
بادشاہ نے بنظر گرانی غلہ کے یہ تدبیر کی کہ ایک خندق گہری شہر کے گرد آتش سے بھروا کر

بادشاہ بت پرست وہان آکر بیٹھا اور ایک بت نہایت طویل مثل فیل کھڑا کرکے کہا جو مسافر شہر مین
مین اس بت کو سجدہ کرین ورنہ اس آگ مین جلائے جائین اتفاقاً پہلے بچے والی عورت
آئی ہرچند اوس سے کہا لیکن اُسنے سجدہ نہ کیا آخر بادشاہ نے جلکر اُسکے بچے کو آگ مین ڈالدیا وہ
جگرپارہ بچے کا یہ حال دیکھکر اُسکے جگر مین آگ بھڑکی چاہتی تھی کہ کلمۂ کفر زبان پر لائے یکایک قدرت
خدا سے اُس بچے نے آواز دی کہ اے مادر مضطر نہ گھبرا تو بھی اس گلزار مین در آکہ یہ انوار پروردگار ہے
نہ نار مردم آزار یہ سنتے ہی فوراً **مصرع** گئی جان اُسکی پھر قالب مین آئی + بکمال زاری جناب
باری مین حمد و ثنا کرنے لگی کہ ناگاہ شعلۂ آتش مثل خیمہ گرد کفار بد اطوار کے ہو گیا اور سبکو جلاکر خاکستر کردیا

فضائل خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت کمال روشن دلی سے پشت و رو سے یکسان دیکھتے تھے اور اندھیری رات مین
مانند روز روشن کے ہر چیز کو ملاحظہ فرماتے تھے اور آب دہن سے آب شور شیرین ہوتا تھا حتی کہ
جس بچہ شیرخوار کے منھ کو لب مبارک لگادیا تمام روز شکم سیر رہتا اور طلب شیر مادر نکرتا چنانچہ
روز عاشورا اطفال اہل بیت مین بخوبی تجربہ ہوا اور بغل شریف از حد سپید اور خوشبودار
تھی اور آواز مبارک نزدیک سے بلند نہ معلوم ہوتی تھی مگر بہت دور جاتی تھی
اور آپ بہت دور کی آواز گوش فرماتے تھے اور ہمیشہ دل حضرت کا خواب مین بیدار رہتا
تھا صرف چشم خواب آلودہ ہوتی تھین اور جمائی کبھی نہ آتی اور احتلام کبھی نہ
ہوتا اور پسینہ بدن مبارک سے ایسی خوشبو آتی کہ مشک و عنبر کو شرماتی تھی جس
راہ سے حضرت گذر فرماتے وہان کی ہوا خوشبودار ہوکر طالب زیارت کو تا آنحضرت رہبری
کرتی تھی اور پیشاب پاخانے کا اصلا زمین پر اثر نہ رہتا تھا کہ زمین فوراً نگل جاتی تھی ہان
البتہ اُس مقام سے خوشبو مشک کی آتی تھی اور وقت تولد حضرت ناف بریدہ پیدا ہوئے

اور ہرگز بدن شریف پر اثر نجاست کا نہ تھا اور پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور انگشت شہادت
آسمان کیطرف اُٹھائی اور اُسوقت ایسا نور عالمگیر از زمین تا آسمان منتشر ہوا کہ آپ کی والدہ
ماجدہ نے شہر ملک شام کے ملاحظ فرمائے اور فرشتے آپ کو پالنے مین جھولاتے تھے
چاند اُس حالت مین آپ سے کلام کرتا تھا اور جب آپ چاند کو اشارہ فرماتے فوراً متوجہ ہوتا
اور بار ہا بعالم شیرخوارگی اورون سے کلام فرماتے ہمیشہ ایام گرما مین آفتاب مبارک پر
سایہ کرتا تھا اور حضرت جس درخت کے نیچے تشریف لیجاتے وہ درخت گھوم کر آپ پر
سایہ کرتا اور اُس سایۂ خدا کا زمین پر سایہ نہ تھا اور پوشاک پر کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی اور نہ کبھی خون
بدن شریف کو ایذا دیتی تھی اور ہر سواری تا رونق افروزی آپ کی کمال ادب سے پیشاب
و حرکت کرتی اور عالم ارواح مین سب سے پہلے آپ پیدا ہوئے اور سب سے پہلے درجواب
لَسْتُ بِرَبِّ آپنے بلے فرمایا اور سیر شب معراج شریف کی مانند سواری بُراق کے اور
رفرف آپکو مخصوص تھی عروج فرماکر آسمانون پر اور بمقام عالی مقام قاب قوسین کے فائز ہونا اور
بدیدار الٰہی مشرف ہونا اور فرشتون کو انکی فوج بنا کر کفار کو جنگ مین قتل کرانا اور بہت
سے معجزات عجیب و غریب آپ ہی پر مخصوص تھے اور حشر مین جو کچھ مراتب آپ کو عطا
ہونگے اور کسی کو نہونگے اور سب سے پہلے قبر سے باہر آپ تشریف لاوین گے اور روز
حشر کے آپ سب سے پہلے ہوش مین آوینگے اور براق پر سوار کرکے مع ستر ہزار فرشتون کے
آپکو اللہ تعالیٰ بلاویگا اور سیدھی طرف عرش معلی کے کرسی پر بٹھاویگا اور لواء الحمد آپ کو عطا ہوگا کہ
اُسکے نیچے حضرت آدمؑ اور سب اولاد آدمؑ کی ہوگی اور سب انبیا آپکے پس رو ہونگے اور سب سے پہلے آپکو
دیدار الٰہی عنایت ہوگا اور شفاعت عظمیٰ آپ کو عطا ہوگی اور سب سے پہلے آپ پل صراط سے
گذر فرمائینگے اُسوقت تمام اہل حشر کو حکم ہوگا کہ آنکھ بند کرو کہ فاطمہؓ دختر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

گذرتی ہین اور سب سے پہلے دروازے جنت کے آپ کہولین گے اور سب سے بڑھ کے عالی
رتبہ یہ ہی کہ روز حشر کے آپ مانند وزیر اعظم اُس شاہنشاہِ معظم کے ہونگے غرض اے نیکوکاران
امت مرحومہ خوشا حال تمہارا ہزار طرح سے اپنے اوپر نازان اور شادان ہو بلکہ صد آفرین کرو
کہ فرمانبرداری ایسے رسول عالیجاہ والا رتبہ کی تمکو نصیب ہوئی پس اُن کی حکم برداری شبانہ
روز مین جانبازی کو سرخروئی دارین جانکر ہر لحظہ اور ہر دم اُسمین ہمدم اور سرگرم رہو اور
صحبت بد اور فریب نفس مفسد سے ہر دم بچو کہ اس مکار غدار دل آزار نے تمام جہان کے
دل اور جان اور اہل ایمان مین ایک آفت برپا کردی ہی اور اے گنہگاران امت مرحومہ
وا اے اوپر حال تمہارے کے کمال ندامت سے ہٹ جاؤ اور عرق ندامت مین غرق ہوجاؤ
ہزارون نفرین اپنے حال وقال پر کرو ایسے پیشوا ے ذیشان عالی درجہ کی امت ہوکر اور
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کہاکر ایسے بندے حرص وہوا کے ہوگئے کہ بالکل آدمیت سے گذر گئے حیثیت سے
جاتے رہی حشر کے روز کیا مُنہ دکھاوگے اور اس اپنی کمائی کا کیا پھل پاؤگے ناحق آگے حق کے
رسوا اور روسیاہ ہوگے اب ذرا دلمین شرماؤ ناکردنی سے باز آؤ گریہ وزاری سے بجناب
باری دامان گنہگاری کو پاک کرو کہ سچی توبہ گنہگار کو پاک وصاف مانند بے گناہ کے کرتی ہے

آغاز اصل کتاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہین کہ مین ایکدن زار وقزار روتا
بہ خدمت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین حاضر ہوا فرمایا اے معاذ کس چیز نے تجھے
رولایا عرض کیا یا رسول اللہ ڈرتا ہون کہ کہین آفات لذات دنیا مین گرفتار ہو کر دولت آخرت
سے محروم نہ ہوجاؤن اور متاع ایمانی کو اِس مقام گمنامی مین گم نہ کر جاؤن کچھ نصیحت فرمایئے کہ حبّ
دُنیا جی سے جاے اور حبّ عقبیٰ جی مین سماے ارشاد کیا اے معاذ ذات پروردگار بلا شک

سنے نیا زسے ہردم گناہ سے بچتا رہ اور لذت گناہ سے بھاگتا رہ کہ کہین تجکو مغرور کرکے
نعمت جنت سے محروم نرکھے اور مستحق عذاب آخرت کا کرے اور عذاب آخرت کا ایسا
سخت ہوگا کہ ایک ساعت بلکہ ایک پل بھی کوئی اُسکی تاب نہ لا سکیگا اور آخر زمانے مین بڑی خرابی
برپا ہوگی کہ ہر طرف برائی بُرون کی پھیلے گی اور بھلائی مانند بھلون کے گم ہوگی سچ ہے
کہ شریعت صرف اسم اور طریقت محض رسم رہ جاوے گی مثل مشہور سچ ہے کہ بزرگان
درگور و بزرگی درکتاب بس جو کوئی اپنا بھلا چاہے اپنے جی کی چاہ کو بچا ہے اور مصاحبت
بُرائیون اور صحبت بُرون سے بچے اور رفاقت بھلائی اور بھلونکی کرے احکام خدا تیعالے
بدل و جان مانے اور ہر دم کو دم آخر جانے جیسا مولانا ارشاد فرماتے ہین شعر اندرین رہ می تراش و
میخراش * تادم آخر دمے فارغ مباش * اور اچھون کی پیروی کرے اور ہر دم حکم خدا اور
رسول پر مرے تو عالی درجہ مانند عالی درجون کے پاوے اور کوئی چیز مفید زیادہ صحبت اور
نصیحت علماے اہل شریعت اور عرفاے صاحب طریقت سے نہین پس جو کوئی اس سعادت سرمدی
اور دولت ابدی سے محروم رہا بلاشک اُسنے دین و دنیا کو تباہ کیا اور زندہ درگور ہوا اور حال اُسکا
مانند اس مریض کے ہے کہ اول اپنے مرض کا علاج نہ کیا جب وہ مرض لاعلاج ہوگیا پھر کوئی
علاج مفید نہوا آخرکار وہ مریض مرگیا خواری دارین سر پر لے گیا اسی واسطے لکھا ہے کہ جو کوئی ہر روز
تلاوت کلام اللہ اور کلمات اہل اللہ سے مشرف نہوگا سیاہ دل اور گم کردہ منزل ہوجائیگا
اور نڈر ہوکر رات دن گنہگاری اور نافرمانی جناب باری مین گرفتار رہیگا بھلائی کا
کیا ذکر ہے بھلون کے نام سے بُرا مانتا اور جلتا رہے گا اسواسطے مین نے یہ کتاب
بیان صوفیون اور احوال مجاہدون اور افعال صدیقون اور حالات عارفون اور
معاملات عابدون اور واردات متقیون سے اور حکایات زاہدون اور ریاضات

حق پرستون اور طاعات مقبولون اور شب بیداری بیداردلون اور گریہ وزاری بخوف
جناب باری اور خموشی از کلام بیجا اور بجان کوشی بہ کلام بجا اور نفع رسانی واسطے ہر خاص و
عام اور کمال دلدہی بدادن طعام صرف بحکم خالق انام نہ براے شہرت و نام لکھی تاکہ اہل
اسلام شرافت و خوبی اسلام کی بخوبی جانین اور بدل مانین اور خلاف مذہب غیر مہذب
وجاہت اسلام دیکھکر جی جان سے کھو جائین اور حصول دولت ایمان کو اسی ملت مین
منحصر جانین چنانچہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نورانی کرو اپنے
منہ کو نوالہ یون کے ذکر سے اور اللہ دانا ہے اور اُسی پر بھروسا کرتا ہون مین اور اسی
سے چاہتا ہون توفیق اور معافی بھول چوک سے بیشک وہی ہے معاف کرنیوالا خطاوارون کا
اور بخشنے والا گنہگارون کا روایت ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص عاقل کسی قوم غافل کی
خیرخواہی کرے اور اُسکو بلاے ناگہانی اور طوفان آسمانی سے بچانا چاہے اور کہے کہ اے
غافلو ایک طوفان بلا اور لشکر پُر جفا تمھاری بربادی کو آتا ہے اور مین نے بچشم خود دیکھا ہے پس اگر
اپنا بھلا چاہو تو کسی طرف کو بھاگ جاؤ ورنہ ناحق قتل ہو جاؤ گے اور بجز حسرت کے کچھ پھل
نپاؤ گے پس ایک فرقہ اُس سچے قول کو سچا جانکر اُسیوقت بھاگ گیا اور سب سامان
آسایش اور آرایش اور مکان کو چھوڑ گیا اور دولت جان و ایمان سلامت لیگیا اور ایک گروہ
نے اُسپر عمل نہ کیا بلکہ اُسکو جھٹلایا کہ ایسے قصے کہانی بہتیرے سُنے ہین وقت پر دیکھا جاویگا
جو کچھ ہوگا ابھی سے کیون راحت مکانی چھوڑین اور مصیبت جانی اختیار کرین کہ آب نادیدہ
موزہ از پا کشیدہ - پس وہ فرقہ قتل ہو گیا - جان و ایمان سے جاتا رہا ذخیرہ
حسرت سر چڑھے گیا - پس اُسی طرح جس نے میری تابعداری کی دونون جہان کی

راحت اور آبرو پائی اور جسنے سرتابی کی اُسنے خواری دارین سرپر لی **روایت ہی** کہ
حجاج ابن یوسف بڑا ظالم تھا کہ اوسنے ہزارون اہل حق کو ناحق قتل کیا چنانچہ حالت حیات مین
اللہ تعالی نے اسپر عذاب دوزخ نازل کیا یعنے ایک بڑا بچھو ہر دم اس کے ڈنک مارتا تھا
اور وہ زار و نزار روتا تھا ہر چند اُسکے مارنے کی تدبیرین کرتا تھا مگر کسی طرح وہ بچھو عذاب کا
مار نہ کھاتا تھا اور اگر وہ اتفاقاً کبھی مرجاتا تو قدرت خدا سے فوراً زندہ ہوجاتا اور زبان فصیح
کہتا کہ اے دوزخی مین عذاب دوزخ ہون حکم خدا سے تجھپر مسلط ہوا ہون تجھکو اس
جہان سے مٹاؤنگا اور مین ہرگز نہ مٹونگا آخرکار وہ بد اطوار اسی عذاب مین گرفتار
زار و نزار رہا اور وبال آخرت کا اپنے سرپر لیگیا اور دنیا سے گذر گیا اور بعض روایت
ضعیف مین یون بھی ہی کہ کسی شخص نے اُسکو خواب مین دیکھا پوچھا کیا حال ہے کہا
اچھا حال ہے سنتین عصر کی کبھی قضا نہ کرتا تھا اُسکے سبب سے چھٹکارا ہوگیا اور
منقول ہے کہ فرعون باوصف خود آرائی اور دعوی خدائی کے چار سو برس جیا
اور خوب عیش و آرام مین رہا اور دکھ کے نام کبھی سر بھی نہ دکھا ہر چند موسی علیہ السلام
نے ہدایت کی وہ راہ راست پر نہ آیا اور ہر دم گمراہی مین گم رہا آخر مجبور ہو کر حضرت
موسی علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کی کہ خداوندا اسکو غارت کر کہ اسکی گمراہی سے
سارا جہان گمراہ ہے حکم ہوا اے موسی عرض تمہاری قابل قبول ہے مگر چند باتین اس ناپسند
کی مجکو پسند ہین اسواسطے یہ خود آرائی اور دعوی خدائی کرتا ہے اور اپنی سزا کو نہین
پونہچتا ہی وہ یہ کہ کسی پر ظالم نہین غرض اتنا نہین اپنے آرام کے واسطے کسی کو ایذا رسا
نہین ہوی اور بدون کا وہان گذر نہین نیکون اور دربست کرداروں کو نہین چھوڑتا
ہے اور قزاقون کا نام و نشان نہین چھوڑتا اور ہر وقت لنگر خانہ

جاری رکھتا ہی اور بھوکون کو بخوبی کھلاتا پلاتا ہی بھوکون کا کھلانا اُسکا بہت بھاتا ہی جب حضرت موسیٰ نے بہت عاوزاری کی تو جناب باری نے بلاے قحط نازل کی فرعون نے عاجز ہوکر لنگرخانہ بند کردیا اُسی وقت مستحق عذاب ہوکر اپنے اوپر دروازہ مرگ کا کھول لیا بہر ساتھ خواری وزاری کے اس جہان سے گذر گیا جیساکہ اپنے مقام پر مفصل مرقوم ہے

باب اول اکل حلال و صدق مقال مین

حکایت روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ اگر کوئی عابد اسقدر عبادت کرے کہ اُسکی پیٹھ مانند گوشۂ کمان کے جھک جاوے اور اسقدر روزے رکھے کہ مانند تیر کمان کے لاغر ہوجاوے قسم ہی اللہ کی نہ نفع دیگی اُسکو اسقدر عبادت اور مشقت اُسکی مگر جب تک کہ وہ اکل حلال اور صدق مقال بطور پیشہ اختیار نکرے گا **حکایت** نقل ہی کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جب محبت خدا کا مزہ پایا اور اکل حلال کو جی للچایا تب لذت اور حکومت دنیا سے دفعۃً دل گھبرایا تو یکبارگی حب دنیا اور سلطنت کو چھوڑدیا خیال کیا خراسان مین اکل حلال میسر نہ ہوگا ملک عراق کو گئے اور اُسکے چہار طرف پھرے کہین اکل حلال نہ ملا ناچار ہوکر ملک طرطوس کو گئے وہان پر باغبانی دس درم ماہواری کی اختیار کی ایک دن مالک باغ مین آیا انار شیرین منگایا حضرت ابراہیم ادہم ایک انار لیگئے وہ ترش نکلا اُسنے کہا تمنے شیرین منگایا تھا یا ترش

پھر اور خوشرنگ شیرین سمجھ کر لائے اتفاقاً وہ بھی ترش نکلا پھر بہت ترش ہوکر اُسنے کہا
شیرین کیون نہین لاتا ابراہیم ادہم نے ناخوش ہوکر بکمال شیرین کلامی کہا مین کیا جانون شیرین
کون سا ہے اور ترش کونسا ہی مین میوہ رکھانے کا نوکر ہون یا کھانیکا مالک نے ازروے
طعن کہا تو مدت سے باغبانی کرتا ہے اور میٹھے کھٹے کو اب تک نہین جانتا کیا تو ابراہیم ادہم ہے
جو ایسی دیانت داری اور پرہیزگاری مین دم مارتا ہے یہ سنتے ہی نوکری چھوڑ دی اور کنجی
باغ کی پھینک دی مالک فوراً جان گیا کہ یہی ابراہیم ادہم ہین پھر ہرچند اُس نے
معذرت اور خوشامد کی اُنھون نے قبول نہ کی فرمایا پہلے تو مزدوری تھی اور اب بزرگی ہے اور
ہم محنت کا کھاتے ہین تقوے طہارت کو نہین بیچتے پھر وہان سے ملک شام کو گئے وہان
شقیق بلخی سے ملاقات ہوئی کہا اے برادر ابراہیم کیا حال ہے کہا کیا کہون اکل حلال کی تلاش
مین شہرون شہرون جنگلون جنگلون پہاڑون پہاڑون مارا مارا پھرتا ہون کہین میسر نہین آتا
حکایت نقل ہے کہ ایک شخص بشیر نامے بڑے اتقیا مین سے تھے کہ ہمیشہ اُن کی حضرت خضر
علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی ایک دوست اُنکا جوان صالح تھا اُسے بھی ایک مرتبہ واسطے
ملاقات خضر علیہ السلام کے ہمراہ اپنے لے گئے جنگل مین ایک مکان مین ملاقات ہوئی حضرت
خضر نے بشیر سے پوچھا یہ جوان کون ہے کہا یہ بڑا متقی ہے حضرت خضر نے جوان سے پوچھا تو کبھی کسی
لشکر مین بھی رہا ہی کہا نہین کہا کبھی صحبت پدر مین بھی رہا ہے کہا نہین کہا کچھ ترکہ ریاست پدری سے پایا
کہا ہان مہد اسکے وہان نہ مکان تھا نہ خضر پھر بشیر کو بھی ملاقات حضرت خضر کی کبھی میسر نہ ہوئی
حکایت ابراہیم شہبانی ایک بادشاہ روم سے نقل کرتے ہین کہ بہ ہدایت الٰہی بیٹا اُس کا مسلمان
ہوگیا باپ نے یہ خبر سنکر اُسے مارنے کا قصد کیا وہ بدریافت اس حال کے دارالاسلام کو
بھاگ گیا وہان عبادت الٰہی مین ساٹھ برس مشغول رہا اتفاقاً بیار ہوا مین اُسکا حال پوچھنے گیا

دیکھا کہ خاک پر پڑا ہی اور کچھ سر تلے دھرا ہی مجھکو کمال افسوس ہوا مین نے کہا کہ کسی چیز کو جی
چاہتا ہے کہا کہ ہان انار شیرین کو بس مین سنکر پاس پڑوس سے لکڑی کاٹنے کو کچھ لیسکر
جنگل کو گیا اور گٹھا لکڑیون کا لایا اور اسکو بیچکر انار شیرین لیا اور جلدی سے لاکر دیا کہا کہان سے
لائے مین نے تمام حقیقت اُسکی بیان کی کہا جسکے ہتیار سے تم لکڑی کاٹکر لائے ہو دریافت
کرو وہ نیک چلن ہی یا بدچلن بعد دریافت کرنے کے معلوم ہوا کہ وہ بدچلن ہے اُسیوقت انار
پھینک دیا کہ مین ایسے انار کو نہین کہاتا پھر مین نے ہر طرح سے سمجھایا کہ مین بہت مشقت سے
لایا ہون اور تمھارے جی کی آرزو تھی کچھ خیال نہ کیا اور آرزوے دلی کو دل مین خون کیا ع
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ۞ پھر کہا شیخ ممشاد سے ملنے کو میرا جی چاہتا ہے ناگاہ شیخ ممشادؒ
بعد مغرب کے آگئے مین نے پوچھا کسوقت چلے تھے اور یہان سے کسقدر فاصلے پر تھے کہا سات
آٹھ منزل ہی بعد نماز مغرب کے الہام ہوا کہ فلانا جوان بیمار تمھاری ملاقات کا مشتاق ہے اُسیوقت
وہان سے چلا جوان اُنکی ملاقات سے بہت خوش ہوا بعد اس کے جان بحق تسلیم کی۔

حکایت نقل ہی ایک متقی خراسانی کی کہ اکل حلال کی تلاش مین ملک شام تک گئے وہان
کے لوگون نے کہا سواے حضرت حسن بصریؒ کے قوت حلال کہین میسر نہین ہوگا تم جا ہو سا ت جہان
مین پھرو تب حسن بصریؒ کے پاس گئے اُنھون نے کہا کہ میرے پاس قوت حلال کہان مجھے فقیر
جانکر لوگ کچھ بھیجدیتے ہین بعد تین دن کے کہ حرام بھی حلال ہو جاتا ہی بقدر سد رمق کھالیتا ہون
یان محکانو نہین ایک شخص کے پاس اکل حلال سُنا ہی وہان جاؤ شاید ملجاوے وہان بھی گیا دیکھا
کہ وہ شخص ہل جوتتا ہی اور بیلون کو پانی پلاتا ہے اور چارا کھلا کر آسانی تمام کام لیتا ہی کسی وقت
اُنکو چھوڑ دیتا تھا اسنے بعد سلام علیک کے اکل حلال اُس سے طلب کیا کہا اگر پہلے سے آتے تو ملجاتا
اب نہین ملیگا واسطے کہ ایک روز یہ بیل آپ مین لڑتے ہوئے دوسرے کے کھیت مین جا پڑے اور اسکے کھیت کی

مٹی اُنکے پانون مین لگ کر اس کھیت مین لگگئی اب اناج اس کھیت کا قسم حلال سے نرا مجبور ہون۔
حکایت نقل ہے کہ وہب بن الورد المکی متلاشی قوت حلال کے تھے ایک دن مکے مین صفا
مروہ کے پاس چھوہارے فروش کو دیکھا اُس سے پوچھا کیسے چھوہارے ہین اور کہان سے لایا ہے وہ
ناخوش ہو کر کہنے لگا کیون ناحق جھگڑا کرتے ہو لینا ہو تو لو نہ لینا ہو مت لو کہا مین شبہے کی چیز سے
پرہیز کرتا ہون وہ بولا سبحان اللہ مصر کی روٹی جو مشکوک ہے بلا شبہہ حلال جانکر نوش فرماتے ہو
اور چھوہاری لینے مین اسقدر تحقیقات کو کام فرماتے ہو بس سُنتے ہی بہت روئے اور قسم کھائی کہ
نہ کھاؤنگا کھانا مگر بعد تین دن کے کہ مردار بھی حلال ہے پھر ویسا ہی کرتے کہ بعد تین دن کے
اول جناب باری مین گریہ وزاری کرتے کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ شدت بھوک سے
جان بلب ہون اور زندگی سے عاری تب بقدر سد رمق کے کھاتا ہون معاف فرمانا ذلیل و
خوار حشر کے روز نکرنا تیرے کرم عام سے یہی امید ہے بعد اسکے چند لقمے کھاتے پھر شاگردونکو
بُلا کر سمجھاتے کہ خبردار قوت حلال کی تلاش سے غافل نہ رہنا کہ بدون اکل حلال کے کوئی عبادت
قبول نہین اگرچہ کتنی ہی جان مارو حکایت نقل ہے ایک شخص سیستانی کی کہ وہ شب و روز
قوت حلال کی تلاش مین رہتا تھا جب معلوم ہوا کہ کسی گانو مین ایک مجوسی نے غلہ قسم حلال سے
ترکہ پایا ہے اُسکے پاس گیا کہا اناج بیچتے ہو اُسنے کہا کہ ہان کہان رہتے ہو کہان سے آئے ہو کہا
سیستان مین رہتا ہون قوت حلال کا بھوکا ہون تمھارے پاس مین سُنکر آیا ہون مجوسی بولا
سبحان اللہ اتنی دور آئے اور اکل حلال کہین نہ پایا میرے پاس موجود ہے مگر واللہ اعلم تمھاری
قیمت مال حرام سے ہے یا حلال سے اسواسطے تمھارے ہاتھ بیچنا منظور نہین حکایت نقل ہے کہ
ایک پرہیزگار نے ہر چند اکل حلال تلاش کیا میسر نہ آیا جب شدت بھوک سے مرنے لگے ناچار ہو کر
جنگل مین درخت کے پتے کھانے شروع کیے بہت روز اسی طرح گزرے یہانتک کہ آنتین پیٹ

کی بالکل سبز ہو گئیں خواب مین الہام ہوا کہ اب تو پاک ہو گیا اور پیٹ تیرا سب برائیون سے صاف ہو گیا۔ **حکایت** نقل ہے کہ ایکدن کمن بن حسین یارون مین بیٹھے تھے اتفاقاً ایک دینار اکل حلال اُنکے ہاتھ سے گر گیا ہر چند تلاش کیا نہ ملا ناگاہ ایک یارنے پایا اور اُنکو لاکر دیا دیکھکر کہا یہ دینار میرا نہین ہے ہر چند یارون نے سمجھایا کہ یہ دینار تمھارا ہے ہمارے کسی کے پاس نہ تھا جو گمان ہو کہ اور کسی کا ہے فرمایا کیا عجب ہے کہ اور کسی کا گر پڑا ہو گیا اسپہ میرا نام لکھا ہے جو اپنا جانون اور کسی کا گمان نہ کرون پس ہمکو شبہے کی چیز لینا منظور نہین ہے **حکایت** نقل ہے ابراہیم ادہم سے کہ ایکمرتبہ مین نے نماز بیت المقدس مین پڑھی جب سب نمازی چلے گئے اور رات زیادہ گئی دو فرشتے آسمان سے اُترکر محراب کے پاس کھڑے ہوئے ایک نے کہا یہان کوئی آدمی معلوم ہوتا ہے دوسرا بولا کہ ہان ابراہیم ادہم ہے کہا وہ ابراہیم ادہم بلخی جو ہزار جا کا ہے اور جانبازی کے درجۂ ولایت کو پونہچا تھا اور ذراسی لغزش مین اس درجے سے گر پڑا افسوس ہے اُسکے حال پر دوسرے نے کہا وہ کون سی لغزش تھی کہا ایک مرتبہ اُسنے بصرے مین چھوہارے خریدے تھے پھر ایک چھوہارا زمین سے اُٹھا کر اپنا جانکر کھالیا پس کھاتے ہی فوراً اپنے درجے سے گر گیا یہ سنتے ہی ابراہیم ادہم روتے پیٹتے بہزار خواری وزاری بصرے مین پونہچے چھوہارے والے کے پاس سے چھوہارے لیکر اسی کو دیدیے اور اُس سے اپنا سب احوال مفصل بیان کیا اور پہلے چھوہاری کھانے کا بھی اُس سے اپنا قصور معاف کرا لیا پھر روتے چلّاتے بیت المقدس مین آئے اور بعد نماز عشا کے بیٹھے رہے جب سب آدمی چلے گئے اور رات زیادہ آئی پھر دو فرشتے بطور سابق کے آئے ایک نے کہا کچھ یہان بو باس آدمی کی سی آتی ہے دوسرے نے کہا کہ ہان ابراہیم ادہم ہے بولا کہ وہ ابراہیم ادہم جو اپنے درجے سے گر گیا تھا اور پھر گریہ وزاری کر کے فضل الٰہی سے اُسی درجہ کو پونہچ گیا۔

دوسرا باب نفس کشی اور حق کوشی مین

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کچھ بیان فرمایئے جو تمپر انعام واکرام الٰہی ہوا ہی فرمایا کیونکر شمار کرون کہ بیشمار ہین انعام اُس کے چنانچہ ہزار انعام سے زیادہ ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ پچھلی رات کو چاہا مین نے کہ نماز تہجد کی پڑھون نفس نے کاہلی کی تھوڑی دیر مین پیاس لگی اُٹھکر خوب سیر ہو کر پانی پیا مین نے جی مین کہا سبحان اللہ ہمارے کام مین یہ سستی اور اپنے کام مین یہ چستی پھر مین نے قسم کھائی کہ سال بھر پانی نہ پیونگا فضل الٰہی سے سال بھر تک ایسا ہی ہوا کہ مین نفس پر غالب رہا ورنہ کہین بکری شیر کے مقابلے مین غالب ہو سکتی ہی جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہین **بیت** کشتن این کار عقل وہوش نیست * شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست * جب شدت پیاس سی جان بلب ہونے لگا تو چلو مین پانی لیکر اُسمین مٹی ڈالکر قدرے حلق سی اُتار جاتا اور آتش معدہ کو اس طرح بجھاتا اور نفس کو خوب متنبہ کرتا کہ عبادت الٰہی مین سستی نہ کرنا ورنہ کھانے پینے سے عمر بھر ہاتھ دھو بیٹھے گا **حکایت** نقل ہے کہ ایک بزرگ موسم گرما مین اکیلے سفر کو نکلے اتفاقاً راہ بھول کر جنگل مین جا پڑے جب شام ہو گئی ناچار ہو کر راہ مین پڑرہے اور روزے سے بھی تھے پھر دو رکعت نماز شروع کی پہلی رکعت مین سورہ بقر اور دوسری رکعت مین آل عمران پڑھی نفس کو بہت شاق گزرا تنگ ہو کر کہنے لگا کہ شدت گرمی مین سفر کرنا اور اسقدر مشقت اُٹھانا پھر بھوکے پیاسے مرنا اور شام کو بھی روزہ افطار نہ کرنا کیا ضرور تھا مین نے کہا ذرا صبر کر اسقدر بیقرار نہو کہ یکایک ایک شخص کچھ خوان مین کھانا اور پانی سرد لایا بعد سلام علیک کے میرے آگے رکھدیا مین نے کہا یہ کیا ہے بولا مجکو خواب مین حکم ہوا تھا کہ جلد اُٹھ اور جو کچھ ماحضر ہو فلانے مقام پر لیکر حاضر ہو کہ ایک خاص بندہ خدا نے ابھی تک روزہ افطار نہین کیا پس جو کچھ حاضر تھا خدمت مین حاضر کیا معاف کیجیے

پھر مین نے پوچھا کہ مکان تیرا کتنی دور ہے کہا ساتھ آٹھ کوس ہوگا حکایت نقل ہے مالک ابن
دینار کی کہ قسم سالن اور میوہ جات سے کچھ نہ کھاتے تھے صرف دو چار چپاتی روکھی وقت کو
تناول کرتے تھے اور جو گرم ہوتی تو مانند سالن کے مزے سے کھاتے تھے کہ گرم ہونا روٹی کا بجائے
سالن کی سمجھتے تھے اتفاقاً بیمار ہو گئے پھر فضل الٰہی سے اچھے ہو گئے ایکبار نفس نے گوشت
کھانیکی خواہش لی اور بہت تنگ کیا ناچار ہو کر تھوڑا سا گوشت لا کر بہار پر گئے اور گوشت
کی خوشبو نفس کو سنگھاتے تھے اور ناداں لڑکے کے بہلانے کیطرح اُس دانا دشمن کو سمجھاتے تھے اور ہر طرح
اُس خبیث جبلی کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے اے نفس مطمئنہ بظاہر مین تجھکو دُکھ دیتا ہون اور حقیقت
مین تجھکو سکھ پونہچاتا ہون کہ دنیا کی مزے سے باز رکھتا ہون اور آخرت کے مزے چکھاتا ہون تاکہ تو
لذات دنیا سے باز رہے اور عذابِ آخرت سے نجات پاوے اور قیامت مین ذلیل نہووے اور
قربِ الٰہی مین ہمیشہ خوش رہے اور زار زار روتے تھے اور اس مضمون کے اشعار پڑھتے تھے کہ اسقدر
مین نے صبر کیا لذتِ دنیا سے کہ نفس ناچار ہو کر میرا دوست ہو گیا پھر جو مین نے کہا اُسنے کیا اور کچھ عذر
نہ کیا اور بہت خواہشین جی مین مانند دریا کے اُبلتین اور جوش مارتی تھین مگر اللہ تعالےٰ کے
فضل سے صبر میرا سب پی جاتا تھا اور کچھ خیال مین نہ لاتا تھا حکایت نقل ہے حضرت
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ مین حضرت سری سقطیؒ اپنے اُستاد کی خدمت مین حاضر ہوا اُنکو
بہت اُداس پاکر عرض کیا کہ حضرت آج مزاج کیسا ہے اور اسقدر ملال کیون ہے فرمایا کیا کہون
کہ عجیب واردات گذری کہ نفس نے بہت تنگ کیا اور سرد پانی نئے کوزے سے پینا چاہا بہت ترا ملا
مگر وہ باز نہ آیا آخر مجبور ہو کر ایک نیا کوزہ خادم سے منگایا اُسنے لا کر خوب صاف کر کے پانی سرد بھر کر
میرے پاس رکھ دیا جب مین اپنے معمولات سے فارغ ہوا چاہا کہ پانی پیون یکایک آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہون
کہ ایک حور نہایت خوبصورت حلّۂ بہشتی سے آراستہ میرے پاس کھڑی ہے مین متحیر ہو گیا کہ الٰہی

یہ حسن و جمال باکمال کس صاحب حسن و جمال کا ہی کہ مین نے آجتک دیکھا نہ سنا پھر مین نے کہا کہ یہ بناوٹ
اور آرایش کسکی لیے ہی وہ خود منہہ پھیر کے بھوین چڑھا کر تیوری بدل کر کہنے لگی کہ جو مرد پانی نئے کوزے
کا پینا چاہتے ہین اور خواہش جی کی بجھاتے ہین ہم انکے واسطے نہین ہین پھر وہ کوزے کو ٹھوکر مار کر چلی گئی
جب مین نیند سے چونکا تو دیکھا وہ کوزہ ٹوٹا پڑا ہی **حکایت** نقل ہے کہ حبیب عجمی کے نفس نے سات برس تک
گوشت کی خواہش کی اور نہ کھایا اور جب بہت تنگ کیا مجبور ہو کر آدھا درم لیکر بازار کو گئی اُسمین سے
آدھے درم کی روٹی لی اور آدھے درم کے کباب لیکر چلے ناگاہ راہ مین ایک لڑکا کسی غریب کا ملا اُس سے پوچھا کہ تو
کسکا لڑکا ہی اُسنے کہا کہ میرا باپ مرگیا اور اُسکا یہ نام تھا اتفاقاً باپ اُس لڑکے کا حضرت حبیب عجمی کا آشنا
تھا یہ سنتے ہی کباب اور روٹی اُسکو دیدی اور بہت افسوس کیا **حکایت** نقل ہی کہ دو بزرگ صاحب
کرامت بلا کشتی دریا سے عبور کرتے تھے اتفاقاً ایک مقام پر ٹھہرے ایک شخص نے اُنکی دعوت کی اور قسم سالن سے
خاگینہ طیار کیا ایک صاحب نے خوب کھایا دوسرے نے کم کھایا جب دریا کے کنارے پونہچے جسنے کم کھایا تھا وہ پانی
پر چلا گیا اور جسنے بہت کھایا تھا وہ منہہ دیکھتا روتا چلاتا رہ گیا رات کو اپنے اُستاد کو خواب مین دیکھا
اور اپنی سبب پشیمانی کا حال بیان کیا فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ جو کوئی نفس کی تابعداری و شکم پروری کرتا ہی
خواہش دلی سے محروم رہتا ہی اور دولت معرفت کو نہین پاتا ہی سو واسطے کہ جب تو شکم سیر ہوگا تو مثل دیوار بیکار
پڑا رہیگا اور جو بھوکا رہیگا تو مانند سگ گزیدہ کیسکو آزار دیگا حسب ارشاد جناب مولانا مرشدنا اشعار چون
شدی تو سیر مرداری شدی ٭ بیخبر افتادہ دیواری شدی ٭ چون گرسنہ میشوی سگ میشوی ٭ تند رگ
پیوند بدرگ میشوی ٭ پس دمی مردار و دیگر دم سگی ٭ چون کنی در راہ شیران خوش تگی ٭ **حکایت** نقل ہی
کہ ایک مرتبہ حاتم اصم نے اپنے شاگرد سے گوشت منگایا وہ گوشت لینے گیا دیکھا ایک رنگ گوشت بیچتے مین
اُنسے کہا ایک ٹانگ کا دیجیے اُنھون نے گوشت تازہ اور زیادہ دیا جب اصم کے پاس لایا وہ دیکھ کر بہت
خوشنود ہوئے کہا ہر روز اُنھی سے لایا کر جب خادم پھر گوشت لینے گیا گوشت بیچنے والے بزرگ نے کہا تو ہر روز نہ

گوشت کھاتا ہی کہا مین نہین کھاتا بلکہ حاتم کیواسطے لیجاتا ہون متعجب ہوکر کہا حاتم سی بڑا تعجب ہے کہ جو جی چاہتا ہی وہی کھاتا ہی مجکو تیس برس گوشت بیچتے گذری آجتک لذت گوشت سی واقف نہین ہون اگرچہ نفس مجکو بہت تنگ کرتا ہی **حکایت** نقل ہی ابوالقاسم قادسیہ سی کہ ایک تبہ قادسیہ مین ایکو آواز آئی کہ ای لوگو فلانی جنگل مین ایک ولیاء اللہ کسی مصیبت مین گرفتار ہین جلد جاکر اُنکی خبر لو کہ زیادہ دکھ نہ پاوین یہ سنتے ہی سب شہر والے اُس مقام پر پہونچے دیکھا تو ابوالحسن نوریؒ ایک گڑھے مین پڑے ہین سب انکو بکمال ادب وحفاظت جلدی سی نکالکر سوار کرکے شہر مین لانے مین نے اپنے مکان مین اتارا دو چار دن کے بعد انھون نے پھر سفر کیا مین نے کمال ادب سے عرض کیا کہ یا حضرت اسقدر مصیبت اختیار کرنے مین کیا حکمت ہی فرمایا مین مدت سی جنگل کی سیر کرتا پھرتا تھا جب اس شہر کی قریب آیا تو میرا نفس نہایت خوش ہوا کہ ہماری یہان بہت دوست آشنا ہین خوب دعوتین کھاینگے اور چین اوڑاینگے اور سب دکھ سفر کی بھول جاینگے مجکو اُسکی خوشی سی نہایت رنج ہوا کہ یہ صرف دعوت کھانیکی خیال سی اسقدر ابھی سی اُچھلتا کودتا ہی اگر پاویگا تو خدا جانے کیا آفت و قیامت برپا کریگا مین نے کہا قسم ہی خدای پاک کی مین تجکو صورت اس شہر کی ازخود نہ کھاؤنگا اگرچہ تو تڑپ کر مرجاوے **حکایت** نقل ہی مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سی کہ ایک مرتبہ مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہی کہ فلانے مقام پر ایک ولیاء اللہ تیری ملاقات کے مشتاق ہین اول خواب کو خیال سمجھا بعدہ جب کئی رات دن برابر یہی خواب دیکھا تو جلد اُس مقام پر گیا دیکھا کہ ایک بزرگ مسجد کے دروازے پر اذان کہہ رہی ہین مین نے سلام علیک کی کہا وعلیکم السلام اے مالک بن دینار مین متحیر ہوگیا کہ انھون نے میرا نام کیونکر جانا کہا جس نے تمکو یہان بھیجا اُسنے تمھارا نام بھی بتایا پھر بعد نماز کے مجھکو گھر مین لے گئے اور روکھی روٹی جو کی میرے آگے رکھی مین نے کہا اگر نمک ہوتا تو اُس سے لگاکر کھاتا شیخ نے خادم سے اشارہ کیا وہ لوٹا گرو رکھکر نمک لائی پھر مین روٹی کھاکر شکر خدا کا بجالایا کہ الحمدللہ مجکو اسقدر صبر وقناعت حاصل ہے کہ نمک کو بجای سالن کرکے مزے سے

روٹی کھائی خادم نے کہا سبحان اللہ اگر تم قانع ہوتے تو ہمارا لوٹا کیون گرو ہوتا ہم ستر و برس سے
نمک سے واقف نہین پس یہ سنتے ہی مالک بن دینارؒ نے ایک چیخ ماری اور کپڑے پھاڑتے
روتے چلاتے ہوئے جنگل کو چلے گئے

باب تیسرا ریاضت اور عبادت اہل اللہ مین

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین لوگون نے عرض کی کہ آپ اسقدر مشقت شاقہ کیون اٹھاتی ہین کہ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام کرتے ہین فرمایا اگر دن کو آرام کرون تو رعیت بے آرام ہو اور اگر رات کو آرام اور چین کرون تو رعایا بے چین رہے اور نفس امارہ فرصت پا کر خوار کر کے مستحق عذاب قیامت کا کرے پس جو کوئی دوسرے کی راحت اور اپنی نجات چاہے وہ اس دنیا مین کیسے آرام پائے **حکایت** نقل ہے سرِّی دق ابن الاحدمؒ کی کہ وہ ہمیشہ تہجد گزار تھے اسقدر نماز مین کھڑے رہتے تھے کہ پیر سوج جاتی تھے گھر والے یہ حال دیکھ کر بہت گریہ وزاری کرتے تھے ایک مرتبہ اُن کی مان نے نہایت تنگ ہوکر کہا اے بیٹا اسقدر کیون مشقت اُٹھاتے ہو اور اپنی جان ناتوان کو کمرد یتے ہو اللہ تعالے نے کیا تمہارے اکیلے ہی کے لیے دوزخ بنائی ہے جو ایسا ڈرتے ہو بلکہ سارے جہان کیواسطے بنائی ہو پس مرگ بنوہ جشنے دارد عرض کیا کہ آپنے بجا فرمایا مگر بندہ کو ایک لمحہ بندگی سے غفلت نچاہیے آگے اُسے اختیار ہے مارے چاہے نوازے پھر جب وقت مرگ قریب ہوا رونا شروع کیا لوگون نے کہا تم اسقدر کیون روتے ہو تمام عمر تمنے عبادت الٰہی مین گذاری ہے کہا یہی تو ڈر ہے کہ اب وقت امتحان ایمان کا ہے مبادا عمر بھر کی کمائی برباد نہ ہو جائے اور قہر الٰہی سر پر آجائے نیکی برباد گنہ لازم ہو واللہ اعلم مستحق ثواب ہون یالائق عذاب سے کاش کیا اچھا ہوتا جو مین پیدا نہوتا **شعر** کاشکے مادر نزادے مرمرا یا مرا شیرے بخوردی در چرا ٭ تو مین اُس دکھ مین کیون مبتلا ہوتا

حکایت محمد بن جریج سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ مین بمقام عبادان حضرت وکیع استاد امام شافعیؒ کی خدمت مین گیا چالیس دن وہان رہا ہر روز یہی معاملہ دیکھا کہ وہ ہر روز ایک قرآن مجید ختم کرتے اور ہزار درہم فقرا کو نقد دیتے اور سو حدیث شریف پڑھاتے اور رات دن آرام نہ لیتے

حکایت نقل ہے ابراہیم ادہمؒ کی کہ ایک مرتبہ جوش وخروش حبّ خدا مین بھر گئے خودی سے گذر گئے زیارت بیت اللہ کو سر کے بل چلے کہ ایسے مکان مقدس کو پیر سے جانا کمال بے ادبی ہے اگرچہ مجکو دولت حج مدت دراز مین نصیب ہوگی اور پیر سے جانیوالے ہر سال حج کرتے ہین پھر ایک قدم چلتے اور سجدہ کرتے موافق ارشاد مولانا کی (یعنے شیخ سعدی رحؒ) شعر شنیدم کہ مردی براہ حجاز :: بہر خطوہ کردی دو رکعت نماز :: اسی طرح سے سات برس مین مکہ معظمہ مین پونچے بارہ برس حرم محترم مین عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی بعد اسکے رحلت کی جانب آسمان سے آواز آئی کہ زمین کے سردار نے آج رحلت کی جب دن کو تمام شہر مین شہرت ہوئی کہ ابراہیم ادہمؒ نے انتقال کیا **حکایت** نقل ہے سلیمان درانی سے کہ مین ایک مرتبہ حسب معمول نماز تہجد مین مشغول تھا بعد فراغ کے نیند سے ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہون کہ حور سراپا نور نہایت شکیل بزر وزیور حسن وخوبی بخوبی آراستہ وبلباس حلۂ بہشتی پیراستہ ہے اور اسکے چہرے کی چمک سے در ودیوار مانند آفتاب کے چمکتے ہین دیکھکر متحیر ہو گیا کہ الٰہی یہ نور ظہور کس سراپا نور کا ہے آیا یہ حسن وجمال ہے یا خواب وخیال ہے کہ کبھی ایسا دیکھا نہ سنا پھر مجکو پیر سے ٹھوکر مار کر جگایا کہ سبحان اللہ آپ خواب غفلت مین پڑے ہین اور ہم انتظار خبست مین ٹھہر رہین پھر مین فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اسوقت کے شوق سے تاب نہوا مین نے کہا اللہ اللہ اے حسین تیرے حسن کا وہ عالم ہے کہ اگر تو ذرا سا جلوہ دکھاوے تو تمام عالم پر عالم بیہوشی کا ہو ہوف اسے بیتاب کیا تجکو حقیقت اس آب وتاب عالمتاب کی معلوم نہین جو بسبب بیقراری اور اضطرابی بیتاب ہے مین نے کہا بخدا مجکو آگاہی نہین کہا ایک مرتبہ گڑگڑاتے جاڑے مین بکمال ادب نماز تہجد پڑہتا تھا اور خوف الٰہی سے بعد بیقراری و اضطراب چشم پر آب اور بیتاب تھا مجکو حکم ہوا

که فردوس اعلی سے جلد جا اور اسکے سرخ آنسو کا اپنے چہرے پر لگلو نہ لگا پھر مین نے ایسا ہی کیا چہرہ میرا
مثل آفتاب کے روشن ہوگیا جیسا کہ اب تو نے دیکھا۔ **حکایت** نقل ہے ایک عورت رابعہ
العدویہ سے کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کو کہتی تھین کہ یہ رات اخیر ہی جسقدر ہو سکے بندگی الٰہی کر لے کل تو
دنیا سے کوچ کر جائیگی سوای حسرت کے اور ساتھ کچھ نہ لیجائیگی اسی طرح دم دلاسا نفس کو دیتین اور سب کام
دل بخوبی اُس سے لیتین اور تمام رات یاد الٰہی مین مشغول رہتین بعد نماز صبح کے دن کو بھی اسی طرح نفس کو
دم دیدے کر عبادت الٰہی بخوبی بجالاتین جب نیند کا غلبہ ہوتا تو گھر مین ٹہلتین اور نفس کو بہلاتین اور
کہتین یہ ذرا سا سونا اور پھر اُٹھنا کس کام کا آخر بعد مرگ کے تا قیام قیامت سونا اور راحت پانا ہے اسی
انداز سے پچاس برس تک رات دن عبادت خدا مین گزاری اور کبھی سر تلے تکیہ رکھکر زمین پر
پیٹھ نہ لگائی آخر کو اسی حال مین رحلت کر گئین **حکایت** نقل ہے رابعہ بصری کی ہمیشہ شب بیدار
رہتین اور چار سو رکعت نماز ادا کرتین پھر صبح کو نماز پڑھکر سستی رفع کرنیکو ذرا جا نماز پر بیٹھ جاتین
پھر آنکھ لگتی ہی اُچھل پڑتین اور نفس کو بہت لعنت ملامت کرتین کہ تو کب تک خواب غفلت مین رہیگا کیا تجھکو
معلوم نہین کہ موت سر پر کھڑی ہے **بیت** جاگنا ہوگا جاگ لے افلاک کے سایے تلے ؂ حشر تک سویا کریگا
خاک کے سایہ تلے ؂ اور آتا موٹے کمل کا پہنے رہتین لوگون نے بعد مرگ کے بموجب وصیت کے
اسیمین کفنا دیا پھر کسی عورت نے رابعہ کو خواب مین دیکھا کہ ریشمی سبز کرتا مکلف پہنی ہوئی ہین کہا وہ
کرتا کمل کا کہان ہے بولین اسکے بدلے اللہ تعالی نے مجکو یہ عطا کیا کہا اے رابعہ کوئی ایسی بات بتا
جس سے قرب الٰہی حاصل ہو کہا یاد الٰہی سے زیادہ کوئی ذریعہ قرب الٰہی کا نہین نہنے **حکایت**
نقل ہے کہ ایک مرتبہ صفوانؒ نے سونے کی قسم کھائی چنانچہ چالیس برس لیٹنے کی نوبت نہ آئی جب کبھی نیند
غلبہ کرتی تو زانو پر سر رکھکر سستی رفع کرتے اور پھر بدستور عبادت الٰہی مین مشغول ہو جاتے جب قریب
المرگ ہوئے اور نہایت تکلیف ہوئی تو لوگون نے کہا ذرا دیوار سے تکیہ لگا بیٹھیے یا ذرا لیٹ جائیے اور کمر

آرام کرتے لیجیے کہا مرتے وقت کیا عہد توڑون اور دیوار پر تکیہ لگاؤن پھر جان بحق تسلیم کی
غسل دینے والا کہتا ہی کہ مین نے بچشم خود دیکھا کہ کثرت سجدہ سے انکی پیشانی پر نقش ہو گئے تھے

باب چوتھا خوف جناب باری اور گریہ وزاری مین

حکایت روایت ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سی کہ حضرت یحیی علیہ السلام خوف الٰہی سے
اسقدر روتے تھے کہ تمام گوشت اور پوست رخسارہ نکا آنسوون سے اڑ گیا تھا اور غار ہو گیا
یہانتک کہ دانت نظر آتے تھے مادر شفقہ یہ حال انکا دیکھ کر زار زار روتین اور آنسو نکا دیا بہاتین نا چار
ہو کر ان زخمون پر کپڑا رکھ دیتین پھر جسوقت حضرت یحیی علیہ السلام کے دل مین خوف الٰہی کا
دریا جوش مارتا تھا آنکھونکی راہ سے نالے بہاتا تھا تو زخمون سے سب کپڑے بہ جاتے بلکہ اس نرا فی وق
خوف جناب باری سی حسب ارشاد جناب مولانا کہ **شعر** عشق صادق بر جمادی می زند ٭ چہ عجب کہ
بر دل دانا زند ٭ پتھر کے جگر پانی ہو کر بہ جاتی ہین غرض حضرت یحیی علیہ السلام کا دن اسیطرح گذرتا تھا
اور مادر شفقہ کو ان زخمونپر کپڑے رکھتے گذرتا تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب
یحیی علیہ السلام ہوتے تو وعظ فرماتے کہ انکو ہرگز تاب عذاب قبر اور حشر کے سننے کی نتھی اتفاقاً ایک
مرتبہ مجلس وعظ مین حضرت یحیی سر سے چادر اوڑھے ہوئے ایک طرف چپکے سمٹے ہوئے بیٹھے تھے حضرت زکریا
علیہ السلام نے فرمایا دیکھو یہاں یحیی تو نہین چونکہ ہر ایک اشتیاق سننے ذکر اللہ مین ہمہ تن
مصروف تھا اور معاملات دنیا و ما فیہا سی بیہوش تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ نہین ہین پھر آپنے
وعظ فرمایا اور عذاب دوزخ سی ڈرایا اور فرمایا کہ ابھی میری پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی الٰہی لیکر
آئے تھی اللہ تعالے نے دوزخ مین ایک گڑھا عظیم الشان بنایا ہی اسکا نام سکران ہی اور ایک پہاڑ بلند بنایا ہی
اسکا نام غضبان رکھا ہی اور اس عذاب سخت سی کوئی پناہ نپا دیگا مگر وہ شخص جو خوف جناب باری سے
رات دن اشکباری مانند بارش باری کی کرتا رہیگا پس یکایک حضرت یحیی علیہ السلام نے ایک چیخ

ماری اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑی اور تڑپنے لگے جب فرا افاقہ ہوا روتے اور چلاتے کپڑے پھاڑتے
ہوئے سر مین خاک ڈالتی ہوئے جنگل کو چلے اور سب اہل جماعت نے ارنزار بصد اضطرابی و دل بیقرار روتے
چلاتے اُنکے پیچھے ہوئی مگر واللہ اعلم وہ اہل نظر کہان نظر سے گم ہوگئے کسیکو نظر نہ آئے پھر سب ناامید و گم کردہ
مجبور ہوکر لوٹ آئے دیکھا تو بیان زکریا علیہ السلام بیہوش پڑے ہوئے چلاتے ہین تب اُنکو ہاتھون ہاتھ کمال حفاظت
سی اُنکے گھر لیگئے پس مادر مشفقہ حضرت یحییٰ علیہ السلام یہ حال دیکھکر گھبرا گئین اور پریشان ہو کر پوچھنے لگین
کہ میرا یحییٰ کہان ہی سب نے وہ واردات گذشتہ بیان کی پھر لاٹھی لیکر بادل مضطر اُنکا پتہ نشان
پوچھتی ہوئی جنگل کو چلین تین رات دن برابر پہاڑون مین بھوکی پیاسی ڈھونڈھتی پھرین کہین پتہ نپایا
اتفاقاً چرواہے بکریان چراتے نظر آئے اُنسے پوچھا کہ کوئی آدمی روتا چلاتا سر مین خاک ڈالتا تمنے دیکھا
یا سُنا ہی کہا کہ ہان کل شام کو اِس پہاڑ کیطرف سے رونے چلانے کی آواز آتی تھی کہ وامصیبتا عذاب گران
سے اور واویلا سختی غضبان سے مجکو نجات دے یہ الفاظ کوئی کہتا تھا پھر اُس پہاڑ مین جاکر مادر مشفقہ
نے دیکھا کہ ایک گڑھے مین حضرت یحییٰ اندگین بیٹھے ہین اور سختی عذاب دوزخ سے واویلا کرتے
ہین مادر مشفقہ نے کلیجے سے لگا لیا اور بہت تسلی اور دلاسا فرماکے گھر لے آئین پھر گوشت روٹی اُنکے
آگے رکھدی کہا برائے خدا و رحق مادر مہربان کچھ کھالو اور ذرا سو رہو کہ تمہاری تھکان ہوجاوے اور
کلفت پریشانی مٹجاوے کہ بہت عرصہ ارزار جنگلو نمین بھوکے پیاسے پھرتے رہے ہو حضرت یحییٰ علیہ السلام کو
بہت رونا آیا مگر بپاس خاطر مادر مشفقہ کچھ تھوڑا سا کھاکر سو رہے صبح کو حضرت جبرئیل آئے اور اُنکو جگاکر
کہا کہ اے یحییٰ خدا تعالیٰ تمپر رحمت کاملہ بھیجتا ہی اور فرماتا ہے کہ خاطر جمع رکھو تم عنقریب داخل جنت ہوگے
اور بجز بی وہان راحت پاؤگے اے یحییٰ اگر تو ایک نظر دوزخ کو دیکھتا اسیوقت اُسکے خوف سے پانی ہوکر
بہ جاتا پھر حضرت یحییٰ خوش ہوکر کودے اور جنگل کو چلے گئے پھر مادر مشفقہ کو اُنکا پتہ نہ ملا کہ کہان گم ہوگئے

حکایت نقل ہے منصور بن عمار سے کہ وہ ایک مرتبہ تفریحاً شہر کے گلی کوچے مین پھرتا تھا

ناگاہ ایک مکان سے آواز روزاور چلانے کی آئی کہ کوئی شخص جناب الٰہی مین گڑگڑاتا ہے کہ اے مولا
میرے اے آقا میرے ہرچند کہ مین گنا ہون سے اپنی جان بچاتا ہون مگر خواہش ہاے نفسانی
او شیطانی ہر وقت مجکو گھیر کر لذت دنیا مین پھنساتے ہین اور عذاب دوزخ اور آفت قیامت کو جی سے
بھلاتے ہین اس حال مین سواے تیرے فضل و کرم کے کون میرا حامی اور مددگار ہے یہ سُنکر مین نے
باہر سے آیۂ کریمہ ۲۸ پارہ سورۂ تحریم کی قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا پڑھی یعنی اے ایمان والو بچاؤ تم اپنے کو
اور اپنے گھر والونکو عذاب دوزخ سے یہ کلام سنتے ہی بیقرار ہوکے اُسنے ایک چیخ ماری اور گریہ زاری
شروع کی پھر مین اپنے کام کو چلا گیا دوسرے دن صبح کو اُسطرف سے نکلا دیکھا تو لوگ جمع ہین اور
ایک جنازہ رکھا ہے اور کفن دفن کا سامان ہو رہا ہے مین نے کہا یہ جنازہ کسکا ہے لوگون نے کہا رات
کو عجیب معاملہ گذرا کہ یہ جوان رات بھر خوف الٰہی سے روتا چلاتا رہا صبح کو مر گیا **حکایت** روایت
ہے حضرت سفیان ثوری سے کہ میری کمر حالت جوانی مین جھک گئی تھی کسی نے کہا کہ کیا سبب ہوا
کچھ جواب نہ دیا جب شاگرد خاص نے بہت خوشامد کی کہا کیا کہون کچھ کہنے کی بات نہین ہے
اتفاقاً وقت مرگ اپنے اُستاد کی خدمت مین کہ اولیاے کاملین مین سے تھے حاضر ہوا تھا فرمایا اے
سفیان دیکھتا ہے تو کیا معاملہ کرتا ہے رب میرا میرے ساتھ یعنی پچاس برس وعظ اور نصیحت سے لوگون
کو برائی سے بچایا اور راہ حق پر چلایا اب مجکو حکم ہوا کہ تو ہمارے دربار کے قابل نہین ہے بس سنتے ہی اس
کلام کے میرے ہوش و حواس اُڑ گئے اور اوسان خطا ہو گئے اور فوراً بار غم و الم سے کمر جھک گئی کہ جب ایسے
کاملونکا حال ہے تو اللہ اعلم اورونکا کیا حال ہوگا پھر جبتک حضرت سفیان جیے زار زار روتے رہے
اور اکثر آنکھون سے بجاے آنسوون کے خون ٹپکتا تھا جب بیمار ہوئے ہرچند علاج کیا مفید نہ ہوا
بلکہ کوئی حکیم اُنکے مرض سے آگاہ نہوا کہ کیا مرض ہے ایک طبیب نصرانی نے اُنکا قارورہ دیکھکر متحیر
ہوکر کہا کہ اللہ اکبر مین نہین جانتا تھا کہ مسلمانون مین بھی ایسے کامل ہوتے ہین کہ اُنکا جگر خوف

الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہ گیا چنانچہ آیہ کریمہ ۲۷ پارہ سورۂ حدید مین ارشاد ہے اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یعنی کیا نہین آیا ہے وقت کہ ڈر جاوین دل اللہ والون کے اللہ کی یاد سے **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ آپ ہمیشہ کیون غمگین اور اداس رہتے ہین اور رات دن روتے ہین کہا خوف الٰہی سے ہر دم ڈرتا اور چلاتا ہون کہ مبادا شیطان اور نفس کے فریب مین آکر مستحق عذاب نہو جاؤن کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے پروا ہے وہان کسیکی پروا نہین ہے اتفاقاً بیمار ہوئے ایک سردار انکو دیکھنے کو آیا دیکھا تو انکے تمام گھر مین پانی بہتا ہے خادم سے کہا کہ یہ پانی کہان سے آیا ہے کیا کوئی پانی کا برتن ٹوٹ گیا ہے کہا نہین مین نے ایکبار آگ روشن کی پس شیخ دیکھتے ہی اسقدر روئے کہ تمام مکان آنسوؤن سے بھر گیا **حکایت** نقل ہے فتح الموصلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بڑے عابد زاہد تھے حسب مقدور راہ خدا مین فقرا کو دیتے تھے ایکدن کوئی خادم خدمت مین آیا دیکھا تو جا نماز پر دیوار سے لگے ہوئے منہ پر ہاتھ دھرے بیٹھے روتے ہین اور آنکھون سے سرخ آنسو بہتے ہین یہ حال دیکھکر حیران ہو گیا عرض کیا یا حضرت خیر ہے اسقدر گریہ وزاری کیون کرتے ہو فرمایا کچھ کہنے کی بات ہو تو کہون اگرچہ خوف الٰہی سے ہمیشہ روتا تھا مگر دو برس سے خوف الٰہی ایسا جی مین سمایا کہ آنکھون سے سرخ آنسو نکا دریا بہایا بعد انتقال کے کسی نے خواب مین دیکھا کہا کیا معاملہ جناب الٰہی مین گذرا فرمایا اس رحیم کریم نے اپنے رحم و کرم کو کام فرمایا اور اپنے قرب مین عرش معلیٰ پر مقام عطا کیا فرمایا اے میرے بندے تو کیون اسقدر روتا چلاتا تھا مین نے عرض کیا کہ مالک میرے غلام ہر وقت آقا سے ڈرتا رہتا ہے واللہ اعلم کونسی بات سے خوش ہو جاوے اور کس بات سے ناخوش فرمایا تیرے رونے سبب سے گناہ مٹا دیئے **حکایت** نقل ہے کہ ایک دن مالک بن دینار کسی قبرستان مین گئے وہان کچھ لوگ مردے کو دفناتے تھے اس حال سے ایسا خوف الٰہی انپر چھا گیا کہ بیہوش ہو گئے اور عالم بیہوشی مین اس قسم کے مضامین اداکر رہے تھے

بیت اس زندگی پہ آج جو مغرور یار ہین ❊ اپنی ہی صورتین ہین جو اسنے مزار ہین ❊

پھر لوگ اُنکو اٹھا لائے جب ہوش ہوا کہا اسبات سے ڈرتا ہون کہ لوگ دیوانہ یا باؤلا کہین گے اور
لڑکے اینٹ پتھر مارینگے اور تالی دینگے ورنہ سب کپڑے پھاڑ ڈالتا اور ایک کمل اوڑھ لیتا اور خاک
دھول مین ملجاتا اور ہر گلی کوچے مین کہتا پھرتا کہ بھائیو کہین نفس و شیطان کے دھوکے مین آکر دین کو
دنیا کے لیے برباد نکر دینا اور عذاب دوزخ سے جان بچانا کہ موت ہر وقت سر پر کھڑی ہوئی ہے اور حیات
مستعار گھڑی دو گھڑی کی ہے فضل الٰہی سے بہت لوگ حق کو مانتے اور ناحق حق سے پھر کر دین و دنیا نہ
کھوتے پھر وقت مرگ کے خادمون کو بُلا کر وصیت کی کہ خبردار مرے پیچھے فرق نکرنا یعنی بعد موت
کے میری پیشانی پر لکھنا کہ مالک بن دینار اپنے مالک کی تابعداری سے بھاگا ہے اُسکا جنازہ کوئی نہ اٹھانا
پھر ہاتھ باندھکر رسی گلے مین ڈالکر اوندھے منھ گھسیٹنا جیسے غلام بھاگے کو آقا کے آگے گھسیٹتے اور ذلیل
خوار کرکے لاتے ہین اور تین مقام پر میرا حال دریافت کرنا اول قبر مین رکھکر منھ میرا کھولکر
دیکھنا کہ سیاہ ہے یا نورانی دوسرے روز حشر کہ اعمال نامہ سیدھے ہاتھ مین ہے یا اُلٹے مین تیسرے جب
اعمال تُلین دیکھنا پلہ نیکی کا بھاری ہے یا بدی کا پھر مالک بن دینار نے کہا اے کاش مین پیدا نہوتا
تو خوب ہوتا دنیا و آخرت کی مصیبت مین گرفتار نہوتا قریب شام کے اُسدم غیب سے آواز آئی کہ
ہمنے مالک بن دینار کو سیئاتون سے نجات دی اور مغفرت کی تب سب خادمون کو دی اور بہت خوش
ہوئے اسوقت مالک بن دینار نے انگلی شہادت کی اٹھائی اور کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا اور جان بحق تسلیم کی حکایت نقل ہے زین بن نعجہ سے
کہ ایکمرتبہ موت کا خیال میرے جی پر چھا گیا لذات دنیا و مافیہا کو یک قلم دل سے بھول گیا مین نے
اپنے جی سے کہا میری ساٹھ برس کی عمر ہوئی جسکے اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے کم سے کم ایک ہی گناہ
ہر روز کا شمار کیا جاوے تو قیامت سے کیونکر چھٹکارا ہوگا پھر عمامہ سر سے پھینکدیا کبھی منھ پیٹتے کبھی زمین پر
لوٹتے تھے اور زار زار روتے اور چلاتی تھی چشمۂ چشم سے اشکباری اور زبان سے وصف جناب الٰہی جاری تھی آخر

بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اور اُسی حالت مین جان بحق تسلیم ہوئے **حکایت** نقل ہے کہ
عطاے سلمی نے چالیس برس آسمان کیطرف نہ دیکھا اور نہ کسی نے اُنکو ہنستے دیکھا جب جوش محبت خدا
مین آتے رونا شروع کرتے مین رات دن برابر روتے تھے اور جب بادل آتا اور بجلی چمکتی تو دل
بھر آتا اور سارا بدن کانپتا اور ڈر کے مارے ہر دم اُٹھتے بیٹھتے اور کہتے جو آفت اور مصیبت دنیا
مین آتی ہی اور ہر ایک کو خوار و ذلیل کرتی ہی میرے ہی اعمال کی شامت سے ہے اگر اے کاش مین
مرجاتا تو خوب ہوتا کہ سب آدمی اس آفت ناگہانی اور بلاے آسمانی سے نجات پاتے جیسے سعدی
علیہ الرحمۃ کسی بزرگ کا مقولہ نقل کرتے ہین **بیت** چہ بودی کہ دوزخ ز من پر شدی • مگر دیگران را رہائی
بُدی • پھر کہتے اے نفس بلا شک موت آنیوالی ہی مقام تیرا قبر ہی اور گذرگاہ تیری دوزخ ہی اور نگہبان تیرے
منکر نکیر ہین اور قاضی تیرا اللہ تعالی ہی اور قیدخانہ تیرا دوزخ ہی اور داروغہ اُسکا مالک ہی بس قاضی جابر نہین
داروغہ رشوت خوار نہین قیدخانہ ٹوٹنے والا نہین پھر سختی عذاب سے نجات کیونکر ہوگی کیا معلوم ہی کہ مین
مستحق دوزخ ہون یا لائق بہشت اِس قسم کی باتین کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اور چشمہ چشم سے نالی جاری
تھے اتفاقاً ایک شخص خدمت مین آیا دیکھا تو ایک گوشۂ مسجد مین بیٹھے ہین اور ادھر اودھر پانی بہتا ہی خادم سے
پوچھا کیا شیخ آداب مسجد نہین کرتے جو وضو کا پانی مسجد مین بہاتے ہین اُسنے کہا یہ پانی وضو کا نہین ہی بلکہ
چشمہ چشم سے بہا ہی پھر بعد مرگ کے کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا تمہارا کیا حال گذرا کہا فضل الٰہی کی کچھ انتہا
نہین اسقدر شکھ پایا کہ سارے دُکھ دنیا کے بھول گیا اور رب العزت نے فرمایا اے میرے بندے تو کیون
اسقدر دنیا مین روتا تھا عرض کیا تیرے ڈر سے ارشاد کیا کیا تو نہین جانتا تھا کہ اللہ رحیم و کریم ہے
حکایت نقل ہی کہ ہمیشہ منصور بن ذکین خوف الٰہی سے ایسے روتے تھے کہ جیسے کسی کا جوان بیٹا مرجاے تو ایک مرتبہ
وہ رونے اور چلانے کسی نے کہا اے شیخ کیون ایسے زار زار روتے اور چلاتے ہو تم کچھ دنیادار نہ تھے مال اور بھی کچھ
معاذ اللہ دنیا سے صدمہ پونچا ہو اتنی برس عبادت الٰہی مین مشغول رہے شیخ نے کہا عبادت سب کیئے مین گناہ سوا

خدا کے کوئی نہین دیکھتا کیا معلوم ہی کہ میری کوئی عبادت قبول ہوئی یا نہین ہوئی اسواسطے روتا
اور گڑگڑاتا ہون کہ اس بندۂ ناچیز کی ناچیز بندگی کو قبول فرما دے اور میرے گناہون سے درگذر کرے
پھر بیٹے کو وصیت کی کہ وقت مرگ منھ میرا جانب قبلہ کردینا پسینہ منھ پر اور آنسو آنکھون مین دیکھو بآواز
تو ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنا اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہی کہ میرا خاتمہ بخیر ہو اور
بعد دفن کے باواز بلند کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا کہ جواب منکر نکیر سے آسانی ہوگی پھر جناب
باری مین ساتھ گریہ وزاری کے عرض کرنا کہ الٰہی یہ تیرا غلام ہی سواے گناہ اسکے پاس نیکی کا نام نہین
ہو اگر تو عذاب کریگا تو وہ اسکے لائق ہی اور اگر تو بخشدیگا تو تو اسکے لائق ہے بعد اسکے انتقال کیا وہ بیٹا وصیت
انکی بجالایا پھر دوسرے روز خواب مین دیکھا پوچھا کیا حال گذرا کہا کچھ مت پوچھ بڑا نازک مقام ہی
وقت حساب کے مجھسے کہا کیا نیک کمائی لایا ہے مین نے کہا شہر بلیلین لایا ہون کہا ایک تجھی ان دنو ل
نہین ہی سنتے ہی تھرا گیا اپ سے کھو گیا شہر کا عالم برپا ہوگیا پھر کہا اور بھی کچھ لایا ہی مین نے کہا ہان زید
لڑائی کفار سے لڑا ہون کہا یہ بھی قابل قبول نہین ہی کہا اور بھی کچھ عرض ہی عرض کیا سو ہزار درہم للہ
دیے مین حکم ہوا یہ بھی قابل قبول نہین ہی پھر تو مین بہت گھبرا گیا اب کوئی صورت نجات کی باقی نہین جن
چیزونپر بھروسا تھا انکا تو یہ حال ہوا۔ مایوس ہوتے ہی حکم ہوا کہ کیا تجکو یاد نہین ہی کہ تونے راستہ مین سے ایک
کانٹا اٹھاکر ایک طرف پھینک دیا تھا کہ مبادا کوئی راہگیر ایذا پاوے اس سبب سے ہمنے تجھے بخشدیا ہے

باب پانچوان خاموشی اور خوش اخلاقی اور دلجوئی مین

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب دینے کے واسطے غلام
کے کان ملے کہ کوئی قصور ہوگیا تھا غلام نے درد سے آہ کی فوراً چھوڑدیا فرمایا تیری آہ تیر سی
جی مین چبھ گئی تو بھی اسی طور میرے کان مل تا بدلہ ہوجاوے اور صدمہ دل مٹ جاوے اسنے
عرض کیا کہ غلام سے ایسی بے ادبی نہوگی مجکو معاف کیجیے فرمایا تابعداری کرنا بعداری حکم آقا کی واجب ہے

پس تجکو ہمارے حکم کی متابعت ضرور ہے اور ہماری خوشی اسی بات مین ہے آخر غلام نے مجبور ہوکر بحکم الامر فوق الادب کے کمال تعظیم اور تکریم سے گوش سراپا ہوش کو ہاتھ لگایا اور حکم بجالایا فرمایا تو سے کل عرض کیا اے آقا جیسے آپ زیادتی سے خوف کرتے ہین مین بھی ڈرتا ہون کہ مبادا روز قیامت اس مواخذے مین گرفتار ہو جاؤن یہ سنکر حضرت بہت روئے اور اسکو آزاد کردیا فرمایا مین تجھسے بہت راضی رہا پھر دعا کی اے خدا تو بھی اس سے راضی ہو اور اپنے فضل وکرم سے اسکو بخشدے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجکو پانچ مرتبہ زہر دیا گیا فضل الٰہی سے کچھ اثر نہ کیا مگر چھٹے مرتبہ کارگر ہوگیا اور تمام جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بہ گیا قریب وفات آپکے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ روتے تب تشریف لائے دونون چہرہ نورانی کہ چاند سورج کی سی چمک رکھتے تھے اسوقت کم نور تھے جیسے قریب شام کے سورج بے نور اور چاند سورج کی روشنی سے بخوبی روشن نہین ہوتا اسواسطے کہ حضرت امام حسن مانند سورج قریب غروب کے کم روشن اور حضرت امام حسین بباعث غم کے مانند چاند کے کم نور تھے پھر حضرت امام حسین نے پوچھا کہ یا حضرت یہ حرکت آپکی خدمت مین کس نے کی فرمایا اس خیال سے پریشان حال نہو اور کچھ باز پرس نکرو بلکہ درگذر کرو کہ ہم خاندان اہل بیت اور اہل نبوت سے ہین اور درپے اس امر کے ہونا ہرگز شایان شان اہل بیت اور خاندان عالیشان نبوت کے نہین ہے اسواسطے کہ جب ہم گرفتار کرانیوالے اور پھنسانیوالے ہون تو چھڑانیوالے اور شفاعت کرنیوالے کون ہونگے

بیت جب مسیحا دشمن جان ہو تو کب ہو زندگی ✤ کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے

بلکہ قسم ہے عزت جلال ذوالجلال کی کہ زہر دینے والے کو بھی جنت مین ہمراہ اپنے لیجاؤنگا

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مع چار سو یارون اور خادمون کے کہین تشریف فرما ہوئے اور عمامہ عربی مانند رسول اللہ سر سے اور ذوالفقار حضرت علی کمر سے باندھے ہوئے ان یارون مین مانند ستارون کے چاند سے چمکتے تھے ماشاء اللہ حسن خداداد کا وہ عالم تھا کہ تمام عالم کو بیتابی کا عالم تھا

بیت بالای سرش زہوشمندی ❊ می تافت ستارهٔ بلندی ❊ کسی مدہوش کی زبان سے یہ **شعر** جستہ نکلتا تھا
بیت کاکل مشکین بدوش انداختہ ❊ وز نگاہے کار عالم ساختہ ❊ اور کوئی خموش زبان حال سے یہ شعر پڑھتا
تھا **بیت** ای جہانے محو رویت محو سیمائی گہے ❊ وی تماشاگاہ عالم در تماشائی گہے ❊ اللہ اللہ جہان
وہ جان جہان گذرتے تھے وہان اہل جہان جان سے گذرتے تھے القصہ ایک مرعوب عالم بیتابی سے گو نہ
تاب لا کر بول اٹھا کہ یہ حسین کون ہین کسی نے کہا حسین ہین پھر واسطے آزمایش اور دریافت کرنے اخلاق
اُس شہرۂ آفاق فی الاخلاق کے چند کلام ہجا کہنے لگا ہمراہیان با ادب نے تاب نہ لا کر چاہا کہ اس بے
ادب کو ادب دین آپنے تبسم کیا اور ائمی دور از عقل کو نزدیک بلا کر فرمایا کہ اے مدہوش ہوش پکڑ
اسقدر آدمیت سے نہ گذر اگر بھوکا ہے تو کھانا ہر قسم کا مہیا ہے اگر پیاسا ہے تو آب سرد موجود ہے اگر قرضدار ہے تو
درہم و دینار بیشمار ہے اگر کوئی دشمن درپے آزار ہے تدارک اُسکا طیار ہے یہ شیرین کلامی اُس شیرین کلام
کی سنتے ہی لوٹ پوٹ ہو گیا کبھی قدم چومتا تھا کبھی ہاتھ جوڑتا تھا اور بار ندامت سے سر نہ اُٹھا سکتا تھا
اور کہتا تھا ای ابن رسول اللہ واللہ جیسا مین سنتا تھا اُس سے بھی زیادہ پایا **اشعار** ے شنیدم کہ
راحت جانی ❊ چون بدیدم ہزار چندان سے ❊ چہ نامی کہ مولاے نام توام ❊ درم ناخریدہ غلام توام ❊
پھر اپنے ہمراہیون سے ارشاد کیا کہ ہم دل اُکھڑون کے سنبھالنے والے ہین جیسے رسّی کشتی
بہتی ہوئی کو روک لیتی ہے یعنے مجکو دانائے راز نے اس راز پر مطلع کیا اسواسطے تمھارے کہے پر عمل نہ کیا
اور اللہ والے وہی کرتے ہین جو اللہ کراتا ہے چنانچہ اِس کلام ہمکلام خدا کے کلام جناب مولانا معنوی تصدیق
کرتا ہے **اشعار** بندگان خاص علام الغیوب ❊ در جہان جان جواسیس القلوب ❊ در درون دل در آید
چون خیال ❊ پیش او مکشوف باشد سرّ حال ❊ سچ ہے **شعر** آنکہ واقف گشت بر اسرار ہو ❊ سر مخلوقات
چہ بود پیش او ❊ جیسے کہ **اشعار** چشم شان را ہم ز نور اسرشتہ اند ❊ تا ز روح و از ملک بگذشتہ
اند ❊ آنکہ از حق یابد او وحی و جواب ❊ ہر چہ فرماید بود عین صواب **حکایت** نقل ہے کہ ایکمرتبہ

حسان بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ یارون کے جاتے تھے راہ مین ایک نیا مکان دیکھکر کہا یہ کسکا مکان ہی مین نے کبھی نہین دیکھا یہ کہتے ہی جیمین بہت پشیمان ہوئے کہ ناحق مین نے یہ کلمہ کیون کہا مجکو اِس کار سے کیا سروکار تھا پھر قسم کھائی اور اُسکے بدلے سال بھر روزہ رکھا **حکایت** نقل ہی مالک بن ضیغم سے کہ ہمیشہ میرے باپ بعد نماز عصر کے شام تک سوتے تھے ایک مرتبہ ریاح القیس بعد نماز عصر اُنکی ملاقات کو آئے اُنکو سوتا سنکر پلٹ گئے اور کہا کہ یہ کیا وقت سونیکا ہی پھر مین نے آدمی بھیجا کہ تو اُنکو جلد لوٹا لا مین اُنکو ابھی اُٹھا دونگا وہ آدمی بعد نماز مغرب لوٹ کر آیا مین نے کہا خیر ہے جو اسقدر دیر مین آیا اور ریاح القیس کو ساتھ نہ لایا کہا اسوقت عجیب معاملہ گذرا کہ وہ یہان سے روتے ہوئے سیدھے قبرستان کو گئے مین بھی اُنکے پیچھے گیا اُنھون نے وہان جاکر بہت سی لعنت ملامت اپنے نفس کو کی اور زار زار روتے اور چلّاتے تھے کہ مین نے کیون کہا کہ یہ کیا وقت سونیکا ہی پھر قسم کھائی کہ سال بھر نہ سوؤنگا ہرچند مین نے اُٹھنے پھرنے کی التجا کی اُنھون نے کچھ التفات نہ کیا ناچار ہوکر مین وہان سے لوٹ آیا **حکایت** نقل ہی عبداللہ بن عوف کی کہ وہ ہمیشہ چپ رہتے تھے اور بیفائدہ بات کرتے تھے کبھی اولاد یا غلام یا باندی وغیرہ پر خفا ہوتے تو البتہ یہ کلمہ کہتے کہ بارک اللہ علیک ایک مرتبہ اُس اونٹ کو جو اُنکو بہت پیارا تھا آپنے بہت حج اُسپر کیے تھے اور بہت لڑائیان کفار سے لڑے تھے کہ اپنے ہی ہاتھ سے اُسکو دانہ چارہ کھلاتے اور پانی پلاتے تھے اتفاقاً ایک غلام پانی پلانے کو لیگیا راہ مین اُسکے ایسی لکڑی ماری کہ اندھا ہوگیا گھروالون نے کہا آج خدا خیر کرے وہ بہت ناخوش ہونگے کہ اُنکے پیارے اونٹ کو نکما کردیا جب عبداللہ بن عوف نے یہ خبر سُنی غلام کو بلا کر کہا بارک اللہ علیک اور اے لوگو گواہ رہو کہ مین نے اِس غلام کو آزاد کیا پھر تا مرگ روتے رہے کہ مین نے یہ کلمہ بیفائدہ کیون کہا کہ لوگو گواہ رہو مین نے اس غلام کو آزاد کیا **حکایت** نقل ہی ربیع بن الخثیم سے کہ تین برس کے عرصے مین اُنھون نے تین کلام کیے اول یہ کہ ایک دوست سے پوچھا کہ تمھاری ماں زندہ ہین یا نہین دوسرے یہ کہ جب واقعہ

کربلا کا واقع ہوا اور اہل بیت شہید ہوگئے اور باقی اولاد رسول اللہ پر شدت ظلم ظالمون کے شروع ہوئے کہ زمین و آسمان گریان اور وحل جنگل اور پہاڑ کا بریان تھا اور تمام عالم مین حشر کا سا عالم برپا تھا جوش و خروش محبت اولاد رسول اللہ مین بھر گئے اور یکایک دریا سے اہل ہمدرد جناب باری مین عرض کرنے لگے کہ اے مالک دو جہان تو خوب جانتا ہے کہ جوان اتھون نے ظلم و زیادتی کی ہے اور اہل حق کو ناحق ایذا پہونچائی ہے انصاف دان انصاف کے تیرے ہاتھ ہے پھر تا ہم رگ کچھ کلام نہ کیا **حکایت** نقل ہے کہ ایک تبہ مشائخ صورت جمع ہو کر کہین دعوت کھانے جاتی تھی ابراہیم ادہم کو بھی بلایا وہ بھی اس جماعت مین شامل ہونے پھر ایک و شخص کا انتظار تھا کسی نے اس جماعت مین سے کہا کہ وہ بڑی مرزا منش ہین بڑی دیر مین آدمی نکلے یہ کلام سنتے ہی ابراہیم اپنے چپکے چلے آئے کہ یہان غیبت ہوتی ہے پھر اکر اپنے نفس کو لعنت ملامت کی کہ تو نے کھانے کی طمع سے مسلمان بھائی کی غیبت سنی اور پھر آیندہ ایسی عوت کھانے سے توبہ کی کہ جسمین مومن کی غیبت ہو **حکایت** نقل ہے کہ ایک تبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ جنگل مین پھرتے تھے اتفاقاً ایک سوار ملا اُسنے پوچھا آبادی کدھر ہے آپنے قبرستان کیطرف اشارہ کیا اُسنے ناخوش ہو کر کہا تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے مین آبادی اور مکان پوچھتا ہون او تو بربادی او قبرستان کے نشان بتاتا ہے پھر مارے کوڑون کے ابراہیم کو لہولہان کر دیا او شہر کو چلا گیا جب قریب شہر کے پونچا دیکھا کہ تمام شہر کے مرد و عورت جتھے کے جتھے چلے آتے ہین سوار نے متحیر ہو کر کہا خیر ہے کیون شہر سے نکلے جاتی ہو کہا تمنے سنا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم اس جنگل مین تشریف لائے ہین اُنکی زیارت کو جاتے ہین سوار اپنے جی مین کھٹک گیا اور ڈر گیا کہ کہین وہی نہون جنکو مینے مارا ہے لوگون سے اُنکا رنگ ڈھنگ پوچھا لوگون نے بیان کیا اس صورت اور اس سیرت کے ہین پھر اپنے اوپر لعنت ملامت کرتا ہوا اس گروہ کے ساتھ لوٹ گیا دیکھا کہ حضرت خون اپنے کپڑون اور جسم سے دھورہے ہین قدمونپر گر پڑا اور ہاتھ جوڑکر کہا قصور میرا معاف کیجیے واللہ مین آپ سے واقف نہ تھا فرمایا مینے للہ معاف کیا مین اپنے بدلے کسی کو

گرفتار کرانا منظور نہین کرتا اور مین نے تو خلاف نہ کہا تھا کہ آبادی حقیقت مین وہی ہی جو رات دن آباد ہوتی ہو جیسے قبرستان آپ کی خوش فہمی نے مجھے مصیبت اور تمھین ندامت مین ڈالا۔ فقط

باب چھٹا توبہ اور اسباب توبہ مین

حکایت نقل ہی کہ حضرت سری سقطی بہت بڑے اولیاء کاملین سے تھے چنانچہ پیر حضرت پیران پیر کے ہین اور امام الاولیا اُنکا لقب تھا اور بغداد شریف مین اکثر وعظ فرمایا کرتے تھے ہزارون آدمی اُن سے ہدایت پاتے تھے ایک بار احمد بن یزید مصاحب خلیفہ وقت مع صدہا غلام ترکی و رومی بڑی تزک و شان سے آئے اور ایک طرف مجلس وعظ مین بیٹھ گئے حضرت فرما رہے تھے کہ حضرت آدم ہمارے کے تا اینَدم کہ آٹھ ہزار برس تئے ہونگے کوئی مخلوقات مین انسان سے ضعیف تر اور نافرمانی جناب باری مین دلیرتر اور جیلہ از جملہ کائنات سے منظور تر جناب باری نے پیدا نہین کیا چنانچہ ہزارون طرح سے رب العزت نے اسکو نجات دارین کیواسطے سمجھایا اور صدہا نبیئے سے اللہ والون نے سمجھایا مگر اسکا ایک کلمہ گر نہوا چونکہ کلام الٰہی مثل اکسیر کے با تاثیر ہی کہ ایکدم مین قالب دنی کو پھیر دیتا ہی اور حقیقت انسانی کو انوار ربانی سے پُر کر دیتا ہی جب ارشاد جناب نبی الانام ع درد نی مومن کند زندیق را ہو سنتے ہی احمد بن یزید کے تیر سا جگر مین پار ہو گیا روتے روتے بیہوش ہو گئے جب کچھ افاقہ ہوا گرتے پڑتے اپنے گھر گئے وہان کچھ کھایا نہ پیا نہ کچھ کلام کیا دوسرے دن پھر تنہا آکر چپکے سے بیٹھ گئے وعظ سنتے رہے بعد وعظ کے جب سب آدمی چلے گئے حضرت سری سقطی کی خدمت مین عرض کیا کہ یا حضرت وعظ آپ کا میرے کارگر ہو گیا اور تیر سا جگر کے پار نکل گیا اور بالکل محبت دنیا کی جی سے نکل گئی اور عظمت حق جی مین سما گئی اب دنیا اور اہل دنیا کی صورت سے مجکو نفرت اور وحشت معلوم ہوتی ہی اور اُن سے کوسون جی بھاگتا ہی سچ ہی جب لذت ایمانی جی مین سما جاتی ہی تو سب طرف سے دل سرد ہو جاتا ہی جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہین **شعر** چون ازان اقبال شیرین شد دہان ✤ سرد شد بر آدمی ملک جہان ✤ پھر جنگل کو چلے گئے تھوڑے دن کے

بعد ایک عورت روتی چلاتی حضرت کیخدمت مین آئی کہ یا حضرت میرا بیٹا خوش رو خوشخو خوب صورت
خوب سیرت نازک اندام دل آرام آپ کے وعظ مین اعلیٰ مرتبہ بڑے کروفر سے آیا تھا
پھر یہان سے فقیر ہوکر گیا دوبارہ سب سامان ریاست اور حشمت کا پھینک کر آیا تیسری بار جو آیا اُس کا
پھر تہ نہ پایا کہ کیا ہوا اور کہان گیا یہ کہتی تھی اور زار زار روتی تھی اور ہر ایک کھڑے بیٹھے کو رُلاتی
تھی حتی کہ حضرت کو بھی رقت آگئی معلوم ہوا کہ احمد بن یزید کی مان یہی ہی فرمایا اے نیکبخت صبر کر اور ذرا
قرار پکڑ جسوقت وہ یہان آویگا فوراً تجکو اطلاع ہوگی حضرت کے ارشاد سے اُن تپین کے جی کو ٹک چین ہوا
اور دل بیقرار نے ذرا قرار پکڑا پھر گھر کو چلی گئی تھوڑے دن کے بعد رات کو آکر حضرت سری سقطیؒ کے دروازے
کی کسی نے کنڈی کھڑکائی فرمایا کون ہی کہا احمد بن یزید ہی خادم کو ارشاد کیا دروازہ کھولدے اور اسکی
مان کو جلد بُلا لا پھر اُسنے آکر حضرت سری سقطیؒ سے سلام علیک کی آپنے بعد جواب کے فرمایا تیرا کیا حال ہی جواب دیا
حقیر اور خوار و زار ہی کہ کمر جھک گئی صورت بدل گئی کہا اے امام وقت مین بہت خوش ہون تمنے مجکو
دنیا سے چھڑایا اور خدا سے ملایا مین تمھارا احسان کس دل و جان سے بیان کرون اللہ تعالیٰ تمکو اسکی جزا دیگا
ناگاہ اُسکی مان اور جورو لڑکے روتے چلاتے آگئے اُسکا یہ حال دیکھ کر نہایت پریشان حال ہوگئے اسقدر
روتے چیخیں مارتے تھے کہ در و دیوار کو رُلاتے تھے آدمی کا تو کیا ذکر ہے پھر مادر مشفقہ نے کہا اے میرے
جگر پارہ کیا ان بچون کے حال پر بھی تجکو رحم نہیں آتا کیا تجکو ہوگیا کیا تیرے جی مین سما گیا پھر ہر طرح سے منت و
خوشامد کی کہ کسی ڈھب سے گھر تک چلے ہرگز نہ مانا تنگ ہوکر حضرت کیخدمت مین عرض کرنے لگا کہ یا حضرت آپنے
یہ کیا بلا میرے پیچھے لگادی کہ مجکو جان چھڑانی مشکل ہوگئی فرمایا مین نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے پھر عورت
مایوس ہوکر کہنے لگی ہائے میری جوانی کیونکر کٹے گی کہا تجکو اختیار ہے جو تیرا جی چاہے سو کر میرے خیال
مین نہ پڑ مین خودی سے گزر گیا خدا کی محبت مین ملگیا بی بی نے کہا اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لو کہا بہت اچھا
پھر پشمین کپڑے اُتارنے شروع کیے اور اُسکے ہاتھ مین زنبیل دینے کا قصد کیا

تب ماں نے واویلا کرکے لڑکے کو لے لیا کہا آیندہ تمکو اختیار ہے میرے پاس یہ تو میری ہی صورت
ہو کر رہیگا یہ حال دیکھکر ہر کس و ناکس زار زار روتا تھا وہاں گویا حشر برپا تھا پھر احمد بن یزید سب کو
روتا چلاتا چھوڑ کر جنگل کو چلا گیا اور راہ خدا سے منھ نہ موڑا بعد دو برس کے حضرت کے پاس ایک آدمی
آیا کہ آپ کو احمد بن یزید نے بلایا ہی اب اسکا وقت آخر ہی آپ اسکے ہمراہ گئے دیکھین تو قبرستان شہر تبریز
مین ایک جانب کو تنگ و تاریک جگہ مین پڑے ہین اور ایسے کلمات کہتے ہین کہ بھلائی جاننے والو
بھلائی کرنا پھر آپ صبح تک وہان رہے پھر مکان کو آئے کہ تجویز تجہیز و تکفین کی کرین دیکھا تو ہزارون
آدمی شہر سے آتے ہین متحیر ہو کر کہا خیر ہی بولے خیر ہی رات کو ایک آواز غیب سے آئی تھی کہ جسکو نماز
جنازہ ولی اللہ کی پڑھنی ہو وہ مقبرہ شونیزیہ مین صبح کو جاوے اسواسطے ہم شہر والے وہان جاتی ہین
چنانچہ کثرت ہجوم سے قریب نماز عصر کے نوبت دفن کی پہونچی حکایت نقل ہی ایک شخص دیندار سے کہ ایک مرتبہ میری
دیوار گر پڑی مزدور روز کے آڈے پر گیا کہ کسی مزدور کو لاکر دیوار درست کراؤن وہان جاکر دیکھا کہ ایک جوان
با ایمان خوش کلام نیک سیرت کے سوا اور کوئی مزدور نہین ہی اُن سے کہا کہ ہماری دیوار بنادو اور
مزدوری اپنی لو کہا بہت اچھا مگر تین شرط پر جو کہ مزدوری مقرر ہو جاوے اسمین فرق نہو اور ہماری
طاقت سے زیادہ کام نہو اور نماز کیواسطے پہلے سے اجازت دیدو کہا مجکو سب بدل منظور ہی پھر گھر لاکر
اُنکو کام بتا دیا اور مین اپنے کام کو چلا گیا پھر شام کو دیکھا تو وہ مزدور دونکے برابر کام کیا تھا مین نے بہت
خوش ہو کر مزدوری مقرر دیکر رخصت کر دیا پھر صبح کو اُنکا انتظار کیا جب بہت دیر ہوئی تو پھر مجمع
مزدوران مین گیا اُنکو وہان نپایا اورون سے پتہ اُنکا پوچھا معلوم ہوا کہ وہ ہر روز مزدوری نہین
کرتے ہین بلکہ ہفتے مین ایک دن کرتے ہین اور سات روز کھاتے ہین مین یہ سمجھا کہ وہ کوئی کاملین سے
ہین کہ وقت ضرورت بقدر حاجت مزدوری کر لیتے ہین اور شب و روز عبادت الٰہی مین مصروف
رہتے ہین پھر اُنکے مکان پر گیا دیکھا تو بیمار ہین اور زمین پر پڑے ہین اُنکا یہ حال دیکھکر مجکو بہت افسوس ہوا پھر مین نے

کہا آپ مسافر اور بیمار عالم تنہائی مین بہت تکلیف پاتے ہین میرے حال پر عنایت فرمایئے اور غریب خانہ
کو تشریف لیے چلیے کہا بہتر ہی مجکو کچھ نہ کھلائیگا چنانچہ مین اُنکو اپنے مکان پر لے آیا تین دن تک کچھ نہ کھایا
نہ پیا نہ کچھ کلام کیا چوتھے روز مجکو بلا کر کہا کہ میرا وقت قریب آیا مین تمکو چند وصیت کرتا ہون اُسکو بخوبی ادا کرنا
اول یہ کہ میرے گلے مین رسی باندھکر زمین پر خوب گھسیٹنا اور کہنا کہ جو کوئی اپنے مالک کی نافرمانی کریگا اسکا یہی
حال ہوگا شاید رحمت الٰہی جوش مین آوے اور میری مغفرت فرماوے اور مجکو انہی کپڑون مین کفنانا بعد اسکے
بادشاہ وقت کے پاس جاکر یہ انگوٹھی اور قرآن شریف دیدینا اور کہنا کہ ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو اور
ثروت دنیا کو خواب بلکہ وبال سمجھنا ایسا نہو کہ اچانک موت آجاوے اور سارا سامان غفلت کا خاک مین
ملجاوے اُسوقت کوئی تدبیر مفید نہوگی بعد اسکے جان بحق تسلیم کی پھر بعد غم والم کے بخوبی اُنکو کفنا کر موافق وصیت
کے چاہا کہ گلے مین رسی ڈالون اُسیوقت گوشۂ مکان سے ایک آواز غیب آئی کہ خبردار ایسا نکرنا کہ اولیاء اللہ
اہل مغفرت ہین لائق ذلت پھر بخوبی اُنکو دفنایا بعد اسکے انگوٹھی اور قرآن مجید لیکر جہان بادشاہ کی سواری
جاتی تھی جاکر کھڑا ہوا کہ دربار مین مجکو کوئی جانے نہ دیگا پھر مین نے دورسے عرض معروض کی کسی نے نہ سُنی ناگاہ بادشاہ
کی نظر مجھ پر پڑگئی بادشاہ نے مجکو نزدیک بلاکر پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا مطلب ہے مین نے عرض کیا مین اسی شہر کا
رہنے والا ہون ایک شخص کا پیام اور یہ کلام اللہ شریف اور یہ انگشتری لایا ہون بادشاہ نے وہ دونون
چیزین لیکر کہا کہ وہ شخص کہان ہے اور کس حال مین ہے کہا وہ مرگیا وہ دیوانہ بنا یا کرتا تھا سنتے ہی بادشاہ بیحواس
ہوکر رونے لگا یہانتک کہ بیہوش ہوگیا مین متحیر تھا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے بہت دیر کے بعد جب بادشاہ ہوش مین
آیا کہا کچھ وصیت بھی اُسنے کی ہے مین نے کہا کہ ہان اس قسم کی کلمات آپکی جناب مین کہے ہین کہ ذرا خواب غفلت سے
بیدار رہو مبادا اچانک موت آجاوے پھر سب سامان حشمت اور بادشاہت بالاے طاق رہجاوے
پھر تو بادشاہ کا یہ حال تھا کہ کپڑے پھاڑتا تھا اور سر مین خاک اُڑاتا تھا اور کہتا تھا اے ناصح اے شفیق
میرے پھر شب کو بادشاہ چادر اوڑھ کر میرے ساتھ اُسکی قبر پر گیا پھر قبر سے لپٹ کر بہت رویا پھر

فرمایا کہ یہ میرا بیٹا تھا ہمیشہ شراب و کباب مین گرفتار تھا تائید غیبی سے ہدایت پائی کہ ایک مرتبہ
لہو و لعب مین مشغول تھا اور سب سامان عشرت مہیا تھا کوئی ادھر کوئی ادھر نشہ مین بیہوش پڑا تھا
ناگاہ مکتب سے کہ اُسکے مکان سے نزدیک تھا کسی لڑکے نے یہ آیۂ کریمہ ستائیسوین پارہ سورہ
حدید کی پڑھی اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ یعنی کیا وقت نہین پہونچا ایمان
والون کو کہ گڑ گڑا وین اُنکے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے یہ بات اُسکے دل پر جا لگی اور تیر سی پار ہو گئی
پھر اُس لڑکے کے پاس آکر کہا کہ ہان آیا وقت کہ دل اللہ کی یاد سے تھرا گئی اور اپنا کام کر گئی پھر ترک لباس کیا
اور چلا گیا جب مینے تلاش کیا کہین پتہ نہ لگا تو زخم لگا ۔ حکایت بعضون نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم
ادہم رحمۃ اللہ علیہ گورخر کے شکار کو گئے تھے آپ ہی شکار ہو گئے بادشاہی دنیا کی چھوڑ کر بادشاہی عقبیٰ
کی لی یعنی جب گورخر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور لشکر سے الگ ہو گئے اُسنے لوٹ کر بزبان فصیح کہا اے ابراہیم ادہم
تو اس کام کے لیے پیدا نہین ہوا جا اپنا کام کر پس ابراہیم ادہم متحیر ہو کر غش کھا گھوڑے سے گر پڑے
گھوڑا لشکر کو چلا گیا لشکر والون نے گھوڑا خالی دیکھکر کہا کہ بادشاہ واللہ اعلم کہان مارا گیا روتے چلاتے سب طرف
ڈھونڈھکر بیٹھ رہے کہین پتہ نہ لگا جب ابراہیم ادہم کو ہوش ہوا اٹھکر جنگل کو چلے چرواہون سے کہا ہمارا لباس
اپنے لباس سے بدل لو انھون نے عرض کیا کہ ہم تو سب غلام شاہی ہین ہم ہرگز لائق لباس شاہی کے
نہین القصہ بادشاہ نے سب بکریان انکو بخشدین کہ اللہ تعالیٰ ہمکو بھی ایسے ہی بخشدیوے اور اُن کا کمل آپ
اوڑھ لیا اور سب لباس اپنا انکو دیدیا پھر انھون نے عرض کیا اے بادشاہ کیا حال ہوا تمھارا کس چیز
نے بادشاہت سے چھڑائی اور فقیری دلائی کہا مین گورخر کے شکار کو آیا تھا خود شکار ہو گیا شعر
سونے کے لیے بر سر بازار گئے ہم ✤ ہاتھ اُسکے بکے جسکے خریدار ہوئے ہم ✤ اور خبردار یہ حال کسی پر ظاہر
نکرنا کہ تمھارے حق مین بہتر نہوگا پھر سب جنگل والے روتے چلاتے تھے اور ابراہیم اس مضمون کے اشعار
پڑھتے تھے کہ الٰہی تیری محبت در تیم کے لیے اولاد تیم کے آگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوین تو بسر

جمال کے خیال کے سواکسی کے خیال کو جی مین راہ نہ دون کہ تیرے جمال کی دولت سے میرا تمام
جی وجان مالامال ہی اور باقی خواب و خیال بلکہ وبال ہی **حکایت** نقل ہے کہ ایکمرتبہ ابراہیم ادہم
دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنا کرتا سینے تھے کسی نے طعن سے کہا کہ بادشاہی چھوڑکر فقیری لی اور کملی اوڑھی
اُسمین کیا دُکھ پایا جو چھوڑا اب اُسمین کیا سکھ اور لطف اٹھایا کہا وہ بادشاہت نتھی بلکہ وبال جان تھا
کہ سارے جہان کا وبال میری گردن تھا اور سلطنت اب ہی کہ اپنے جان اور مال سے بھی سبکدوش ہون
یہ کہکر دریا مین وہ سوئی ڈالدی اور کہا اے دریا والو جلدی میری سوئی لاؤ اُسیوقت سب جانور دریائی
حاضر ہوے اور ایک مچھلی وہ ہی سوئی مُنہ مین لیے ہوئے آئی پھر ابراہیم نے طعن مارنے والے سے کہا تونے یہ
تماشا قدرت خدا کا اور بادشاہت عقبیٰ کا دیکھا پہلے صرف آدمیون پر حکومت تھی اور اب سب پر ہی **حکایت** نقل ہی کہ ایکمرتبہ منصور بن عمّاد بصری مین جاتا تھا ایک مکان عظیم الشان بہت مکلف سونے
چاندی کے نقش سے منقش دیکھا آگے اُسکے میدان وسیع تھا اُسمین سوا پیادے اپنے اپنے قرینے سے صف بستہ
کھڑے تھے اور صدہا دربان دروازے پر ٹہل رہے تھے اور اندر مکان کے تخت بادشاہی بہت تکلف بچھا تھا
اور ایک جوان حسین اُسپر جلوہ فرما تھا اور چاروں طرف اُسکے خدام خوش اندام خوش کلام خوب دست بستہ کھڑے
تھے یہ حال دیکھکر میری عقل دنگ ہوگئی مین نے چاہا کہ اندر جاکر حقیقت اُسکی دریافت کرون مگر دربانون
نے مجکو اندر نجانے دیا اتفاقاً وہ کسی شغلے مین مشغول تھے مین جلدی سے اندر مکان کے چلاگیا یکایک اُس امیر نے
عورتونکو بلایا اور سب خواہونکو رخصت فرمایا اُنکے آتے ہی سارا مکان ایسا روشن ہوگیا کہ جیسے رات کو آفتاب
نکل آیا ہی اور صدہا لونڈیان باندیان اُنکے ساتھ خوشبو لگاکر دل لُبھاتی تھین کوئی زلف سلجھاتی کوئی
سرگردان اور حیران آئینہ دکھاتی خوشبو لگاتی تھی غرض ہر ایک ہر کام مین مصروف تھی پھر وہان کوئی مرد
کی قسم سے نرہا صرف مین اپنی جان پر کھیل کر یہ کھیل تماشا دیکھتا۔ ناگاہ بادشاہ کی نگاہ مجھپر جا پڑی آتش
غضب سے سلگ گیا مانند شعلے کے افروختہ ہوکر کہا کہ تیرے سر پر موت کھیلتی ہے جو تجکو مجلسہ اے

مین کھیل تماشے کے حیلے سے لائی ہی مین خوف سے کانپ گیا زندگی سے مایوس ہوگیا بعالم پریشانی
خوشامد سے جان کو بچانا مصلحت وقت جانا کہ آتش غضب کو عاجزی کا پانی بجھاتا ہی جیسا کہ گریہ وزاری
بجناب باری مستحق عذاب کو لائق ثواب کر دیتی ہی اور قہر الٰہی کو مہر سے بدل دیتی ہے جیسا کہ جناب مولانا
فرماتے ہین۔ **شعر** تا نگرید طفل کے جوشد لبن ۞ تا نگرید ابر کے خندد چمن ۞ جب اسکا غصہ کم ہوا کہا تو کون
ہی کہان سے آیا ہی مین نے عرض کی خطاوار ہر سزا کا سزاوار ہون مگر طبیب کہلاتا ہون کچھ امراض دل کا علاج
جانتا ہون فرمایا ادھر آؤ اور کچھ کلام حق سناؤ تب مین نے نڈر ہوکر صاف صاف حکم حاکم حقیقی کا بیان کرنا
شروع کیا کہ اے بادشاہ تیرے پاس جورتون کا ہجوم ہی ملک مین ظالمون کے ظلم کی دھوم ہی بیخبری اور غفلت
شاہ جہان کی باعث بربادی تمام جہان ہی لہذا عدالت امیر کا درجہ عبادت فقیر سے زیادہ ہی کیا نہین جانتا
تو کہ اس حال سی تیرا اعمال نامہ مالا مال ہوگا اور تو سخت خواری مین مبتلا ہوگا خدا ہے حق پکڑا اسقدر مستی
حکومت سے نہ اکڑ خدا کو نہ بھول خودی کے نشے سے اسقدر نہ پھول انصاف کے دن وہ ہر زبردست زیردست ہوگا اور
زیردست زبردست ہوگا دودھ پانی سی اور پانی دودھ سے جدا ہوگا اور دوزخ ایسی سخت آواز کریگی کہ پتھر کا جگر
پانی ہوجاویگا نیک کار سرخرو ہونگے اور بدکار زرد رو ہونگے فی الحقیقت دنیا اور معاملات دنیا قابل
دل دہی نہین تو عورتون کی محبت مین پھنسا ہی اور حوران بہشتی سی نفور ہی اگر تو جنت کی نعمتون کا ذرا آتا اور حوران
جنان کو ایک **نظر** دیکھتا واللہ لذت دنیا اور محبت زنان مین تو ہرگز گرفتار نہوتا اور بعد فرض ان عورتون کے
اگر دیکھے تو سواے بدبو کے اور کچھ بو باس حسن و جمال کی نہ آویگی بلکہ سخت نفرت ہوویگی پس تو انکی صحبت سے
درگذر کر اور حوران بہشتی کو طلب کر کہ خلقت انکی مشک و کافور اور زعفران سی ہی اور وہ جمال باکمال
نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا گویا لعل و یاقوت ہین کہ چمکتے ہین یا موتی اور مرجان ہین
کہ چمک رہی ہین جیسا کہ سورہ رحمٰن مین ارشاد ہی لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ ۞ کَاَنَّهُنَّ الۡیَاقُوۡتُ
وَالۡمَرۡجَانُ ۞ یعنی نہ ہاتھ لگایا انکو اس سی پہلے کسی آدمی اور نہ کسی جن نے گویا وہ لعل اور مونگا ہین کہ چمک

سے ہے ہین وہ یہ باتین سُنکر لوٹ پوٹ ہوگیا اور کہا ای طبیب تیری باتین میری جی مین کارگر ہوگئین بلکہ تیری بار
نکل گئین پھر کہو شاید برائی سی نجات پاؤن وررا ہ راست پر آؤن کہ مین بہت بڑا گنہگار ہون کیا عجب ہی
کہ غفور رحیم اپنے فضل وکرم سی بخشدی مین نے کہا حقیقت مین ہو رحیم وکریم ہی شعر اسی فضل کرتی نہین لگتی بار
نہو اُس سے مایوس اُمیدوار رہو پھر زار زار روتا تھا اور کپڑے بدن کے پھاڑتا تھا آخر کو نکلکر چلا گیا
مضمون کریمہ وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ کا صادق آیا جب عورتون نے دیکھا کہا سبحان اللہ
سب حال مین ہم تمہاری شریک حال ہین اب کیا مقتضاء مروت ہی کہ تم جاتے ہو اور ہمکو چھوڑے جاتے ہو پھر سب نے
رات کو لباس شاہی دور کیا اور بھیس فقیری بدل لیا پھر رات ہی رات سبکو ساتھ لیکر چلا گیا بعد عرصی کے
جو مین اُس محلسرا کو گیا تو اُجڑا پڑا دیکھا کہ دنکو وہان ڈر معلوم ہوتا تھا پھر تائید الٰہی سی اتفاقاً مین بیت اللہ کو
گیا دیکھا تو عبد الملک وہان موجود ہی اور طواف کعبہ مین مصروف ہی مجھ سے سلام علیک کی مین یہ حال سکا دیکھکر
بہت خوش ہوا مین نے کہا وہ عورتین کہان ہین کہا سب حاضر ہین پھر وہ سب آئین اور آئین بندگی مین مستعد پائین
مجکو دیکھکر بہت خوش ہوئین اور کہا اللہ تعالے نے ہمارے دل کی مراد پوری کی جو تمہاری یاری نصیب ہوئی یا
حضرت ہمسی گنہگارونکو بھی اللہ تعالیٰ بخشے گا کہ جان و مال سب اُسکی محبت مین کھو دیا مین نے کہا بلاشک اللہ تعالے
اپنی تابعدارونکو بخشے گا بلکہ موافق حکم کریمہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ دو جنت عطا فرمائیگا یہ سنتی ہی سب جی
جان سی کھو گئین جوش و خروش مین آکر ایک نعرہ مارکے جان بحق تسلیم کی عبد الملک یہ حال دیکھکر بہت غمگین ہوا
کہ افسوس ایسے وقت مین مجھ سی الگ ہوئین پھر بخوبی کفنا دفنا دیا بعد اسکی وہ بھی رحلت کر گیا اُسکو بھی دفنا دیا
لوگون نے بہت افسوس کیا مین نے قبر پر وعظ کہا اور لوگونکو عذاب قبر سے ڈرایا اور جنت کے آرام کا مژدہ سنایا
حکایت نقل ہی کہ ایکمرتبہ حضرت ذو النون مصری متفکر دریا کے کنارے پر کھڑے تھے دیکھا کہ ایک بڑا بچھو
دوڑتا ہوا دریا کے کنارے پر آیا اور ایک مینڈک دریا سی نکلکر فوراً اُسکو اپنی پشت پر سوار کرکے پرلے کنارے لیچلا
عجیب معاملہ دیکھکر مین بھی اُس کنارے کو گیا پھر وہ جلدی سے اُترکر ایک درخت کے نیچے گیا وہان

ایک سانپ نے مسافر کی چھاتی پر چڑھا تھا چاہے کہ اسے کاٹے اتنے جاتے ہی سانپ کے ڈنک مارا وہ مر گیا
مسافر بچ گیا پھر جلدی سے بچھو اسی طرح اپنے مکان کو چلا گیا مین نے جانا یہ آدمی کوئی کامل ہے کہ عنایت الٰہی
نے اسقدر اسکی حفاظت فرمائی کہ ایک موذی کو دوسرے موذی سے دفع کرایا اور اسکو بچایا اسکی ملازمت
حاصل کرنا چاہی جب اسکے نزدیک گیا چاہا کہ قدم بوس ہون اسنے آنکھ کھولدی دیکھا تو کوئی شرابی سا ہے مجھکو کمال
تعجب ہوا کہ اللہ اللہ اسکا یہ حال ہے اور عنایت خدا کا وہ حال ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ اے ذوالنون کیون
متحیر ہے کہ یہ بھی ہمارا بندہ ہے اگرچہ گنندہ پراگندہ ہے اگر ہم عملون ہی کی حفاظت کرین تو برونکا حفاظت کرنیوالا
کون ہے پس جو جناب باری مین زاری کرتا ہے خدا تعالی اسکی دستگیری فرماتا ہے جیسا کہ جنابؒ مولانا فرماتے ہین
شعر گفت حق گر فاسقی و اہل صنم ؛ چون مرا خوانی اجابت ہا کنم ؛ جیسا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد
فرماتے ہین کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنی جو بعنوان گریہ وزاری گناہ سے بیزاری چاہتا ہے اللہ تعالی اسکو
قبول فرماتا ہے کہتے ہین ذوالنون پر ایک حالت جذب و جنون کی طاری تھی کہ کبھو تو تھا اور کبھی تھی افسوس اوپر
حال اس غافل کے اور ہزار افسوس کہ رحمت الٰہی اس جوش وخروش سے اسکے ہمدوش ہوا اور وہ بیہوش
خواب خرگوش مین مدہوش ہو جب شام ہوئی اور ہوا سرد چلی اس غفلت زدہ کی حق مین صبح ہوئی نیند
سے چونکا اور ذوالنونؒ کو بیٹھا دیکھا متحیر و نادم ہوکر کہا اے سعید اس وقت تم یہان کہان آئے فرمایا تو اپنا
حال بیان کر کہا میرا حال بخوبی آپ پر روشن ہے عیان راچہ بیان پھر مین نے اسکو وہ سانپ کھایا دکھتی ہی
تھرا گیا جب سب قصہ سنایا تو روئی اور چلائی اور سر پر خاک ڈالنے لگا چیخین مارتا کپڑے پھاڑتا جنگل کو چلا گیا
اور نفس کو بہت لعنت و ملامت کرتا تھا کہ جبتک وہ ن کے حال پر اسقدر خدا کا کرم ہے تو بھلونکے حال پر کسقدر
عنایت ہوگی شعر و عاصیان را کجا کنی محروم ؛ تو کہ با دشمنان نظرداری ؛ پھر تائب ہو کر تا مرگ عبادت الٰہی
مین مصروف رہا اور مستجاب الدعوات ہو گیا جس بیمار کو دم کرتا اسیدم اچھا ہو جاتا اگرچہ مدت کا بیمار ہوتا
حکایت نقل ہے کہ بصرہ مین ایک عورت بدنامی مین نامی شعوانہ نامی بہت مالدار

بڑا طوار نہایت شستہ کیلا اور جمیلہ خوش آواز دلنواز آرائش من مین مصروف گانے بجانے مین مشہور و معروف استاد
فن بری مین استاد تھی جہان کہین تقریب شادی غمی کی ہوتی وہ ضرور پہنچتی اور سب جگہ سے حصہ پاتی ایک روز
اتفاقاً کہین جاتی تھی اور لونڈیان باندیان بھی اسکی ہمراہ تھین ایک مقام پر وعظ ہوتا تھا بکمال تاثیر کلام
حق سب کے چشمہ چشم سے اشک جاری رہی بلکہ تمام اہل مجلس پر ایک حالت طاری تھی رونے چلانے چیخین مارتے تھی یہ سنتے ہی آگ
ہوگئی کہ یہان تقریب غمی کی ہی اور مجکو خبر نہوئی یہ تو بڑا غضب ہوا جو میری آمدنی مین فتور پڑا جلدی ایک لونڈی کو
بھیجا کہ تو جاکر دیکہ کیا واردات ہی اسنے جاکر دیکھا تو وعظ ہو رہا ہی اور شدت عذاب قبر اور حشر کا بیان ہی گویا
حشر برپا ہی کوئی ادھر گرا کوئی ادھر پڑا ہی بمجرد دیکھنے اس حالت کے لونڈی پر بھی ایک حالت بیہوشی طاری ہوگئی
اسنے انتظار کرکے دوسری لونڈی بھیجی وہ بھی جاکر اسی حال مین شامل حال ہوگئی تنگ ہوکر تیسری بھیجی وہ
بھی نہ آئی چوتھی بھیجی وہ بھی خبر کوئی آپ بیخبر ہوگئی ع ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد ۔ تھوڑی دیر مین ایک لونڈی
آئی کہا تقریب شادی غمی کی نہین ہی مگر وعظ ہوتا ہی اور ہر ایک عذاب خوف الٰہی سے بیہوش ہو رہا ہے کوئی
روتا ہی کوئی چلاتا ہی یہ سنکر مسکرائی اور آپ بھی بطور تماشا دیکھنے کو آئی پونچتے ہی مقلب القلوب نے اسکا قلب
پھیر دیا اور اپنے خوف سے اسکا دل بھر دیا کہتی تھی کہ ہائے افسوس ساری عمر میری گنہگاری مین گذری ای
اللہ کیونکر میری نجات ہوگی اور زار زار روتی اور آنسوؤن کا مینہ برساتی تھی عالم نے فرمایا اللہ تعالےٰ
کی ذات سے نا امید مت ہو کہ وہ بڑا کریم ہی تو سچے جی سے توبہ کر اور گڑگڑا وہ سب گناہ سے پاک کردیگا اگرچہ
تیرے گناہ مانند شعر اینہ کی بیحد و بیشمار ہون پھر چیخ ماری کہ ہای افسوس وہ مین ہی ہون جو برائی مین ضرب المثل ہون
پھر سب کپڑے پھاڑ ڈالے اور سب مال کھڑی کھڑے لٹا دیا اور سب لونڈیان آزاد کردین اور گوشہ عافیت مین
بیٹھ رہی پھر تا لب گور عبادت الٰہی مین مشغول رہی اسی حالت مین جان بحق تسلیم کی اور عند اللہ اور عند الناس مقبول
ہوئی۔ **حکایت** نقل ہی بشر حافی رح کی کہ وہ ہمیشہ نشے مین سرشار اور شراب وکباب مین گرفتار
رہتے حتی کہ بارہ شراب خانے رات دن جاری تھے اتفاقاً ایک مرتبہ راہ مین ایک کاغذ بسم اللہ

لکھا ہوا زمین پر پڑا دیکھا جلدی سے بکمال تعظیم و تکریم اُسکو اوٹھا لیا چوما اور آنکھون سے لگایا اور
کہا یہ نام نامی اور اسم گرامی میرے مالک و محسن و کریم و رحیم کا ہے پھر مشک خالص سے معطر کر کے
اسکو عمدہ کپڑے مین نہایت تکلف سے لپیٹ کر ایک جاے بلند و محفوظ مین رکھدیا یہ کام اُنکا کام کا
اللہ کریم کو پسند آگیا پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جاؤ اور بشر حافی کو مژدہ سنا دو کہ
تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی اور گرد و غبار سے صاف کر کے عمدہ مقام پر رکھدیا ہمنے تجکو گرد و
غبار گناہ سے پاک و صاف کر کے فرش سے عرش تک تیرا نام بلند کر دیا پھر حسن بصری جلدی سے بشر حافی کے
پاس گئے وہ دیکھتے ہی تھرا گیا کہ خدا خیر کرے ایسے اولیاء اللہ کا یہان آنا گویا قہر الٰہی کا نازل
ہونا ہے پھر آپ نے جا کر بہت اخلاق فرمایا اور بکمال محبت سے اُنکو بلا کر وہ سب مژدہ سنایا سنتے ہی زمین
پر لوٹتے اور چیخین مارتے تھے اور نفس پر صد با لعنت اور ملامت کرتے تھے کہ ہاے افسوس تیرے
دم مین آکر اسدم تک گنہگاری جناب باری مین مجرم رہا اور اسقدر انعام اور اکرام اُسکے
سے مطلع نہ تھا جو اس روسیاہ سراپا گناہ پر خدا نے فرمایا پھر زار زار روتے تھے اور بار ندامت سے
جان کھوتے تھے یہانتک کہ بیہوش ہو گئے جب کچھ افاقہ ہوا اوٹھ کر چلے اور سب سامان و اسباب گھر
گھر لُٹا دیا اور سب کپڑے پھاڑ کر پھینکدیے اور لباس فقیری مین لیا اور ننگے پاؤن ہو گئے کسی نے
کہا آپ ننگے پاؤن کیون پھرتے ہین کہا اللہ تعالی ۲۹ پارہ سورۂ نوح مین فرماتا ہے وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ
الْاَرْضَ بِسَاطًا یعنی زمین کو ہمنے بچھونا بنایا تمہارے آرام کے واسطے پس اللہ تعالے کے بچھونے پر کیونکر
جوتا رکھون پھر ہر شہر و دیار اور ہر کوچہ و بازار مین ننگے پاؤن پھرتے تھے اور زندہ مُردہ اولیاء اللہ
کی زیارت کرتے تھے حکم خدا سے جانورون نے گندگی کرنا کوچہ و بازار مین چھوڑ دیا کہ مبادا پاؤن بشر حافی کا
بھر جائے اور اسی سبب سے بشر حافی کہلاتے تھے کہ حافی ننگے پاؤن والے کو کہتے ہین ورنہ پہلا اُنکا نام صرف بشر تھا
چنانچہ ایکمرتبہ کسی نے کسی کوچے مین گندگی دیکھی کہا بشر حافی نے رحلت فرمائی بعد اسکے دریافت کیا تو تحقیق ہوا

اُسی وقت انتقال فرمایا تھا اور بعد توبہ کو چالیس حج کیے اور چالیس لڑائی کفار سے لڑے بعد انتقال
کے کسی نے خواب مین دیکھا کہ ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے سبز گھوڑے پر سوار ہوا پر اوڑتے
ہین **حکایت** نقل ہے کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دجلے کے کنارے وعظ فرماتے تھے اتفاقاً
قافلہ عراق کا حج کو جاتا تھا ادس طرف سے گذرا ایک اونٹ والا حضرت کی خدمت مین آیا عرض کیا
مجکو کوئی ایسی بات بتلا دیجیے جو سفر و حضر مین کام آوے فرمایا تین باتین یاد رکھ اللہ کے فضل سے
دارین مین آرام پاویگا ایک یہ کہ جو اپنے واسطے چاہے وہی آقا کیواسطے بھی چاہنا دوسرے یہ کہ جو چیز
نفس کو درکار ہو مالک ہی سے مانگنا تیسرے جو مالک سے ملے اوسپر راضی رہنا اور ناخوش نہونا یہی وہ
یہ تین باتین اپنے دامان جان مین گرہ باندھ کر چلا گیا بعد مدت دراز کے اتفاقاً پھر اسکا اُس راہ سے
گذر ہوا حضرت نے دیکھا تو وہی اونٹ والا پانی پر چلا جاتا ہے آپنے بلایا کہ تو وہی اونٹ والا ہے
جو تین باتین ہمسے پوچھ گیا تھا کہا کہ ہان مین وہی ہون اور تم وہی عالم باعمل ہو کہ تمھاری بات
کی تاثیر اور کلام حق کی برکت سے مجکو یہ رتبہ حاصل ہوا مین نے صرف دو ہی باتون پر عمل کیا فضل الٰہی
سے پانی پر چلنے لگا اور تیسرے پر بھی عمل نصیب ہوتا تو خدا جانے کس درجہ بلند و بالا پر پونہچتا مگر اُسکی مجھ مین
طاقت نہ تھی لہذا مجبور ہو گیا **حکایت** نقل ہے ایک پارسا کہ کہ ایک مرتبہ آدھی رات کو قبرستان
بصری مین گیا کیا دیکھتا ہون کہ چار آدمی جنازہ لاتے ہین مین نے خیال کیا کہ شاید قزاق ہین لوٹ
مار کے اسوقت گاڑنیکو آئے ہین کہ کوئی خبر نہو مین نے پوچھا سچ بتاؤ اسکو کس نے مارا ہے کہا اپنی موت سے مر گیا ہم
ہم چارون مزدور اسکی مان کے ساتھ آئے ہین پھر اُس عورت سے پوچھا کہ اسوقت گاڑنے کا کیا سبب ہے بڑھیا
نے کہا کہ یہ میرا بیٹا بڑا فاسق و بدکار شہرۂ آفاق تھا مرنیکے وقت تین باتین وصیت کین اول یہ کہ میرے
مرنیکے بعد گلے مین رسی ڈالکر چارون طرف مکان کے گھسیٹنا اور باواز بلند کہنا کہ جو کوئی اپنے حاکم
حقیقی کے حکم سے پھریگا وہ ایسا ہی ذلیل ہوگا دوسرے آدھی رات کو دفنانا کہ دشمن جو کوئی جنازہ میرا

دیکھے گا لعنت اور ملامت کریگا تیرے اپنا ایک سپید بال جنازے کے ساتھ قبر مین رکھ دینا کہ شاید اللہ تعالی اُسکے سبب سے میری نجات کرے **بیت** دہم سپید ہر وقت وقت این امید ہ کہ حق شرم دارد زموئے سپید پھر انتقال کیا بعد غم والم کے مین نے کفن و دفن کا سامان کر کے چاہا کہ وصیت اول ادا کرون یکایک غیب سے آواز آئی کہ ای بوڑھیا اس کام سے باز آ ہمنے اسکو بخشدیا پھر اُس پارسا نے اوسکی نماز پڑھکر بخوبی دفنا دیا اور ایک سفید بال بوڑھیا کا اُسکے ساتھ رکھدیا یکایک وہ مردہ ہاتھ اوٹھا کر آنکھین کھولکر کہنے لگا ای شیخ اللہ تعالے بخشتا ہی ہر بھلے اور برے کو پھر آنکھین بند کرلین قبر درست کر کے سب چلے آئے

باب ساتوان کرامت اولیاء اللہ مین

حکایت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ مین ایک مرتبہ مسجد مین بیٹھا تھا دو جوان آئے اور سلام علیک کی پھر بعد نماز کے کہا اولیاء اللہ سے کرامت ہوتی ہی مین نے کہا انبیاء سے ہوتی ہی وہ ناخوش ہوکر چلے گئے دوسرے دن پھر آئے بعد سلام علیک اور نماز کے کہا کرامت اولیاء سے صادر ہوتی ہی یا نہین ناگاہ میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ نہین ہوتی تو بولے سبحان اللہ کیا کہتے ہو اللہ تعالی نے اولیاء اللہ کو وہ عظمت اور کرامت عطا کی ہی کہ اگر دیوارونکو کہین کہ سونے کی ہوجاؤ اور ستونون کو کہین کہ زبرجد کے بنجاؤ اور مٹی کو کہین کہ موتی مونگا ہوجاؤ اُسیوقت سب ہوجاوین ناگاہ اُسیوقت نظر اوٹھا کر دیکھا مین نے کہ دیوارین سونے کی اور ستون زبرجد کی اور مٹی زر ہوگئی یہ دیکھ کر مین اپنے جی مین مسکرایا کہا کیون مسکراتے ہو ہمنے تو ایک بات کہی تھی پھر سب بدستور جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے **حکایت** نقل ہی ایک بزرگ کی کہ ایک مرتبہ سفر مین قافلے سے جدا ہوکر راہ بھول گئے دو تین دن خوار و زار رہے لیکن راہ کا پتا نہ لگا تھک کر زندگی سے مایوس ہوکے ایک جگہ پر بیٹھ گئے ناگاہ دیکھا کہ ایک ٹیلے پر ایک مکان مختصر سا بنا ہی اور ایک آدمی وہان بیٹھا ہی اُسکو دیکھ کر ذرا اطمینان ہوا لیٹ بیٹھ کر آرام لیا وقت شام کر گیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان حسین عمدہ پوشاک سے آراستہ آیا اور زمین پہ پیر مارا وہان ایک چشمہ شیرین پانی کا جاری

ہوگیا وضو کر کے پانی پیا مین نے بھی اُس نعمت الٰہی کو غنیمت جان کر بعد وضو کے پانی پیا پانی پیتے ہی بھوک
پیاس اور کلفت سفر کی سب دور ہوگئی سبحان اللہ پانی تھا یا معجون روحانی یا سلسال شادمانی اور آب
تاب یمانی کہ جی جان و زبان کو شاداب و سیراب کر دیا پھر مین شکر خدا کا بجا لایا اُن کے ساتھ نماز ادا کی
بعد نماز کے جب وے چلے تو مین نے عرض کیا کہ مین راہ بھول گیا اور قافلہ مجھ سے چھوٹ گیا کہا ہمارے پیچھے چلا آ چند قدم
چلا تھا کہ مشعل کی روشنی معلوم ہوئی اور اونٹ والون کی آواز آئی فرمایا یہی تیرا قافلہ ہے مین نے کہا کہ با
پھر مین نے کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنے نام سے مجھکو مشرف فرمایئے فرمایا ہمارا نام علی زین العابدین ہے
حکایت نقل ہے محمد بن مالک مصری کہ مین ایکمرتبہ کہ معظمہ سے بطحا کو جاتا تھا ناگاہ اوپر سے ایک آواز آئی
مین نے دیکھا تو احمد بن خلق بن یحیی سونے کے تخت پر بیٹھے ہوا پر اڑے جاتے ہین سلام علیک ہوئی مین نے کہا
کہان جاتے ہو کہا ایک ولی کی ملاقات کو جاتا ہون مین نے عرض کیا اللہ تعالے نے تمکو یہ مرتبہ دیا ہے انکو اپنے پاس
کیون نہ بلایا فرمایا بزرگون کی خدمت مین جانا بلانے سے بہتر ہے **حکایت** نقل ہے ایک پارسا کی کہ ایکمرتبہ رات
کو طواف بیت اللہ کرتا تھا صبح کیوقت ناگاہ ایک آدمی سر پر چادر اوڑھے ہوئے چاہ زمزم پر آیا اور ڈول
سے پانی نکالکر پیا اور ڈول رکھکر چلا گیا مین نے جلدی سے جاکر اُس ڈول مین سے پانی پیا پیتے ہی تمام جان و زبان
شیرین ہوگئی سبحان اللہ وہ لذت تھی کہ نہ دیکھی نہ سُنی بظاہر ایسی کیفیت تھی جیسے عمدہ ستّو مین نفیس قند
ملا ہو دوسرے دن پھر اُسی طور سے آئے اور ڈول بھر کے پانی پیکے چلے پھر مین نے پیا تو دودھ شکر کا سا مزہ تھا
پھر تو مین نے دوڑ کر اُنکا دامن پکڑکر عرض کیا کہ برائے خدا مجھے اپنا نام بتایئے فرمایا مین سفیان ثوری ہون
مگر کسی پر یہ راز ظاہر نہ کرنا **حکایت** نقل ہے سہیل عبد اللہ تستری سے کہ مین ایک مرتبہ حج کو جاتا تھا راہ
مین بیمار ہوگیا قافلہ چلا گیا اتفاقاً قافلہ ابدالون کا اُس راہ سے گذرا اُس مین ایک ابدال بسبب آشنائی
سابق کے اور ابدالون کو میرے پاس لائے بعد سلام علیک کے کہا یہان کیون پڑے ہو ہمارے ساتھ چلو
مین نے کہا بیمار ہون خوف ڈالتا ہون تمھارے ساتھ کیونکر چلون ایک نے کہا کہ شاید تمھاری ماں کو تمھارے

دیکھنے کا شوق ہے اپنے ہوکر جلد جانا پھر کہا یہان خبرگیران تمھارا کون ہے مین نے کہا ایک ذن ہے پھر مجکو انکو
سپرد کرکے کہا اسکو بہت آرام دینا یہ ہماری امانت جاننا ایک نے مٹھی بھر ریتا اوٹھاکر اسکے دامن مین
ڈال دیا پھر سب چلے گئے سوڈان نے دیکھا تو چالیس دینار سُرخ تھے تھوڑے دنون کے بعد مین اللہ کی فضل سے
اچھا ہوگیا سوڈان نے کہا کچھ امانت تمھاری میرے پاس تھی کچھ دوا وغیرہ مین صرف ہوئی باقی موجود ہے
کہو تو تمھارے واسطے سواری مول لیدون مین نے کہا مجکو حاجت نہین سب للہ بانٹدو تھوڑی ور چلا تھا
کہ کباب ور روٹی کو جی چاہا اور ایسا بیقرار ہوا کہ ایک قدم چلنا دشوار ہوگیا ناگاہ ایک آدمی نظر آیا اور
گرم کباب روٹی اور سرد پانی لایا مین نے کھاکر شکر الٰہی ادا کیا پھر چلا شام ہوگئی بادل آیا اور پانی برسنا شروع
ہوا ایک رات دن برابر پانی برسا اور بوند بند نہوئی اللہ تعالی کی فضل سے سہیل کا ذرا دامن تر نہوا اور بخوبی
اپنے مکان کو پہونچ گئی **حکایت** ابراہیم بن شعبان ابراہیم ادہم سے نقل کرتے ہین کہ مین اتفاقاً ایک مرتبہ
بارہ دن کا بھوکا پیاسا جنگل مین رہا مجکو اپنے حال پر بہت اچنبھا آیا کہ باوصف اتنے دنون بھوکے پیاسے
رہنے کی قوت اور طاقت میری بفضلہ تعالی وہی ہے ناگاہ ایک طرف سے ایک بزرگ پیرکٹی نے باواز بلند کہا ای
ابراہیم کیون اچنبھا کرتے ہو مین نے سولہ دن سے نہ کھایا نہ پیا اور اللہ تعالی کے فضل سے امید ہے کہ اگر کہون
کہ یہ درخت سونیکا ہوجا اسیوقت ہوجائے ابراہیم ادہم کہتے ہین مین نے دیکھا تو اسیوقت خدا کی قدرت سے
وہ درخت سونیکا ہوگیا **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی نے شراکت مین ایک
اونٹ کرایہ کیا ایک طرف آپنے اپنا اسباب رکھا اور دوسری طرف دوسرے شریک نے رکھا پھر حضرت بایزید سے
کہا تمنے اسباب زیادہ رکھا اور حیوان بے زبان پر ناحق ظلم کیا بایزید نے فرمایا ایسی باتون سے ناحق گنہگار
نہو اسباب اوتار کر دیکھ لو اگر زیادہ ہو کم کردو دیکھا تو بالکل اسباب معلوم نہوا متعجب ہوکر چلانے لگا بایزید نے
کہا تم عجب طور کے آدمی ہو اگر بھید ظاہر نکرین تو ملامت کرو اور ظاہر کرین تو رسوا کرو تمسے خدا تعالے
پناہ دیوے **حکایت** نقل ہے سعد بن لیث سے کہ ایک مرتبہ حرم محترم مین بیٹھا تھا اور مقام ابراہیم پر

کوئی آدمی دعا جناب باری سے مانگتا تھا کہ الٰہی مین کھانے پینے سے بہت عاجز ہون اپنے کرم و فضل سے میری
یہ حاجت رفع کر مین بھی اُسکے پیچھے کھڑا تھا ناگاہ ایک خوان آسمان سے اُترا اسمین چھوہارے اور عمدہ پوشاک
تھی مین نے کہا مین بھی اسمین شریک ہون کہا کیونکر مین نے کہا تمنے دعا کی مین نے آمین کہی بولے سبحان اللہ روحہ
کوئی رکھے اور عید کوئی کرے خیر تو مستحق ہے ورنہ تو میری دعا اور عطیۂ الٰہی مین شریک نہوتا خیر تو بھی کھا مجکو کھلانے
مین کچھ عذر نہین مگر یہ انداز کچھ پسند نہین پھر مین نے بسم اللہ کہکر اُنکے ساتھ کھانا شروع کیا اللہ اللہ حلوائے
دودھ تھا یا شہد سراپا سود کہ جی جان کو شیرین کر دیا اور گٹھلی کا نام نہ تھا دونون نے بخوبی سیر ہو کر کھایا
اور خوان ویسا ہی بھرا رہا پھر وہ پوشاک بھی مجکو دینے لگے مین نے کہا اسکی مجھے حاجت نہین پھر وہ پوشاک
پہنکر چلے گئے مین نے لوگون سے پوچھا یہ کون تھے کہا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تھے پھر مین بہت پچھتایا کہ مین نے
وہ پوشاک کیون نہ لے لی کہ موجب برکت کا ہوتا۔ **حکایت** نقل ہے کہ حضرت اویس قرنی بڑے کامل ولی تھے
چنانچہ عالی درجہ اُنکا حکم محکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بخوبی روشن ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ قرن مین ایک شخص اویس نام بڑا ایمان والا ہے مگر بباعث خدمتگزاری
اپنی مان کے معذور ہے اور حسب اجازت ہماری ہماری خدمت سے بظاہر معذور رہا اے عمر اور اے علی بعد ہماری
وفات کے تم دونون بہار عرفات پر جا کر اُس سے ملاقات کرنا اور ہماری طرف سے سلام علیک کہنا اور ہماری
امت کیواسطے دعا کرانا پس یہ سنتے ہی دونون صاحب حیران ہو گئے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ
اس درجے کا وہ عالی درجہ رکھتا ہے فرمایا کہ ہان اللہ تعالیٰ اسکی دعا سے بقدر شمار بال بکریون بنی کلب کے میری امت
کے لوگون کو بخشے گا۔ **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ اویس قرنی نے تین رات دن برابر کچھ کھایا
نہ پیا جب بھوک کا نہایت غلبہ ہوا پہاڑ پر چلے گئے وہان جا کر پتے کھانا شروع کیے ناگاہ دیکھین
تو زمین پر دینار سرخ پڑے ہین کچھ خیال نہ کیا پھر دیکھا تو ایک بکری گرم روٹی لیکر آئی التفات نہ کیا
کہ واللہ اعلم کس کے لیے لائی ہے جب اُس بکری نے بزبان فصیح کہا کہ اے اویس یہ تیرا ہی رزق ہے رزاق حقیقی

نے بھیجا ہی تب ہاتھ سے روٹی لے لی اور بکری کیطرف نگاہ نکی بلکہ زبان حال سے یہ شعر ورد زبان تھا

حاشا اللہ طمع من ز خلق نیست ‌ ‌ ‌ ‌ از قناعت در دل من عالمیست

باب آٹھوان جلد دعا قبول ہونے اولیاء اللہ مین

حکایت نقل ہی حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ وہ بڑے اولیاء کامل سے تھے ایک مرتبہ چادر اوڑھے ہوے نماز پڑھتے تھے اور بندگی خدا مین مشغول تھے چور انکی چادر اوتار کر لیگیا اور بازار مین دلال کو بیچنے کو دیتا تھا کہ ناگاہ ہاتھ وہین خشک ہوگیا ہر چند ہلاتا تھا ہاتھ جنبش نکرتا تھا یہ حال اور زاری اسکی دیکھ کر سب نظارگی جمع ہوگئے اور دست تاسف ملتے ہوے اس سے پوچھنے لگے کہ ای پریشان حال تیرا کیا حال ہی یہ تجھپر کیا وبال ہی ناچار ہوکر اُسنے سب حقیقت چوری کی بیان کی سب نے کہا کہ ای خدا کو اُس خدا والے کی خدمت مین جلد جا اور چادر لیجا اور اپنا قصور معاف کرا چور دوڑا گیا دیکھا تو حضرت بدستور عبادت مین مشغول ہین چپکے سے جیسے چادر اتاری تھی ویسے ہی اوڑھادی اور ایک طرف مودب بیٹھ گیا بعد فراغ نماز کے اُنکے پیرون پر گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ میرا قصور معاف کیجے فرمایا تونے کیا قصور کیا ہی جو معاف کراتا ہے تب اُسنے وہ واردات بیان کی فرمایا واللہ مجکو ہرگز معلوم نہین کہ کب تونے چادر چرائی اور کب پھر اوڑھائی پھر دعا کی الٰہی اسنے چادر میری پھیردی تو بھی اس کا ہاتھ پھیردے اللہ تعالے کے حکم سے اُسیوقت ہاتھ اُسکا اچھا ہوگیا حکایت نقل ہی کہ ایک عورت حضرت حبیب عجمی کی خدمت مین آئی عرض کیا یا حضرت میرا ایک غلام بہت ہوشیار دیانت دار کارگزار بھاگ گیا ہی اس باعث سے مین سخت حیران اور پریشان ہون آپ للہ دعا کیجے کہ وہ جلد آوے اللہ تعالی نے اللہ والونکی زبان مین بہت تاثیر دی ہی فرمایا کچھ تیرے پاس ہی اُس عورت نے کہا کہ دو درہم ہین آپنے لیکر کچھ پڑھا اور وہ فقرا کو تقسیم کردیا ناگاہ وہ غلام سرگردان وحیران دو سیر گوشت ہاتھ مین لیے ہوئے آیا سب نے متحیر ہوکر پوچھا کہان سے آتا ہی بولا فارس سے چور مجھے چراکر وہان لیگئے اور ہمیشہ اپنا کام خدمت لیتے ہی چنانچہ آج اتفاقا مجکو گوشت کو بھیجا گوشت لے چکا تھا کہ یکا یک

ہوا کا جھونکا آیا مجکو ہوا سا اوڑا کے یہانے آیا حیران ہون اور خیال کرتا ہون کہ یہان سے فارس تک ہزارون کوس کا فاصلہ ہے مین کیونکر ایک دم مین آگیا **حکایت** نقل ہے کہ ایکمرتبہ بصرہ مین بباعث کمی بارش کے قحط پڑا سب شہر والے برابر تین دن نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے اور ہر طرح سے گریہ وزاری کی مگر ایک بوند نہ برسی ایک شخص ناقل ہین کہ تیسری بار ایک آدمی اسی صف سے اُٹھا اور جناب الٰہی مین گڑگڑا کر دعا کرنے لگا کہ اے خداوند بطفیل دو نون چیزون کے پانی برسا اور اپنے بندونکو آفت قحط سے بچا کہ ناگاہ بادل آیا اور خوب پانی برسا پھر مین نے حیرت مین آکر اُس آدمی سے پوچھا کہ وہ دو چیزین سر مین کیا ہین جنکے طفیل سے تمنے پانی برسنے کی دعا کی اور فضل الٰہی سے دعا تمھاری قبول ہوئی اور فوراً پانی برسا بولا یہ دو آنکھین ہین کہ ان سے بایزید بسطامی سے کامل کی آنکھین دیکھی ہین مین نے کہا کہ تم اس دیا رو جوار کے ہو بارہا بایزید بسطامی کو دیکھا ہوگا یہ کچھ بڑی بات لائق کرامات نہین لہا او غافل جنھون نے اللہ والونکی آنکھین باعتقاد و ارادت دلی کے دیکھی ہین وہ وہ چیزین دیکھتے ہین جو کوئی نہین دیکھتا اور کسی حال مین خدا سے آس نہین توڑتے **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ یعقوب بن لیث بیمار ہوا ہر چند معالجہ کیا کچھ افاقہ نہ ہوا جب قریب المرگ ہوا اطبیون نے جواب دیکر کہا اب وقت دوا نہین وقت دعا ہے پھر سب مایوس ہو گئے اور حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین جا کے عرض کیا کہ دوا کیطرف سے آس ٹوٹ گئی دعا کی تاثیر کی امید باقی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرماوین تو کمال بندہ نوازی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اللہ والونکی زبان مین بہت اثر دیا ہے از انجا کہ جونی خاصہ خاصان اللہ و ہو بندگان خدا ہے حضرت تشریف لائے اور اُسکے پریشان حال پر رحم آیا اور جناب الٰہی مین دعا کی کہ اے مالک یہ جو اسکے گناہ کی سزا تو تونے اسکو دکھا دی اب اس غلام کی طاعت کی عزت تو بردہ دکھا دے خدا کی حکم سے وہ اُسیوقت اچھا ہو گیا اور ہر طرح سے خوشنودی اور مبارکبادی کا شور غل مچا یعقوب نے بیشمار زر و جواہر لطور نذر حضرت کے پیشکش کیا حضرت نے ہرگز التفات نہ کیا اور فرمایا اگر ہم یہ چیزین قبول کرتے تو قابل قبول خدا نہوتے پھر جلدی سے سوار ہو کر چلے گئے راہ مین ایک خادم نے عرض کیا

کہ حضرت نے کیون نہ قبول کیا صبر با فقر اکا بھلا ہوتا گو آپ کے کام کا نہ تھا فرمایا اپنے پیر کے تلے دیکھ
دیکھا تو سارا جنگل سونیکا ہی ارشاد کیا جسکے مالک کے خزانے مین اسقدر زر و جواہر ہون وہ کیون
یعقوب کا مال لیکر احسانمند ہووے **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ ہرم بن حیان سفر مین براہ بھولکر
پہاڑون مین جا پڑے ہرچند راہ تلاش کرتے تھے کہین پتہ نہ لگتا جب سخت ناچار ہوکے زندگی سے مایوس
ہوے اور چند روز تک دانہ پانی کیصورت نہ دیکھی تب کمال ناد و زاری سے جناب باری مین دعا کی کہ الٰہی مین نے
جب سے ہدایت پائی ہمیشہ تیری حکم برداری کی اور کبھی نفس و شیطان کی چاپلوسی نکی ہرچند دشمنان جان و
ایمان نے مجکو لذات دنیا کا مزہ چکھانا چاہا مگر تیرے فضل سے مین نے دھوکا نکھایا اگر یہ گذارش میری سچی ہے تو مجکو راہ بتا
اور اس مصیبت سے چھڑا کہ تو سب چیز پر قادر ہے پھر یکایک اللہ کی قدرت سے پہاڑ پھٹ گیا راستہ ہوگیا مین وہان
سے نکل آیا اور پھر وہ پہاڑ بدستور ملگیا **حکایت** نقل ہے کہ یکمرتبہ بیٹی ابن قلابہ کی کشتی مین سوار تھی اتفاقاً
کشتی پھٹ کر بھر گئی ایک تختے پر یہ اور ایک عورت دوسرے تختے پر بہہ چلی موج دریا تختے کو ادھر اور ادھر سے
ادھر بہاتی تھی اس حالت بیقراری مین دوسری عورت کو شدت سے پیاس لگی متحیر ہوکر کہا اے بیٹے
ابن قلابہ کی واللہ کہ مین پیاس سے جان بلب ہون کیا کرون پانی کیونکر پیون اُسنے جناب باری مین گڑگڑا
کر دعا کی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی پیاسی مری جاتی ہے پانی پلوا دے کیا دیکھتی ہون کہ ناگاہ
ایک صراحی جواہر کی سرد پانی سے لبریز چاندی کی زنجیر سے بندھی آسمان مین معلق میرے پاس آئی
مین نے خوب سیر ہوکے پانی پیا پھر اوپر چلی گئی جب مین نے اوپر نظر کی دیکھون تو ایک شخص ہوا مین
معلق بیٹھا ہے اور زنجیر صراحی کی اُسکے ہاتھ مین ہے مین نے متعجب ہوکر کہا اے صاحب تم کون ہو
جو اس عالی درجے پر ہو کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہون مین نے پوچھا کیونکر یہ مرتبہ بلند تمنے
پایا کہا خواہش جی کی چھوڑ دی اور چادر رضائے الٰہی کی اوڑھی بیٹی ابن قلابہ نے جب اس طوفان سے
نجات پائی تو پھر یہ قصہ بیان کیا **حکایت** نقل ہے کہ ایکمرتبہ کسی شہر مین بباعث امساک بارش قحط پڑا

اہل شہر نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے بادل آیا آدمی دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ ایک ایسی ہوا چلی کہ
بادل کو ہوا ساتھ اڑا لیگئی پھر تمام اہل شہر اداس ہو گئے انمین سے ایک بوڑھیا کسی گانو کی تھی وہ بھی
شکستہ دل اپنے گھر کو واپس جاتی تھی راہ مین ایک شخص پیر بندھے کو دیکھا بوڑھیا نے اسکو سلام
کیا بعد جواب کے اسنے بوڑھیا کا نام لیکر کہا لوگون نے نماز استسقا کی پڑھی بادل آیا اور پانی نہ برسا
بڑھیا نے جانا یہ شخص کامل ہے جو بغیر دیکھے اور سنے احوال مفصل بیان کرتا ہے کہا اگر تم کہو تو مین سب
آدمیونکو تمھاری خدمت مین لاؤن آپ پانی کی دعا کرین کہ سب شہر والونکی آس ٹوٹ گئی ہے کہا تو
جلد جا کر تیرے کپڑے پانی مین تر نہو جائین پھر اسکے جاتے ہی ایسی بارش شروع ہوئی کہ تمام ندی
نالے بھر گئے **حکایت** نقل ہے کہ ایکمرتبہ نامی چور گرفتار ہو گیا حاکم وقت نے اسکو سولی دیدی
اتفاقاً حضرت معروف کرخی اس راہ سے گزرے چور کو سولی پر خوار زار دیکھ کر بیتاب ہو گئے
اسکے واسطے دعا کرنے لگے کہ الٰہی اسنے اپنے کیے کی سزا پائی اب تو اسکی خطا سے درگزر اور اسکو
عزیزوں مین کا کر کیا یک غیب سے تمام شہر مین آواز آئی کہ جو کوئی سولی والے چور کی نماز پڑھے گا وہ جنتی
ہوگا سنتے ہی تمام شہر جمع ہو گیا اور ہاتھون ہاتھ اس چور کو سولی سے اتار کر بخوبی غسل دیکر کفنا دفنا
دیا چنانچہ کثرت ازدحام سے نماز جنازہ کی بعد نماز عصر کے ہوئی بعد اسکے کسی نے خواب مین دیکھا کہ
قیامت قائم ہے اور وہ چور مع سب نمازیونکے کمال زرق برق سے وہان موجود ہے پوچھا تو نے یہ دولت اور
نعمت کیونکر پائی کہا حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت مع سب نمازیوں اپنے
جنازے کے مغفرت اور عزت پائی **حکایت** سعد بن رازی سے نقل ہے کہ مین دو برس حاتم اصم
کی رفاقت مین رہا کبھی انکو غصہ ہوتے نہین دیکھا مگر ایکمرتبہ بازار مین جاتے تھے کوئی شخص انکی آشنا سے اپنا
قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا حاتم نے کہا جھگڑا نکر اپنا قرض آسانی سے وصول کر ہر چند انھون نے
سمجھایا اسنے نہ مانا ناچار ہو کر غصے سے چادر زمین پر ماری اس سے بہت دینار سرخ بکھر پڑے کہا

بقدر اپنے قرض کے لینا زیادہ ہرگز نہ لینا اُس حریص ناعاقبت اندیش نے بہت دینار دیکھ کر
زیادہ ے لیے اُسوقت اُسکا ہاتھ خشک ہوگیا فقط

باب نوان نیک نیتون کی نیک نیتی کے بیان مین

حکایت نقل ہی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مین نے اکمرتبہ خواب مین دیکھا کہ شیطان علیہ اللعن بازار مین ننگا پھرتا ہی مین نے کہا ای بیحیا حقیقت مین بیحیائی تجھپر ختم ہے کہ بازار مین تو ہزارون آدمیونکے آگے ننگا پھرتا ہی نہ کچھ حیا ہی نہ کچھ شرم کہا ای حضرت آدمیون سے بلاشک حیا کرتا ہون مگر بازاری بے زاری کہ محض نادان اور قسم حیوان سے ہین اُنسے البتہ شرم نہین کرتا ایک اشارہ مین انکو جو ناچ کہیے نچاون اور جو کھیل کہیے کھلاون اعوذ مثل لوٹن کبوتر کے لوٹاؤن بلکہ مجکو آپ کے اچنبھے پر اچنبھا آیا کہ آپ انکو آدمی جانتے ہین حضرت نے کہا آدمی کہان ہین اور کیسے ہوتے ہین کہا آدمی ایسے ہوتے ہین جیسے مسجد شونیزیہ مین تین آدمی عبادت الٰہی مین غرق ہین جنکے مارے میری کمر جھک گئی اور ہمت تھک گئی کہ مین ہزار طرح سے انکو ابھارتا ہون اور صدہا طرح کے شوشے چھوڑتا ہون اور وہ نظر اٹھاکے بھی نہین دیکھتے کہ کون کتا جھک مارتا ہے پھر مین ناگاہ خواب سے چونکا آدھی رات ڈھلی مسجد شونیزیہ مین پہونچا دیکھون تو تین آدمی خودی سے گذرے ہین اور جوش و خروش محبت خدا مین دریا سے اُبل رہے ہین سب جھکائے یاد الٰہی مین مدہوش ہین اور دنیا و ما فیہا سے بیہوش میرے پیر کی آہٹ پاکر ایک صاحب نے سر اُٹھاکر کہا ای جنید تو سب باتین اس ملعون کی سچی نجانا۔ **حکایت** نقل ہے کہ بایزید بسطامی ہمیشہ اذان او تکبیر کہتے تھے ایک مرتبہ ظہر کی اذان کہکر تکبیر کو تھے کہ ایک شخص جماعت مین مسافر سے معلوم ہوے

اُنکے پاس جاکر چپکے سے کہا کہ مسافر کو بلا ضرورت شرعی شہر مین تیمم کرنا درست نہین ہے اُس نے
اُسیوقت صف سے الگ ہوکر وضو کرکے نماز ادا کی کسی نے کہا کہ شیخ بایزید نے تم سے کیا کہا بولے
مین نے صبح کی نماز باہر شہر کے بھول کر تیمم سے پڑھی تھی شیخ نے یاد دلایا مین نے وضو کرکے ادا کرلی
حکایت نقل ہے عمرو بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ اتفاقاً مجھپر تین سو درہم قرض ہو گئے اور کوئی صورت
ادا کی نظر نہ آئی قرضخواہون نے مجکو آگھیرا اور تنگ کرنا شروع کیا مجبور ہوکر حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمتمین گیا مکان پر نپایا جنگل مین پتا لگا دیکھون تو درخت کے نیچے لیٹے ہوئے ہین مجھے دیکھتے ہی
ناخوش ہوکر فرمایا اے شخص رازق حقیقی موجود ہے صبر کر مجکو ناحق تنگ نکر پھر ایک مٹھی کنکریان میری
طرف پھینکدین اور کہا جا قرض ادا کر اور پھر آنیکا قصد نہ کر دیکھا تو پورے تین سو درم تھے پھر
مین جلد گیا اور سب قرضہ ادا کردیا بعد اسکے حضرت سمنون المجنون کو خواب مین دیکھا فرمایا تو نے
کیون ایسے ولی کامل کو تکلیف دی پھر مین نے خواب سے چونک کر توبہ کی کہ اب کسی امر کی
حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف نہ دونگا **حکایت** نقل ہے انباری سے کہ مین ایکمرتبہ
چادر پشمین اوڑھکر حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتمین گیا دیکھا کہ وہ ایک عمدہ قیمتی ٹوپی
پہنے ہوئے بیٹھے ہین مین نے اپنے دلمین کہا کہ یہ ٹوپی تو میرے لباس کے لائق ہے اگر شیخ مجکو عنایت
کرین تو بہتر عنایت ہی پھر میری چادر اور اپنی ٹوپی دونون کو آگ مین جلا کر فرمایا سوا سے
شوق دیدار لقاے پروردگار کے کوئی آرزو جی مین رکھنے کے لائق نہین ہے **حکایت** نقل
ہے عبداللہ بن تستری کی کہ مین نے دو برس علم ادب اور علم دین حضرت ذوالنون مصری
رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا پھر وہ اپنے مکان کو تشریف لے گئے وہان مدت تک رہے کہتے ہین کہ عبداللہ
کبھی پالتی مارکر اور تکیہ لگاکر نہ بیٹھتے اور فتوی نہ دیتے ایکمرتبہ کسی نے دیکھا کہ پالتی مارے تکیہ لگائے
بیٹھے ہین کہا آپ کو اسطرح کبھی بیٹھے نہین دیکھا آج کیا سبب ہے فرمایا زندگی مرشد مین اس طور سے

پوچھنا بے ادبی تھی مگر انھون نے ابھی انتقال فرمایا اب کچھ مضائقہ نہین پھر اُس شخص نے وہ دن اور تاریخ
لکھ رہی دریافت کیا تو واقعی ذوالنون مصریؒ نے اُسیدن اسی تاریخ رحلت فرمائی تھی۔ ف ۱
حکایت نقل ہے ابراہیم خواصؒ سے کہ بارہ برس تک اُنکے جی نے دودھ چپاتی کی خواہش کی اور نہ
کھائی ایکدن کسی مریض کو پوچھنے گئے اُس سے کہا کسی چیز کو تمھارا جی چاہتا ہے بولا سبحان اللہ
بارہ برس سے تو آپ نے اپنے جی کی آرزو حاصل نہین کی دوسرے کی آرزو کیونکر پوری کروگے
ابراہیمؒ متحیر ہوکر کہنے لگے سچ ہے اللہ والون کو سوائے اللہ کے کوئی نہین جانتا۔ ف ۲
حکایت نقل ہے کہ ایک شخص نے دو درہم کو جوتا مول لیا پہنکر حضرت شبلی کی خدمت مین گیا کہا
محبت الٰہی کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتی ہے فرمایا جو شخص دو درہم کا جوتا پہنتا ہے اور خواہش
نفسانی پر ریجھ رہا ہے اور لذات خودی مین بیخود ہو رہا ہے اوسکو خدا اور محبت خدا سے کیا سروکار ہے ف ۳

باب دسوان توکل اور ڈرنے خدا اور نہ ڈرنے غیر خدا مین

حکایت نقل ہے حامد اسود سے کہ مین ایک مرتبہ ابراہیم خواص کی ہمراہ سفر مین تھا اتفاقاً
ہم سانپون کے جنگل مین پہونچے مین نے کہا یہان سے جلد نکل چلو ایسا نہو کہ رات ہو جاوے اور ہم
سانپون مین گھر جائین پھر اون سے جان بچانی دشوار ہوگی پس ابراہیم نے یہ سنتے ہی وہین بستر کردیا مین
بھی مجبور ہوکر پڑ رہا رات کو چارون طرف سے سانپون نے گھیر لیا مین ڈر کر کہنے لگا سانپ سانپ
ابراہیمؒ نے کہا چپ رہو اور یاد خدا مین مشغول ہو پس مین نے ذکر اللہ کا شروع کیا سانپون نے
بھاگنا شروع کیا پھر غفلت نیند سے مین ذرا غافل ہوگیا پھر یکایک سانپون نے آگھیرا ڈر کر چاہا
کہ بھاگون ابراہیم نے جھڑک کر کہا ذکر کیون نہین کرتا غرض اسی دھکم دھکے سے وہ تمام رات گذاری
شیخ بعد نماز صبح اور وظیفہ معمولی کے چلے دیکھون تو اُسی مقام پر جہان جانماز شیخ کی
بچھی تھی ایک بڑا کالا سانپ ہے مین نے متعجب ہوکر شیخ سے پوچھا فرمایا کیا تعجب کرتا ہے کہ مین کی

بو باس ابھی تجھ مین باقی ہے رات کو جو فضل الٰہی سے باوصف کثرت اور ہجوم سانپون
کے محفوظ رہے وہ اچنبھا نہ تھا۔ ف **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفیان ثوری
رحمۃ اللہ علیہ اور شیبان راعیؒ باہم سفر کرتے تھے جب جنگل مین پہونچے ناگاہ
دیکھا کہ ایک شیر ڈکارتا ہوا آیا سفیانؒ نے ڈرکر کہا ہم خالی ہاتھ ہین کیونکر اُسکے
حملے سے نجات پاوینگے شیبان راعیؒ نے کہا اے امام وقت کچھ خطرہ نکرو کیا اسکا خالق سوا
خدا کے کوئی اور ہے پھر شیبانؒ نے پاس جاکر اُسکا کان پکڑ لیا اور تھپکارا اور وہ عاجزی سے
دُم ہلانے لگا سفیانؒ نے یہ معاملہ دیکھ کر کہا یہ بات تو قابل شہرت کے ہے شیبانؒ
نے کہا ہرگز شہرت نکرنا ہم سب سامان اسپر لادکر اسکو مکۂ معظمہ تک لے چلینگے ف۲
حکایت نقل ہے ایک مرتبہ کسی شہر کے بازار مین آگ لگی اور سب مال و اسباب لونڈی غلام
جو اُسمین تھے جلگئے مگر دو غلام رومی جو نہایت حسین بہت قیمتی تھے اتفاقاً قدرت خدا سے
بچگئے تھے قریب تھا کہ جلجاوین دلّال دست ملال ملتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی انکو سلامت
نکالدے ہزار دینار سُرخ مجھسے لے ناگاہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اُسطرف سے گذرے
اُن دونون غلامون کو جلتی آگ مین گھرا دیکھ کر جی مین آیا کہا اگر مین جلجاؤن بلاسے مگر یہ دونون
اِس بلاسے نجات پاوین چنانچہ بسم اللہ کہکر جلتی آگ مین کود پڑے اور دونون کو صاف
نکال لائے سب کو اچنبھا ہوا تمام شہر مین شہرہ ہوا پھر دلال آپ کے قدم چومنے لگے
اور درہم و دینار نذر گذراننے لگے حضرت نے فرمایا مین نے دینار کے لالچ کیواسطے یہ کام نہین
کیا بلکہ خدا کی مرضی چاہنے کو کیا اگر دینار کے لالچ کیواسطے کرتا تو خود نہ بچتا اورون کی طرح مین بھی جلجاتا ف۳
حکایت نقل ہے کہ ایک حجرہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا بصرہ کے بازار کے چوراہے پر تھا
کبھی کبھی کسی مصلحت اور حکمت کے واسطے وہان بھی بیٹھتے اُٹھتے تھے ایک مرتبہ پوستین

چھوڑکر وضو کو چلے گئے ناگاہ حضرت حسن بصری آ گئے پوستین پڑا دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا
حبیب عجمی کو بعض وقت کچھ خیال نہین ہوتا پوستین حجرے مین ڈال کر چلے گئے یہ خیال نکیا
کہ کوئی لیجائیگا اچانک وہ بھی آ گئے سلام علیک ہوئی کہا اے امام وقت تم کہان کہا تمہاری
پوستین اور حجرے کی نگہبانی کرتا تھا تمسے بہت اچنبھا ہے کہ حجرے مین سب سامان
کسکے بھروسے پر چھوڑکر چلے گئے کہا اُسکے بھروسے پر جسنے تمکو نگہبانی کے واسطے بھیجا ف

حکایت نقل ہے علقمہ بن اسود سے کہ جو لطف نماز مین عامر بن قیس کو حاصل تھا ایسا
کسیکو دیکھا نہ سنا بارہا شیطان علیہ اللعن بصورت بڑے کالے سانپ کے مسجد مین آیا اور سب
نمازی ڈرکر بھاگ گئے لیکن مین اور عامر نماز مین ویسے ہی مشغول رہے اور جنبش بھی نہ کی پھر
وہ خبیث عاجز ہوکر جھک مارکر اُنکے کرتے مین گھسکے گریبان سے سر نکالتا اور اُنکو ڈراتا
تب بھی آپ خبر نہوتے کہ کیا ہے اور کون جھک مارتا ہے آپ بدستور ویسے ہی
عبادت الٰہی مین مشغول رہتے آخر کو وہ ملعون ناچار ہوکر چلا جاتا کسی نے کہا یا حضرت آپ
اس کالے سانپ سے نہین ڈرتے فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی سے نہین ڈرتے ہین ف

حکایت نقل ہے کہ جب امیر معاویہ سردار ہوئے تو عامر بن قیس پہاڑ پر چلے گئے اور وہان
بیٹھکر کلام اللہ پڑھنے لگے ناگاہ شام ہو گئی ایک نصرانی عابد وہان آیا کہا تو کون ہے کہا مسافر
ہون کہا آج رات کو تم میرے پاس رہو ورنہ تم جیتے نہ بچو گے کہ یہ جنگل سانپونکا ہے تمکو پھاڑ
کھاوینگے کہا خلاف مذہب کے پاس میرا گذر نہوگا وہ مجبور ہوکر چلا گیا آدھی رات ڈھلے
عابد نے چھت پر سے دیکھا کہ حضرت عامر عبادت الٰہی مین مصروف ہین اور ایک شیر اُن کے
گرد پہرے والے کی طرح ٹہلتا ہے جب نماز سے فارغ ہوئے شیر سے کہا تجکو کچھ کہنا ہے تو کہدے نہ رخصت
ہو ناحق خلل انداز نہو پھر وہ عاجزی کرتا دُم ہلاتا چلا گیا نصرانی عابد یہ حال دیکھ کر حیران ہو گیا

اور جلد آکر عامرؔ کے قدم چومنے لگا اور کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ کون ہین اور کیا مذہب رکھتے
ہین کہا مین ایک غریب مسلمان گنہگار ہون کہ قابل رہنے شہر کے تھا اسواسطے نکل آیا اُسنے کہا اللہ اکبر
جب غریب گنہگار اس مذہب کے ایسے صاحب کرامت ہین تو واللہ اعلم نیک کیسے ہونگے پس اُسیوقت
مسلمان ہوگیا ۔ حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ حجاج بن یوسف نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے
شہید کرنیکا قصد کیا آپ یہ خبر سنکر حبیب عجمی کے پاس چلے گئے اور یہ قصہ بیان کیا اُنھون نے
کہا آپ اس عبادتخانے مین جائیے خدا کے حکم سے محفوظ رہوگے آپ وہان جاکر عبادت
الٰہی مین معروف ہوئے کسی نجر بد اطوار نے مخبری کی کہ حسن بصریؒ فلانی جگہ ہین اُس خونخوار دل
آزار نے بیس سپاہی بھیجے کہ جاکر جلد حسن بصریؒ کو پکڑ لاؤ سپاہیون نے آکر حبیب عجمیؒ سے پوچھا
کہ حسن بصریؒ کہان ہین کہا عبادتخانے مین ہین سپاہی اندر گئے قدرت خدا سے حسن بصریؒ انکو
نظر نہ آئے پھر نکل آئے اور کہا اے عابد زاہد ہوکے جھوٹ بولتا ہے کہا مین تو جھوٹا نہین ہون مگر
اللہ تعالیٰ نے تمکو اندھا کردیا پھر گئے پھر نظر نہ آئے تب سب جھک مارکر چلے گئے جب حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ نے باہر آکر کہا تمنے مجھکو کیون میرے قاتلون کو بتا دیا کہا سچ نے بچا دیا ورنہ ہم تم دونون
مارے جاتے ۔ حکایت نقل ہے طاؤس یمانی سے کہ مین ایکمرتبہ حرم محترم مین حاضر تھا ناگاہ
ایک اعرابی اونٹ پر سوار آیا پھر اونٹ بٹھاکر ہاتھ پیر باندھکر کہا اے خدا یہ اونٹ مع سامان
تیرے سپرد ہے مین تیری حضوری مین جی جان سے تیرے گھر مین حاضر ہوتا ہون جب حرم محترم
مین نماز ادا کرکے باہر آیا اونٹ نہ پایا معلوم ہوا کہ چور چرا لیگیا تب جناب باری مین عرض کیا کہ خداوند
تیرا اونٹ چوری گیا ہے میرا نہین گیا کیونکہ مین تیرے سپرد کر گیا تھا پس جسکی نگہبانی سے گیا ہو وہ ڈھونڈھے
کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی پہاڑ ابی قبیس سے اُترتا ہے بائین ہاتھ مین اونٹ کی نکیل ہے اور سیدھا
ہاتھ کٹا ہوا گلے مین پڑا ہوا ہے اعرابی سے آکر کہا کہ اپنا اونٹ مع اساب کے لے اعرابی نے

متحیر ہوکر اسکا یہ حال دیکھ کر کہا یہ کیا واردات ہے کہا جو وقت مین اونٹ چرا کر اسس پہاڑ پر چڑھا ایک سوار ہوا کی طرح گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور میرا ہاتھ کاٹ کے گلے مین ڈال کے کہا جلد اونٹ مع سامان اوس کے مالک صاحب ایمان کو پونہچا یہ کہکر وہ سوار پھرا ہوا ہوگیا ف

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بقصد لڑائی لشکر آراستہ جاتے تھے ناگاہ دو آدمی ایک شکل کے نظر آئے کہ سر مو انکی کسی بات مین فرق نہ تھا آپ دیکھ کر بہت متعجب ہوئے فرمایا کیا تم دونون توامان ہو یعنی ایک ساتھ پیدا ہوئے ہو ایک نے عرض کیا یا امیر المومنین مین باپ ہون اور یہ بیٹا ہے اور اس کا قصہ عجیب ہے کہ ایک مرتبہ مین ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کو گیا تھا اور اس کو پیٹ مین چھوڑ گیا تھا فضل الٰہی سے تھوڑے عرصے کے بعد فتحیاب ہوکر گھر آیا معلوم ہوا کہ اسکی مان نے انتقال کیا رات کو کیا دیکھتا ہون کہ ناگاہ ایک نور اسکی قبر سے نکلا اور آسمان کو چلا گیا مجکو کمال تعجب ہوا مجاورون اور پاس والون سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے انھون نے کہا جس روز سے اُسنے انتقال کیا ہے ہم ہر شب یہی معاملہ دیکھتے ہین پھر مین نے جاکر وہ قبر کھولی دیکھون تو ایک لڑکا دودھ پیتا روتا چلاتا ہے اور وہ عورت مردہ ہے مین نے لڑکے کو اُٹھا لیا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ تونے اپنی امانت پائی اگر اوسکی مان کو بھی امانت چھوڑتا اور ہمارے سپرد کرتا تو اُسکو بھی زندہ پاتا چنانچہ یہ وہی بندہ زادہ ہے جو اسوقت خدمت والا مین حاضر ہے ف

حکایت نقل ہے ابو مطیعؒ سے کہ مین نے ایک مرتبہ حاتم اصمؒ سے کہا یہ بات مشہور ہے کہ آپ بدون زادراہ اور راحلہ کے ہمیشہ سفر کرتے ہین اور کچھ تکلیف نہین پاتے مجکو بھی وہ بات بتلایئے کہ مین بھی اُسپر عمل کرون اور اس فکر سے بیفکر ہوجاؤن کہا حقیقت مین فضل الٰہی سے میرا یہی حال ہے چار باتون پر میرا عمل ہے اول یہ کہ خوب جانتا ہون کہ مالک سارے جہان کا اللہ ہے دوسرے یہ کہ سارا جہان اللہ ہی کے حکم مین ہے تیسرے یہ کہ سب کا رازق وہی ہے

اور ہر جگہ رزق پونہچاتا ہے چوتھے یہ کہ جہان مین ہونگا خدا کے حکم سے باہر نہونگا پس اس
سبب سے بے پروائی ہے جہان میرا جی چاہتا ہے وہان پھرتا ہون اور کسی قسم کا دکھ اور مصیبت
نہین پاتا ہون پھر ابو مطیعؒ نے کہا کہ یہ وہ زاد اور راحلہ ہے کہ جس سے دونون جہان کا سفر
کمال آسانی اور راحت جانی سے طے ہوتا ہے۔

باب گیارھوان سخاوت اور خیرات اہل اللہ مین

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تو کس قسم کے آدمی
سے بہت محبت رکھتا ہے کہا اُن سے جو صرف نام کے مسلمان ہین اور اللہ تعالےٰ کے نام پر
کوڑی خرچ نہین کرتے ہین اسی واسطے بخیل کی بندگی قبول نہین اگرچہ کیسی ہی بندگی کرے
شعر بخیل ار بود زاہد بحر و بر * بہشتی نباشد بحکم خبر * فرمایا تو عداوت کس قسم کے لوگون سے
رکھتا ہے کہا جو جان و مال سے اللہ پر نثار ہین اور نام و نشان ظاہری سے بیزار ہین
اسی واسطے سخی کی عبادت قبول ہے اگرچہ تھوڑی اور ناقص ہوے

حکایت نقل ہے کہ اتفاقاً ایک شخص بہت قرضدار ہو گیا ہر چند ادا کرنے کی فکر کی لیکن ادا نہو سکا
قرضخواہ اُسکی آبرو کے خواہان ہوئے جب جان سے عاجز آیا اور کہین ٹھکانا نہ لگا ناچار
ہو کر ایک دوست کے پاس گیا وہ محبت اور خاطر اور تواضع سے پیش آیا اور حال پوچھنے لگا کہ
ان دنون کیسی گذرتی ہے کہا کیا کہون بہر حال شکر ہے مگر آجکل چار سو درہم قرضے کی بہت
فکر ہے کہ قرضخواہ رات دن چین نہین لینے دیتے جان سے عاجز ہو کر تمہین دوست جانکر آیا
ہون کہ خانۂ دوستان بروب و در دشمنان مکوب مثل مشہور ہے وہ سُنتے ہی عرق ندامت مین غرق
ہو گیا جی جان سے کھو گیا غیرت کھا کے اندر اُٹھ گیا جلدی سے چار سو درہم لے آیا
کہا جائیے اور قرضخواہون سے اپنا پیچھا چھڑائیے پھر گھر مین جا کر زار زار رونے لگا اُسکی

ف حدیث شریف مین آیا ہو کہ آدمی [illegible] دو جہان کا [illegible] کی راہ مین [illegible] اگرچہ [illegible] عابد ہو [illegible] گناہ بھی صادر نہ ہوا ہو ۱۲

عورت نے کہا خیر ہے کیون روتے ہو جاے شکرگذاری جناب باری ہے نہ مقام گریہ وزاری کہ دوست دلی کی حاجت تم سے روا ہوئی پس اب تمکو غم درہم ہے یا غم ہمدم ہے براے خدا سچ فرمایئے ... نے کہا اے عورت نادان غم درہم بندہ درہم کو رولاتا ہے اور طالب دنیا کو بیقرار کرتا ہی بلکہ مین اسواسطے روتا ہون کہ مین اسکے حال سے ایسا کیون غافل رہا جو وہ اس بلا مین مبتلا ہوکر حاجتمندون اور فقیرونکی طرح میرے پاس آیا تب مینے اُسکو اس بلا سے چھڑایا پس کچھ حق دوستی ادا نہوا بلکہ محتاجونکا سا دینا ہوا حقیقت مین ذلت اُسکی تھی بلکہ میری تھی پس ایسی غفلت کی زندگی پر تف ہے جسمین آپ چین اوڑاؤن اور دوست بے چین رہین

حکایت نقل ہے کہ دو سچے دوست باہم دوستی دلی رکھتے تھے اتفاقاً دونون قرضدار ہو گئے مگر مدت تک ایک کو دوسرے کی قرضداری سے آگاہی نتھی جب خبر ہوئی تو ایک دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کی فکر مین سرگرم ہوا اور اپنے قرضے کا کچھ خیال نہ کیا گو ہر وقت قرضخواہونکا تقاضا رہتا تھا آخرکار ایک نے دوسرے کا قرضہ ادا کر دیا اور آپس مین کبھی ذکر نہ آیا بعد مدت دراز کے کسی طور سے اطلاع ہوئی

حکایت نقل ہے کہ وقت خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عبد اللہ بن عباس بصرہ کے حاکم ہوئے ایک مرتبہ کچھ لوگ جمع ہوکر آپکی خدمتمین آئے عرض کیا یا حضرت ہمارے پڑوس مین ایک بزرگ کی لڑکی کا نکاح ہے اور اُنکے پاس ایک کوڑی خرچ کو نہین ہے آپ کچھ اعانت اور عنایت کرین تو بہت بڑی عنایت ہے سنتے ہی آپ اندر جا کے چھ توڑے درہم کے لائے ایک آپ لیا اور باقی اور وںکے ساتھ لیکر اُن بزرگ کے پاس جاکر رکھدیئے اور کہا یہ شادی مین صرف کیجیے اور کچھ غم نہ فرمایئے پھر پلٹ گئے اُسیوقت راہ مین یہ خیال آیا ہمراہیون سے کہا کہ ہمنے بُرا کیا جاہل اللہ کو ناحق یہ زر واسطے اہتمام لوازم عقد کے حوالے کیا اور اُنکو یاد الٰہی سے باز رکھا پھر پلٹ گئے اور سب سامان شادی کا درست کرکے بکمال اعزاز و اکرام بخوبی جہیز دیکر رخصت کرکے چلے آئے

حکایت نقل ہی عبد اللہ بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے کہ ہین نے ایک مرتبہ بازار سے ایک لونڈی ہزار درہم کو مول لی سواری کی تلاش تھی تاکہ اُسکو سوار کر کے گھر بھجواون ناگاہ ایک شخص نے آکر عرض کی یا حضرت سواری میرے پاس حاضر ہے حکم ہو تو حاضر کرون حضرت نے انکا حسن سلوک دریافت کر کے خادم سے فرمایا کہ اس لونڈی کو سوار کر کے اس شخص کے گھر پونہچا دے

حکایت روایت ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مین قحط پڑا سب لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کچھ تدبیر فرمایئے کہ تمام مخلوق بھوک سے ہلاک ہوئی جاتی ہے فرمایا آج انشاء اللہ تعالےٰ کچھ تدبیر ہو گی خاطر جمع رکھو پھر وقت شام کے ملک شام سے دو سو اونٹ غلے کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آئے سب آدمی خوش ہو گئے دلّال حضرت کی خدمت مین گئے اور نرخ غلے کا دس گیارہ سیر کرنے لگے حضرت نے فرمایا سوائے تمہارے اور ہمکو زیادہ نفع دیتے ہین دلالون نے کہا اس شہر کا تو کوئی اس نرخ سے کم نہ لیگا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے سات سو بلکہ بیشمار دیتا ہے ہم ایسی منفعت کثیر کو چھوڑ کر کیون کسی اور کے ہاتھ بیچین اور خسارہ کھادین بخدا مین خدا ہی کے ہاتھ بیچونگا اور کسیکو ایک دانہ نہ دونگا پھر سب غلہ غربا اور فقرا کو جمع کر کے گھڑی گھڑی بانٹتے اور لٹاتے تھے اور خوش ہوتے تھے غرض کہ قبل نماز مغرب کے فارغ ہو گئے اسی رات کو عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ جناب سالتمآب بکمال آب و تاب براق پر سوار ہشاش بشاش ہین مین نے عرض کیا یا حضرت کہان تشریف فرما ہوئے عبد اللہ کو مدت سے مشتاق دولت دیدار تھا آج اللہ تعالےٰ نے اُسکی آرزو پوری کی ارشاد کیا آج عثمانؓ کا للہ غلہ غربا کو دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا اور مقبول فرمایا اُسکے بدلے مین اللہ نے عثمانؓ کو بہت سی حورین جمیلا ور خلعت و حلہ بہشتی سے بخوبی آراستہ بکمال اعزاز اور احترام سے عطا فرمائی ہین

مجکو بھی ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ تم بھی تزک و شان اپنے عثمان کی دیکھو جو اسکے مالک نے اسکو عنایت کی ہے سو مین اوس رحمت اور دولت خداداد کی رونق دیکھنے جاتا ہون

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین ہزار درم نذر بھیجے آپنے اوسیوقت لنڈ بانٹ دیے کسی خادمہ نے عرض کیا یا ام المومنین کچھ روزے کے افطار کو بھی رکھا ہوتا فرمایا اب تو کچھ نہین رہا آگے سے کہتی تو شاید کچھ رکھ لیا جاتا

حکایت نقل ہے عکرمہؓ سے کہ کسی وقت مین کسی شہر کا حاکم بڑا ظالم خونخوار مردم آزار تھا یہانتک کہ تمام شہر مین منادی کرادی کہ جو کوئی کسی فقیر کو کچھ دیگا اسکا ہاتھ کاٹ کر شہر بدر کردیا جائیگا اتفاقاً ایک دن ایک فقیر بھوک کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا اور زندگی سے مایوس ہوکر ایک عورت سے نہایت الحاح وزاری کرنے لگا اسنے کہا کیا تونے حکم حاکم وقت کا نہین سنا جو مجھسے مانگتا ہے اور میری موت اور خواری کا سامان کرتا ہے پھر قدرت خدا سے عورت کو اسکے پریشان حال پر رحم آیا دو روٹیان دیکر کہا حاکم کا جو جی چاہے سو کرے مجھسے بھوکا خدا راہ پر مانگتا روتا چلاتا دیکھا نہین جاتا ناگاہ حاکم کو خبر ہو گئی اوس عورت کا ہاتھ کاٹ کر شہر بدر کردیا اسکے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ تھا عورت نیک سیرت جنگل مین شدت گرمی سے مارے پیاس کے بیتاب ہوئی ہرچند پانی تلاش کیا نزدیک کہین پانی نپایا ناچار ہوکر نہر کے کنارے گئی جسوقت پانی پینے کو جھکی لڑکا گودسے گرکر نہر مین جا پڑا سخت بیقرار ہوکر زار زار روتے چلانے لگی کہ میری پیاس اس فرزند دلبند کے خون کی پیاسی تھی یکایک اوسیوقت دو جوان خوشرو خوشخو اچھی پوشاک پہنے ہوئے آئے اوس عورت سے پوچھنے لگے اسقدر تجکو کیون پریشانی ہے خیر ہے کیا آفت ناگہانی ہے اسنے سب قصہ بیان کیا اسی وقت ایک اون مین سے نہر مین گھسکر اسکے لڑکے کو صحیح و سالم نکال لایا دوسرے نے اسکے ہاتھ کو خدا کی قدرت سے

بدستور درست کر دیا پھر اُس عورت سے کہا تو نے ہمین پہچانا اُسنے کہا کہ نہیں کہا ہم وہی ہین اور روٹیان ہین جو تو نے بندہ دی تھین اور اُسکے سبب سے تو اس بلا مین مبتلا ہوئی تھی الحمد للہ کہ ہمارے ہی سبب سے خراب ہوئی اور ہمارے ہی سبب سے نجات پائی

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنے کھیت پر تشریف لے گئے تھے اُسی کھیت کے پاس اور ایک کسی کا کھیت تھا اُسکو حبشی غلام جوتتا تھا قریب دوپہر کے ایک لڑکا دو تین روٹیان لایا حبشی نے فارغ ہو کر چاہا کہ کھاوے اُتنے مین ایک کتا بھوکا آیا اُسنے ایک روٹی اُسکو ڈالدی وہ جلدی سے کھا کر پھر دُم ہلا کے عاجزی کرنے لگا اُس نے دوسری روٹی بھی ڈالدی غرض تیسری بھی ڈالدی آپ ویسا ہی بھوکا رہ گیا عبد اللہ بن جعفرؓ نے اوس حبشی کو بلا کر کہا کہ تیری خوراک اسی قدر مقرر تھی جو تو نے کتے کو کھلا دی اب تو کیا کھاے گا کہا یا حضرت صبر کرنا اور روزہ رکھنا بھوکے کے مایوس پھر جانے سے بہتر ہے

شعر

مردان تہیدست آزاد مردہ کر بہادے مسکین شکم پر کردہ

آپ یہ حال اُس کا دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور اوس حبشی اور اوس کھیت کو خرید لیا ایک لونڈی قیمتی پانسو دینار کی اُن کے پاس تھی دونون کو آزاد کرکے نکاح کر دیا اور دو سو دینار سُرخ اور کھیت جہیز مین دے دیا

حکایت نقل ہے کہ احمد بن اسکاف دمشقی بہت بڑے متقی پرہیزگار تھے اور بہ نیت حج کے انھون نے کمال جانفشانی اور حیرانی سے بہت مال جمع کیا تھا ایک مرتبہ ہمسایہ کے گھر لڑکا کسی کام کو بھیجا تھا کہ وہ روتا آیا کہا خیر ہے کیون روتا ہے کہا گھر والے گوشت روٹی کھاتے تھے اور مین مُنھ دیکھتا رہتا تھا مجکو ایک ٹکڑا نہ دیا احمد بن اسکاف دمشقی ناخوش ہو کر ہمسائے کے گھر گئے کہا سبحان اللہ حق ہمسایہ کا یہی تھا جو تمنے ادا کیا کہ میرا لڑکا مُنھ تکتا روتا رہا اور آپ گوشت روٹی کھاتے رہے اور اُسکو ایک نوالا نہ دیا یہ سنتے ہی وہ پڑوسی زار زار رونے لگا کہ ہای افسوس بیہودہ

ہمارا فاش ہوا اگویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کہا واللہ پانچ دن سے کسی گھر والے کے منہ مین ایک دانہ نہین گیا جب نوبت ہلاکت کی پہنچی ناچار ہوکر مین جنگل مین گیا دیکھا تو ایک بکری مری ہوئی پڑی ہے اُسکا گوشت بقدر ضرورت سد رمق کے لاکر ذرا کچا پکا کرکے ذرا ذرا سب نے کھایا اُس لڑکے کو ندیا کہ بفضل تعالے اسکو درست نہ تھا ورنہ یہ کب ہو سکتا تھا کہ سب کھاتے رہتے اور وہ منہ تکتا رہتا پس احمد بن اسکاف دمشقیؒ بدریافت اس حال کے متحیر ہوئے اور اپنے جی مین کہا حقیقت مین عنداللہ ایسے شخص کا دینا حج کے جانے سے بہتر ہے پھر گھر جاکر سب درہم اور دینار جو مدت سے بہ نیت حج جمع کیے تھے جہ کے سے لاکر اسکو دیدیے پھر مین گھر اپنے بیٹھکر یاد الٰہی مین مصروف ہوا جب سب حاجی حج کرکے لوٹے حضرت ذوالنون مصریؒ نے جبل عرفات پر سُنا کہ کوئی کہتا ہے اے ذوالنون مصری اس مرتبہ کسی کا حج قبول نہین ہوا مجکو بڑا تعجب ہوا کہ حج مین نو لاکھ نو ہزار نو سو آدمی آتے ہین کیا سبب جو کسی کا حج قبول نہ ہوا۔ مین اسی فکر مین تھا کہ پھر آواز آئی کہ احمد بن اسکاف دمشقیؒ کے سبب سے سب کا حج قبول ہوا کہ اُس نے آنے کی نیت کی تھی اور نہ آیا واللہ اعلم کیا بھید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے سبب سے سب کا حج قبول فرمایا حضرت ذوالنون مصریؒ بعد مناسک حج کے دمشق مین گئے اور احمد بن اسکاف دمشقیؒ سے ملاقات کرکے پوچھا کہ تم اسکی سال کسو جہ سے حج کو نہین گئے تمھارا ارادہ تم حج کو جانے کا تھا اُسوقت احمد بن اسکاف دمشقیؒ نے تمام حال گذشتہ اپنا ذوالنون مصریؒ کے روبرو بیان کیا۔ ذوالنون مصریؒ نے کہا مبارک ہو تمھارا حج خدا تعالیٰ نے اپکی دفعہ قبول فرمایا مین نے اسطرح جبل عرفات پر سُنا اسی وجہ سے مین تمسے تمھارا حال پوچھنے آیا تھا کہ ایسا کیا کام کیا جسکے سبب سے تمھارا حج قبول ہوا اور تمھارے سبب سے اور سب کا حج قبول ہوا روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے دوسرے سال اُنکو اسقدر سامان کردیا کہ خود حج کو گئے بیت

حکایت نقل ہے عوف بن عبداللہؒ سے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل مین قحط پڑا اکثر آدمی بھوک سے

مرنے لگے ایک مزدور کا یہ دستور تھا کہ دن بھر مزدوری کرتا شام کو جو مزدوری ملتی اُسکی
دو چپاتی جو کی مول لے آتا اتفاقاً راہ مین ایک بھوکے نے سوال کیا کہ للہ کچھ دو کہ مین شدت
بھوک سے جان بلب ہون مزدور سوچا کہ کُل دو چپاتی ہین اگر ایک اسے دون اور ایک
مین کھاؤن تو نہ اسکا بھلا ہوگا نہ میرا پیٹ بھریگا اور جو ندون مبادا مرجاوے اور یہ وبال
میرے اعمال نامے مین لکھا جاوے پھر دونون روٹیان اُسکو دے آیا اور آپ بھوکا
سو رہا رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا کہا کچھ تجکو حاجت
ہو تو بیان کر کہ رحمت الٰہی اہل حاجت کی حاجت روا کرنے کی منتظر ہے کہا کہ ہان مغفرت
درکار ہے کہا مغفرت تیری ہو چکی اور کچھ مانگ کہا قحط دور ہو کہ سارا جہان جان سے
جاتا ہے پھر صبح کے وقت غیب سے آواز آئی کہ گرانی غلے کی گئی اور ارزانی آئی۔

باب بارھوان عُمرا کی حق پرستی اور نفس کُشی مین

حکایت نقل ہے کہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین ایک صحابی ملک شام کے حاکم ہو کر
گئے صرف ایک اونٹ سواری اور ایک حبشی خدمتگاری مین تھا جب قریب دار الحکومت
کے پہونچے تو سردار وہان کے اور لشکر پیشوائی کو آئے راہ مین اُس حاکم کو مسافر جانکر پوچھا کہ
تم کو یہان کے حاکم کا کچھ حال معلوم ہے کہ کتنا تک آئے ہین غلام نے کہا کہ حاکم یہی ہین پھر
سب سردارون نے حسب عادت جہالت قدیمی کی بطور سجدہ اُنکی تعظیم کی امیر نے متحیر ہو کر کہا
کہ یہ کیا سجدہ سا کرتے ہو کہا ہمارے ملک کا ایسا ہی دستور ہے کہ ہم حاکم وقت کی ایسی ہی تعظیم
کرتے ہین پھر تو حاکم نے غضبناک ہو کر کہا اللہ اکبر سوائے خدائے عزوجل کے
اور کسی کو سجدہ نہین چاہیے پھر ایک چیخ مار کے وہان سے چلے آئے اور سند حکومت

آگے امیرالمومنین کے ڈالدی اور سب قصہ بیان کیا آپنے اوسی وقت حکمنامہ وہان کے
سردارون کو لکھا کہ سجدہ سواے خداے تعالے کے کسی کو درست نہین ہے خبردار آیندہ سے
ایسی حرکت نکرنا اور رسم جہالت چھوڑدو پھر اور حاکم مقرر کرکے بھیجا جب وہ قریب شہر کے
پہونچے ایک آدمی اُس شہر کے سردارون کے پاس بھیجا کہ خبردار ہماری پیشوائی کو کوئی نہ
آوے جب دارالحکومت مین داخل ہوئے تو سب سردار آئے اور طرح طرح کے تحفے اور عمدہ
کھانے ہمراہ لائے اور انکے آگے رکھے وہ یہ تکلفات دیکھکر یکایک وہانسے اُٹھکر چلے اور کہنے لگے کہ
کیا امیرالمومنین نے مجھے اسواسطے یہان بھیجا ہے کہ مین لذات دنیا مین گرفتار ہوکر جنت کی نعمتون سے
محروم رہون سبحان اللہ لذت دنیا اس قابل ہے کہ اُسکے بدلے لذات عقبیٰ سے ہاتھ
اُٹھاوین پھر امیرالمومنین کی خدمت مین آکر یہ سب واردات عرض کی اور سند حکومت اُنکے آگے
ڈالدی حضرت نے ارشاد کیا تم سب گوشہ نشین ہوے مین اکیلا کیونکر لوازم خلافت کو انجام
دون پھر ایک تیسرے شخص کو مقرر کرکے روانہ کیا وہ پاس شہر کے گانون مین ٹھہرے سب
سردار شہر کے آئے دیکھا تو صرف آپ ہین اور ایک اونٹ سواری مین ہے ہرچند چاہا کسی قسم
کی خدمت کرین قبول نکیا کہا اللہ کے فضل سے مجھے کسی چیز کی حاجت نہین ہے صرف
زر سرکار وصول کرکے جسقدر جمع ہو حاضر کرو پھر چند روز مقیم ہوکر زر سرکار لیکر چلے گئے
حکایت نقل ہے کہ سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ کسی شہر کے حاکم تھے اور پانچہزار درہم
بیت المال سے پاتے تھے سب تصدق کرتے اور خرمے کے پتون کی زنبیل بناتے تھے اور
اونٹ کے بالون کا لباس پہنتے تھے رات دن اسی مین بسر کرتے اور جو بکریان بیت المال
سے حصے مین آتین اُنکو ذبح کرکے لیکر غربا کو تقسیم کرتے اور ان کے چمڑون کا مشکیزہ اور زنبیل
بناکے مجاہدین کے صرف مین لاتے ایک مرتبہ کوئی میلے کچیلے کپڑے دیکھکر مزدور سمجھ کر

کچھ بوجھ اُن کے سر پر رکھوا کر لیگیا راہ مین کسی نے امیر کو پہچان کر سلام علیک کی اور نہایت متحیر ہو کر کہا اے امیر خیر ہی مالکِ اسباب سمجھا کہ یہ سردار ہے پیرون پر گر پڑا اور عاجزی کرنے لگا کہ مجھ سے خطا ہوئی لِلّٰہ معاف کیجیے فرمایا تیرے گھر تک حسبُ عدہ پہونچانا ضرور ہی ہر چند اُسنے معذرت اور خوشامد کی نہ مانا جب اُسکے گھر پہونچے تب اُس سے قسم لی کہ خبردار آیندہ کو ہر قسم کے آدمی سے اس قسم کی مزدوری نہ کرانا پھر جب وقتِ مرگ اُنکا قریب ہوا زار زار روتے تھے اور لوگون سے کہتے تھے کہ مین موت کے ڈر سے نہین روتا بلکہ اسواسطے روتا ہون کہ کہین دُنیا کی لذتون مین گرفتار ہو کر دولت دیدار رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم نہو جاؤن چنانچہ آنحضرتؐ نے ارشاد کیا تھا کہ اے مسلمان اگر قیامت کے دن ہمارے پاس آنا منظور ہو تو دنیا اور اسباب دنیا سے دور رہنا اور وقت مرنے کے پاک صاف ہونا جیسے کہ ہم پاک صاف تھے پس مین ڈرتا ہون کہ میرے پاس تھوڑا سا سامان دنیا کا ہی ایسا نہو کہ دولتِ دیدار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سی مجکو محروم رکھے لوگون نے دیکھا تو قسم اسباب سے کچھ پیکانُ تیر اور پوستین اور دسترخوان وغیرہ ہی اور کوئی چیز قیمتی نہین ہے **حکایت** نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ یمانی کو کسی شہر کا حاکم کر کے بھیجا اور اہل شہر کو حکمنامہ اور فرمان لکھدیا کہ یہ عدل بدل کرینگے تم سب اُنکی تابعداری بدل وجان بجالانا جب قریب دارالحکومت کے پہونچے سب سردار پیشوائی کو آئے دیکھا تو خچر پر سوار اور اونٹ کے بالون کا لباس پہنے ہوئے ہین پھر شہر مین لا کر بہت تکلف کے مکان دکھائے اور ہر قسم کے تحفے پیشکش کیے اور زر و جواہر نذر گذرانے اُنھون نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا اِس خچر کے دانہ چارے کی اکل حلال سے خبر رکھنا کہ بے زبان ہے اور مجھے کسی چیز کی حاجت نہین تھوڑی مدت کے بعد وہان سے واپس گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ خبر پا کر چپکے سے راہ مین آبیٹھے کہ دیکھین

حذیفہ دار الحکومت سے کس تزک وشان سے آتے ہین دیکھا توجس انداز سے گئے تھے اوسی انداز سے
آتے ہین پھر امیر المومنین حضرت عمر بہت خوش ہوکر ان سے لپٹ گئے اور کہا کہ ہم تمہارے بھائی
ہین اور تم ہمارے فی الحقیقت اسلام اسی کا نام ہے کہ دنیا کی حکومت اور حشمت دو بہنے والی پر
ریجھنا اور اترانا نچاہیے کہا یا امیر المومنین جسدن کوئی چیز میرے پاس نہین ہوتی تو مین بہت خوش
ہوتا ہون کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی بمقتضاے کمال شفقت وعنایت کے
اپنے خاص بندون کو آرایش اور آسایش مغرور کرنیوالی اور خدا کو بھلانے والی سے ایسا بچاتا ہے
جیسے کہ طبیب بیمار کو مضر چیزون اور کھانے سے پرہیز کراتا ہے بلکہ اُسکے پاس بھی آنے نہین دیتا
کھانیکا تو کیا ذکر ہے **حکایت** نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام دن داد دہی اور فریاد رسی مظلومونکی
کرتے اور سب کام ملکی او رمالی کو بخوبی انجام کو پہونچاتے چنانچہ رات کو تمام شہر کے گلی کوچون مین
پھرتے کہ کسی کا دروازہ غفلت سے کھلا نہ رہجاوے کسی کا جانور کھلکر گم نہو جاوے کوئی چوکیدار
غافل نہو جاوے اور ہزارون حکمت اور حفاظت مخلوق الٰہی کی اسمین متصور تھین کہ اہل دانش
پر بخوبی روشن ہے ایک مرتبہ اہل مدینہ نے یہ حال دیکھکر عرض کیا یا امیر المومنین آپ کے بعد بڑی
خرابی واقع ہوگی کہ اسطرح کون جانکاہی سے حفاظت مخلوق الٰہی کی کریگا اور سردارون اور
تابعدارون سے یہ کام کیون نہین لیتے تاکہ آپ کو آرام اور ہدایت اور مخلوق کو رحمت ہو فرمایا
حساب کے دن بازپرس مجھسے ہوگی یا اور کسی سے چنانچہ منقول ہے کہ بعد وفات آپکے صاحبزادے
نے خواب مین دیکھا کہ کمر باندھے ہوئے مستعد اور متوحش ہین عرض کیا یا حضرت خیر ہے تم اسقدر کیون
منتشر ہو فرمایا اسوقت کا حال کچھ نہ پوچھو کہ حساب کتاب و حساب سے ڈرتا ہون کہ حکم احکم الحاکمین کے

آگے دودھ پانی سے اور پانی سے دودھ جدا ہوگا میرے مقابلے مین ایام خلافت کا سب
معاملہ پیش ہوگا یہانتک کہ ایک گاے کسی بڑھیا کی فریادی ہوگی کہ یہ بڑھیا نہ دوسے دودھ دوہتی
تھی اور مجکو ایذا دیتی تھی کیا دودھ آسانی سے نکل نہین سکتا تھا پھر مجھسے بازپرس ہوگی کہ تو اسقدر
غافل تھا کہ بڑھیا بے زبان پر ظلم کرتی تھی اور تو نے خبر نلی حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعید حمص کے رہنے والے کو کسی شہر کا حاکم کردیا تھا سال تمام پر حکم
بھیجا کہ مع بیت المال کے یہان آو وہ حسب الحکم حاضر ہوے اُنکے پاس صرف ایک لاٹھی اور لوٹا
اور ایک پیالہ تھا امیر المومنین نے ایسے ٹوٹے حال سے دیکھکر فرمایا کیا کچھ بیمار ہو شاید آب ہوا
وہان کی تمکو موافق نہ آئی عرض کیا کہ مین تو لفضلہ تعالے بھلا چنگا ہون اور اسباب ضروری بھی
رکھتا ہون فرمایا کیا سامان ہے کہا وہی تینون چیزین لاٹھی لوٹا پیالہ دکھا دیا حضرت بہت متعجب ہوے اور
فرمایا وہان کی رعایا نے سرکشی کی اور تمھاری تابعداری ترک کی پھر اور حاکم مقرر کرکے بھیجا اور حکم دیا
کہ جلد زر سرکار وصول کرکے بھیجو اور ایک بھی عذر نہ سنو پھر عمر بن سعید سے فرمایا مین تمکو سرفراز
کرونگا عرض کیا یا امیر المومنین مجکو اس خدمت سے لیئے معاف کیجیے کہ حکومت مین بہت
آفات ہین مین ڈرتا ہون کہ کسی مواخذہ الٰہی مین گرفتار نہو جاؤن کہ جناب رسالت مآب مین
شرمندہ ہون امیر المومنین یہ بات سنکر بہت روئے پھر عمر بن سعید اٹھکر چلے گئے امیر المومنین نے
ایک خادم کو سو دینار سرخ دیکر کہا عمر بن سعید کو تلاش کرکے چپکے سے دے آو خادم گیا برابر تین رات
دن پھرا کہین اُنکا پتا نپایا ناگاہ مل گئے معلوم ہوا کہ دن کو روزہ رکھتے ہین اور رات بھر عبادت الٰہی
مین مشغول رہتے ہین خادم نے بعد سلام و پیغام کے وہ سو دینار سرخ اون کے روبرو رکھدیے
کہ خلیفہ وقت نے تمکو عنایت فرمائے ہین دیکھتے ہی زار زار رونے لگے خادم نے متحیر ہو کر کہا
خیر ہے اس قدر کیون روتے ہو کہا مین نے دولت دائمی صحبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کا مزہ چکھا ہی ڈرتا ہون کہین اس دولت ناپائدار کے مزی کی بدولت اس دولت مزیدار پائدار
سے محروم نرہ جاؤن پھر پانچ چھ دینار لیکر باقی اُسیوقت خدا کی راہ مین غربا کو بانٹ دیے
اتفاقاً بعد مدت کے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی فرمایا وہ تئو دینار کیا کیے
عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ کے حوالے کر دیے قیامت کے دن لے لینگے

حکایت

نقل ہے ابو عبد اللہ معتق شدادؓ سے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لباس مکلف نہ پہنتے
تھے مگر جب خطبہ پڑھنے کو منبر پر چڑھتے تو البتہ بقیمت چار پانچ درہم کے لباس
پہنتے حالانکہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت روپیہ اور سرمایہ رکھتے تھے اور صدہا لونڈی
غلام تھے چنانچہ بباعث کمال غنا کے بلقب عثمان غنیؓ کے ملقب ہوئے اور ہمیشہ نماز تہجد کو اُٹھتے
اور کسی خدمتی اور غلام کو نہ اُٹھاتے اپنے ہی ہاتھ سے سب کام کر لیتے اور تمام رات عبادت خدا اور
تلاوت کلام اللہ مین مشغول رہتے اور جمعے کے دن ہمیشہ روزہ رکھتے کسی نے عرض کیا کہ
یا حضرت آپ تو حافظ ہین قرآن مجید دیکھ کر کیون پڑھتے ہو فرمایا یہ فرمان شہنشاہی ہے دیکھتا
جاتا ہون کہ کس چیز کے کرنیکا حکم ہے اور کس چیز کے نہ کرنے کا اور تاکہ جان اور زبان اور آنکھین
سب اوسکی لذت سے مزا اور لذت اُٹھاوین کہ تلاوت بے دیکھے کرنے مین ناحق آنکھین
دولت حق سے محروم رہجاتی ہین چنانچہ منقول ہے کہ بعد شہادت آپ کے زمین و آسمان روتے تھے

حکایت نقل ہے عبد اللہ بن عروہ سے کہ جب تک عمر بن عبد العزیزؒ حاکم نہوئے تھے بہت
خوش خوراک اور خوش پوشاک بڑی شان و شوکت سے رہتے تھے اور بہت قیمتی گھوڑون پر
سوار ہوتے تھے اور بڑے زرق برق سے رہتے تھے مگر دل کے ہمیشہ غنی اور بادشاہ تھے چنانچہ
ایک مرتبہ سب سامان بیس ہزار درہم کو بیچکر سب راہ خدا مین کھڑے کھڑے لٹا دیا جب امیر
ہوگئے تو صرف خطبے کے وقت تین درہم کا لباس پہنتے تھے اور تمام وقت شب و روز

پوستین مین گزران کرتے تھے علی ہذا القیاس مکان کا بھی ایساہی حال تھا کہ تین لکڑیان باندھکر اُسپر چراغ روشن کرتے تھے اور جھاڑ فانوس کا کچھ جھگڑا نہ رکھتے تھے کسی نے یہ حال دیکھکر عرض کیا یا امیر المؤمنین پہلے امارت سے تو تم خوب عیش کرتے تھے اور بہت تزک و شان سے رہتے تھے اب جو بفضلہ تعالیٰ آپ امیر ہوئے جسقدر شان و شوکت بڑھاؤ تھوڑی ہو طرفہ یہ ہے کہ اگلا سا بھی معاملہ نہین رہا اسمین کیا حکمت ہے فرمایا حقیقت حال یون ہو کہ جب آدمی کی کوئی آرزو دلی پوری ہو جاتی ہے تو اوس سے زیادہ کی آرزو کرتا ہے جب وہ بھی پوری ہو جاتی ہے تو اور اوس سے زیادہ چاہتا ہے علی ہذا القیاس اسی طرح سلسلہ چلا جاتا ہے چنانچہ جب مین امیر نہ تھا تو آرزو امارت کی تھی جب اللہ تعالےٰ کے فضل سے امارت ہوئی تو آرزو خلافت کی ہوئی جب خلافت ملی تو تمنا بادشاہت آخرت کی ہوئی اب آگے اس سے کوئی رتبہ باقی نہ رہا اس سبب سے مین نے آرایش جسمانی چھوڑ دی اور زیبایش روحانی اختیار کی

باب تیرھوان عورتون کے زہد و تقویٰ مین

حکایت نقل ہو احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ معراج مین ایک بہت بڑا احاطہ یاقوت سرخ کا دیکھا کہ اُسمین تین مکان عظیم الشان بہت مکلف سفید موتی کے تھے مین نے پوچھا یہ کسکے مکان ہین کہا ایک مریم کا اور ایک آسیہ فرعون کی بی بی کا اور ایک خدیجۃ الکبریٰ رضہ زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے **حکایت** نقل ہے کہ ایک بی بی اُمّ آمنہ نامی بڑی سیر کرنیوالی تھین بار بار مکۂ معظمہ سے مدینۂ منورہ کو آتی جاتی تھین اور کسی نے کبھی کھاتے پیتے نہ دیکھا ایک مرتبہ کسی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہو کہ ہمیشہ تم سفر مین رہتی ہو اور کبھی بھوک پیاس کی حاجت نہین ہوتی کہا حقیقت حال یہ ہو کہ مین ایک مرتبہ زیارت حرمین شریفین کو جاتی تھی شدت

پیاس سے بیتاب ہو گئی ہر چند پانی ڈھونڈھا نپایا مایوس ہو کر زندگی سی ہاتھ دھوئے کہ ناگاہ ایک
صراحی یاقوت سرخ کی ہوا مین معلق میرے پاس آئی مین نے اسمین سے پانی پیا ایسا شیرین اور سرد تھا کہ
ندیکھا اور نہ چکھا وہ مزہ میری جان اور زبان کو ایسا مزہ دار کر گیا کہ ابھی تک جان و دل سیراب
ہے اسواسطے فضل الٰہی سے مجکو تردد کھانے پینے سے بخوبی نجات ہی **حکایت** نقل ہے کہ
ایک یہودی کی عورت بڑی حق پرست تھی رات دن چراغ محبت الٰہی سے خانہ جان و زبان کو
روشن رکھتی تھی اور خاوند سیاہ دل ایسا سرگرم و ہمقدم اور ہمدم ساتھ احکام حق کے اُسکو
دیکھ ہردم جلتا تھا ایکبار بہت تنگ آکر اپنے یارون سے یہ قصہ کہا سب کے مشورے سے ایک
بڑا گڑھا کھودا اسمین تین دن آگ روشن کی بعد اُسکے سب عزیز اور یارون کو جمع کرکے اُس عورت
نیک سیرت کو بُلاکر کہا تو ہردم خدا خدا کہتی ہی اس گڑھے مین گھس جا اگر تو سچی ہوگی تو بچ جائے گی
اور جھوٹی ہوگی تو جل جائیگی وہ سچی جو تھی خدا پر سچا بھروسا رکھتی تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے
اُسمین کود پڑی اُسیوقت جلتی آگ اُسکی آب و تاب ایمانی سے بجھ گئی یہودیون نے آتش حسد اور عداوت
سے جلکر پھر اُسکے اوپر اور تین دن آگ جلائی اور مُنہ اُس گڑھے کا بند کر دیا تین دن کے بعد کھول کر
دیکھا تو وہ عورت بخوبی نماز پڑھتی ہی پھر سب حیران ہو گئے اور توبہ کرکے ایمان لائے کہ بیشک
اس سچی عورت کا دین سچا ہی **حکایت** نقل ہی کہ جب رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا وقت مرگ
قریب ہوا تو مالک بن دینا پوچھنے کو آئے کہا کہ تمکو کسی نے تکلیف دی بولین نہیں تب سنے
کہا کسی چیز کو بھی جی چاہتا ہی کہا کہ مغفرت کو فرمایا دنیا کی بھی کسی چیز کی خواہش ہے کہا کہ ہان تیس
برس سے تازہ چھوہارے کو جی چاہتا ہے اور ابتک نہین کھایا مالک بن دینار اپنے دل مین
سوچے کہ یہ تو گھڑی ساعت کی مہمان ہین اسوقت تازہ چھوہارا کہان سے آوے کہ ناگاہ ایک جانور
پرندہ چھوہارا کہ نہ دیکھا نہ سُنا میرے پاس ڈال گیا مین جلد رابعہ کے پاس لے گیا کہا کہان سے

انہین نے ماجرا بیان کیا بولین کہ واللہ اعلم جانے کیسے باغ سے لے آیا مین نہین کھاؤن گی اب
اپنے پیارے خدا ہی کے پاس جا کے کھاؤنگی پھر کہا مجکو اکیلے مکان مین اکیلا رہنے دو میرے
اپنے خدا کے ساتھ پھر سب مغموم ہوکے رخصت ہوئے تب دروازہ مکان کا بند ہوگیا
اور دروازہ رحمت الٰہی کا کھل گیا پھر اس مکان کی طرف سے ایک آواز غیب سے آئی اور یہ
آیت تیسویں پارہ سورہ فجر کی پڑھی یا ایتہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة
اے نفس اطمینان والے پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی
پھر دروازہ کھولکر دیکھا اور رابعہ زندہ دل مردہ پایا

حکایت نقل ہے کہ ایک دن زبیدہ خاتون زوجہ امیرالمومنین ہارون رشید کی مکان مین
بیٹھی ہوئی سنگھار کرتی تھین ناگاہ غلطی سے ایک غلام چلا آیا اسوقت پردے مین ہو گئین مگر
احتیاطاً اس سے دریافت کرایا کہ کوئی بال میرے سر کا تو نہین دیکھا بولا شاید جلدی مین نظر پڑ گئی ہو پھر
شب کی طرف سے جلد بال تراش ڈالے کہ جس بال پر اجنبی کی نظر پڑی اُس کا رکھنا روا نہ ہے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کی میرا
جی چاہتا ہے کہ تیرے کسی خالص صادق بندے کو دیکھون اور اُس کی ملاقات
سے دل خوش کرون حکم ہوا کہ فلانے جنگل مین جاؤ کہ وہان اُس سے تمھاری ملاقات ہو جاوے گی
چنانچہ آپ حسب ارشاد کے وہان گئے دیکھا کہ ایک بڑھیا ہاتھ پیر سے معذور اندھی دھندھی سارا
بدن بگڑا ہوا کیڑے پڑے مکھی چیونٹی لپٹی مٹی مین پڑی یاد الٰہی مین بیٹھی شکر الٰہی کر رہی ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے متحیر ہوکر فرمایا کہ اے بڑھیا اس حالت اور ہزارون مصیبت
مین تو کونسی نعمت خدا کا شکر کرتی ہے بولی اے روح اللہ اللہ تعالے نے مجکو وہ جی جان عطا فرمایا
کہ ہر ذرہ اُسکا آفتاب سا چمکتا ہے اور وہ زبان عنایت کی کہ ہر زبان شکر خالق انس و
جان مین شکرستان ہے جیسا کہ جناب مولانا اہل حال کے حال و قال مین فرماتے ہین **اشعار**

عشق زندہ در روان و در تبعہ ❊ مست ہر لحظہ زغنچہ تازہ تر ❊ عمر و مرگ این ہر دو با حق خوش بود ❊
بے خدا آب حیات آتش بود ❊ ہر کجا دلبر بود خود ہمنشین ❊ فوق گردون ست نے زیر زمین ❊
پھر فرمایا کہ تیرا کوئی خبر گیران بھی ہی کہا ہان جو مالک سارے جہان کا ہی وہی میرا بڑا خبر گیران
ہی کہا کچھ حاجت ہے کہا یہ حاجت ہے کہ ایک میری بیٹی ہی مدت کو کبھی کبھی آجاتی ہے اسکا
خیال کبھی میرے جی مین آجاتا ہے چاہتی ہون کہ وہ بھی اس جہان سے مٹجاوے تو اس کا
خیال بھی جان سے مٹجاوے تاکہ خالص و مخلص نرا کھرا میرا پیارا صرف اللہ ہی رہ جائے
شعر وہ جی مین آنکر ایسا سمایا ❊ کہ اُسکے غیر کی وسعت نہین ہے ❊ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
وہانسے واپس آئے راہ مین دیکھا کہ اُسکی بیٹی کو شیر کھا رہا ہے فرمایا کہ بوڑھیا کی امید پوری ور دعا قبول
ہوئی **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ ذوالنون مصری اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما رابعہ کے
پاس ملنے کو گئے دیکھا تو دریا کے کنارے پر ایک جھونپڑی مین عبادت الٰہی مین مشغول مین اُنکو
دکھ مین دیکھ اُن کے خادمون پر ناخوش ہوئے کہ تم نہین اوڑاتے ہوا ور رابعہ کو دکھ دیتے ہو پھر
سب خادمون نے ملکر جلد ایک مکان مختصر درست کرکے بخوشامد تمام وہان رابعہ کو رکھا دو تین
دن دکھ سکھ سے کاٹے کہ رات کو کواڑ دینا اور دنکو لنا یہ جنجال کون بھگتے **شعر** درد
سر کے واسطے صندل لگانا ہے مفید ❊ اُسکا گھسنا اور لگانا دردسر یہ بھی تو ہے ❊ آخر
اوسی جھونپڑی مین جا پڑین او چالیس برس اسی طور سے گزرانے پھر ذوق شوق محبت
الٰہی مین مانند دریا کے اُلبتین اور اس مضمون کے اشعار پڑھتین کہ جس کے جی جان مین
محبت الٰہی چھاگئی وہ ہر دم ہمدم اور ہمقدم اپنے ہمدم کے ہوگئی **شعر** دمبدم
دم را غنیمت دان و ہمدم شو بدم ❊ واقف دم باش دم را دمبدم بیجا مدم ❊
حکایت نقل ہے کہ جب نمرود مردود نے آتش خود آرائی جی جان مین بھڑکائی تو آب و تاب

مقربان جناب کبریائی سے جلتا اور سلگتا تھا اسواسطے کہ وہ ناری تھا اور حضرت ابراہیمؑ
نوری تھے اور ناری آگے نوری کے ناری ہوتا ہے جیسے کہ مولانا ارشاد فرماتے ہین **شعر**
آن بود نوری و این ناری بود ٭ نار پیش نور بس تاری بود ٭ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو آگ مین ڈالنے کا نمرود نے سامان کیا سارے شہر مین شہرہ ہوا ہزارون تماشائی تماشا
دیکھنے کو آئے وحیرہ نامی لڑکی نہایت شکیلہ اُس کافر نامی کی بھی ایک بلند مکان پر تماشا دیکھنے
کو چڑھی ہوئی تھی قدرت خدا نے اُسکو عجیب تماشا دکھایا کہ جلتی آگ کو پانی کردیا اور دوزخ کو
جنت بنادیا یَانَارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ کا مژدہ سُنادیا اور راحتِ جانی اور عافیت
جسمانی کا خلعت پہنادیا جیسا کہ جناب مولانا فرماتے ہین **ابیات** آتش ابراہیم را دندان نزد ٭
چون گزیدہ حق بود چونش گزد ٭ پرورد در آتش ابراہیم را ٭ ایمنی روح سازد بیم را ٭ الغرا لغرض
وہ انبار آگ رشک گلزار ارم تھا یا حرم محترم مین مقام ابراہیم اُس کعبۂ جان و ایمان پر وہ جلوۂ
نور تھا کہ تجلی طور کو در چشم بد دور تھا سبحان اللہ کہین کلمۂ سبحان اللہ تھا کہین صل علے
ہر روش کے درخت سیراب و شاداب کہین گل یاسمین اور کہین گل گلاب کہین گل عباسی
گل محبوبی سے فیضیاب کہین گل داودی بکمال آب و تاب کہین دوری حضوری سے سنبل کو
پیچ و تاب کہین بنفشہ انوار دیدار سے بیتاب کہین چشم نرگس باز کہین سوسن زبان دراز
ہر غنچہ گل ہر شاخ سنبل ہر درخت پر طرح طرح کی آوازدلنواز کہین نہر جاری کہین باد بہاری
جب اُس لڑکی از خود گذشتہ بخدا پیوستہ کو یہ جلوہ حق نظر آیا کہ نظر سا آنکھون مین حق ہی
حق سمایا حیرت مین آگئی محبت خدا مین بھر گئی دریاسی اُبل گئی جی جان سے ایمان
لائی زبان سے تصدیق کرائی بیقرار زار زار روتی اور کہتی تھی الحق خدا ے برحق سچا ہے اور
نمرود مردود بالکل جھوٹا ہے کفر سے دور ہوگئی نزدیک انبار آگ کے گئی اور حضرت ابراہیمؑ کی

خدمت مین باواز بلند عرض کرنے لگی کہ یا حضرت اگر لونڈی کو بھی اجازت حاضری ہو تو مین
جی جان سے حاضر حضور سراپا نور ہون خلیل اللہ نے فرمایا جسکا جی محبت حق مین چور ہے
اُسکے حق مین ینا سراپا نور ہے جیسا کہ مولانا فرماتے ہین **بیت** گر تو نمرودیست در آتش مرو
رفت خواہی اول ابراہیم شو کہا یا حضرت لونڈی نے آپ کی بدولت دولت ایمان پائی ہے
ظلمت کفر سے نکل آئی ہے اور حقیقت حق دل و جان مین چھا گئی ہے جلوۂ حق دکھائی ہے فرمایا تجکو
یہان بخوبی امن و امان اور ہر طرح سے چین و چان ہے یہ سنتے ہی جلدی شوق سے جلتی آگ مین
چلی یکایک ندائے غیبی آئی کہ اے آگ خبردار ہماری لونڈی کو دُکھ نہ دینا بخوبی سُکھ سے رکھنا اور پھر
ہر طرف سے یہی آواز آتی تھی جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہین **ابیات** چون تو موصوفی باوصاف
جلیل ز آتش امراض بگذر چون خلیل گردد آتش بر تو ہم برد و سلام اے عناصر مزاجت را غلام
پھر تو جہان وہ قدم رکھتی تھی وہان اُسکی آب و تاب ایمانی سے جلتی آگ پانی ہو جاتی تھی الغرض
خدمت حضرت خلیل اللہ مین حاضر ہوئی اسرار پروردگار سے ماہر ہوئی کلمہ لا الٰہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ
پڑھا خانۂ جان کو چراغ ایمان سے روشن کیا کہا یا حضرت اب مین تا دم مرگ آپ کے قدم نچھوڑونگی
خدائے برحق سے منہ نہ موڑونگی ہان اس نمرود کی جلتی بجھتی آتش نخوت سے دل جلتا ہوا جاتا ہے
کہ اگر اجازت جناب کی پاؤن تو اُس بے سوجھ بوجھ کو کچھ سمجھاؤن اور آب نصائح سے اُسکی آگ
بجھاؤن شاید راہ پر آوے اور گمراہی کو چھوڑ دے پھر حسب ارشاد جناب ابراہیم کے اپنے
باپ کے پاس گئی ناسمجھ کو سمجھانے لگی کہ اے پدر بیقدر ہوش پکڑ مستی نخوت سے اسقدر اکڑ خدا
خدا کر کہین خود آرائی اور دعوے خدائی خدا کو کھو سکتی ہے بھلا کہین رات دن اور دن رات
ہو سکتی ہے القصہ تو نے بخیال کمال یزدہی اور ہلاکت باصد مصیبت و خواری حضرت خلیل اللہ
کو جلتی آگ مین ڈالا اُسکا اپنے کیے کا مزا پایا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ خدائے برحق نے اُنکو کیسا

گل لالہ کھلایا کہین چنبیلی کھل رہی ہی کہین کیلے کی پھلی پھل رہی ہے کہین بیلا بہار دکھا رہا ہے کہین گلنار ڈہڈہا رہا ہی کہین بلبل کو سرخ روئی گل ہے کہین گل کو رشک بلبل ہے کہین نارنگی رنگ دکھا رہی ہی کہین لیمون کی ترشی مزہ چکھا رہی ہے کہین سنبل مشکبار ہی کہین گل ہزاروی کی بہار ہی درختان دلکش درہم آواز دلنواز مرغان پیہم خوشی وخرمی سے ہر قدم بنا ے غم وغصہ یکسر درہم پس ٹک آنکھ غفلت کی کھول روشنی حق کو ظلمت باطل مین ٹٹول کسی کا کچھ نجائیگا تو حق سے پھر کر ناحق جان بیجان سے جائیگا اور مفت ذلت وخواری اُٹھائیگا جی چاہتا ہے کہ مین نے جو دیکھا ہے تجھے دکھاؤن مگر ہاے افسوس وہ آنکھ کہان سے لاؤن موافق ارشاد مولانا **اشعار** - دیدہ بینا از لقاے حق شود ؛ حق کجا ہمراز ہر احمق شود ؛ دیدہ مجنون اگر بودی ترا ؛ ہر دو عالم بیخبر بودی ترا ؛ باخودی تو لیک مجنون باخودست ؛ در طریق عشق بیداری بدست ؛ یہ سنکر آتش غضب سے بھڑک گیا جلکر کہنے لگا شاید محبت ابراہیم نے تجکو فریفتہ کیا ہے اُسنے جلکر باپ کے جلانیکو کلمہ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھا تب تو نمرود جلکر خاک ہوگیا جی جانسے کھو گیا شعلہ سا بھڑک گیا کہنے لگا چل چل اسقدر نہ چل اپنی قدیمی راہ پر چل بہت جھگڑا نہ پھیلا بس اسبات کو زیادہ نہ بڑھا ورنہ تو جان سے جائیگی جہانسے پناہ نہ پائیگی کہا تیری بلا سے جان جاوے تو بلا سے مگر تو درگزر نہ کر جو چاہے سو کر مین حق نہ چھوڑونگی خدا سے بر حق سے منہ نہ موڑونگی پھر اُس ظالم نے کپڑے اُتروا کر بہت مار پیٹ کی اللہ رے یہان اُسنے اُف نکی ادھر دُکھ کی مار حد سے گذری اُدھر رحمتِ حق حد سے گذری ناگاہ فرشتے آئے اور اُسکو حلۂ بہشتی پہنائے پھر ایک جنتی قبہ آراستہ کیا اُسکو جلوہ آرا کیا جب اُسکا مزا چکھایا دنیا کے دُکھ درد سے چھڑایا پھر یکایک ایک ہوا کا جھونکا آیا اسکو ہوا سا اڑا یا پھر کسی اہل ہوا نے اُسکا پتا نپایا سبحان اللہ جہان سے گئی دولت ایمان لیگئی **حکایت** نقل ہے کہ ایک عورت نہایت جمیلہ و

شکیلہ لباس حیا کے آراستہ و بزیور نیچی نگاہ کی پیراستہ تھی اتفاقاً واللہ اعلم کس انداز سے اس حسن انداز کی نگاہ پر کسی بد نگاہ کی نگاہ پڑ گئی اور وہ بے سر و پا گرد ہو کے اُسکے آستانے کے گرد ہو گیا ادھر یہ سراپا حیا کمال غیرت سے گرد ہو گئی آتش غضب سے جلکر خاکستر ہو گئی جی جان سے کھو گئی جب اُس عورت نیک سیرت نے دیکھا کہ وہ زار و نزار غبار سا در وازے پر آ پڑا اب یہ راز چون طشت از بام افتادہ آشکارا ہوگا تب خادمہ کو اُس دلدادہ کے پاس بھیجا کہ کیا چیز اس ناچیز کی پسند آئی خادمہ اُسکے پاس گئی اور اس پیغام کا جواب لائی کہ تیری چشم مردم آزار جادو نگار نے اُس دلفگار پر جادو کیا ہے یہ سنتے ہی سن ہو گئی حیا حیات پر غالب آگئی حسب مضمون ان اشعار کے کہ

اشعار دل کہ پُر از وصف حیا میشود ؛ آئینہ نور خدا میشود ✦ دیدۂ بے شرم پسندیدہ نیست ؛ در نظر عقل خود آن دیدہ نیست ؛ تیر طشت مین اپنی دونون آنکھین نکالکر رکھدین اور اُس غمدیدہ کے پاس بھیجدین کہ اپنے مطلوب کو لیکر جا اپنی راہ لے کہ جو چیز محرم سے محرم اور آشنا ہوئی وہ قابل رکھنے کے نرہی وہ طشت مین آنکھین تڑپتی دیکھکر تڑپ گیا مارے غم کے کسی طرف غبار سا اڑ گیا تھوڑے عرصے مین آیا اُس پاک دامن کو مردہ پایا پھر گریبان جانکو چاک کر تا تھا زار زار روتا تھا

حکایت نقل ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک عورت بڑی عابدہ زاہدہ تھی رات دن یاد الٰہی مین مصروف رہتی تھی اور حق پرستی مین معروف تھی آخر کار نفس کشی اور خدا کیشی اُسکی یہان تک پہونچی کہ ایک جمعے کو روزہ رکھتی اور دوسرے جمعے کو افطار کرتی اسی طرح ایک مدت دراز گزری ایک بار وقت افطار کے خیال آیا کہ تیرا کوئی مالک بھی ہے اور تو اُسکی تابعدار ہے کیا دعوا کرتی ہے مبادا اُسکا قاصد آ جاوے اور تجھے کھانے پینے مین مشغول دیکھے پھر تیری غفلت ثابت ہو اور ناسزا ہی سزاوار ہو اور قیامت کے دن تجھ پر قیامت آ جاوے اور دن رسوائی کے رسوا ہو جاوے سب

کھانا پینا سوتا چھوڑدیا دریاے محبت الٰہی مین دامان جان کوڈبودیا اوراس مضمون کو وردزبان اور حرز جان کیا **شعر** یک چشم زدن غافل ازآن ماہ نباشم * ترسم کہ نگاہے کند آگاہ نباشم * ہردم کو دم آخری جانا ناگاہ ایک جوان خوش رو خوشخو بکمال آب وتاب ہاتھ مین مشک ناب اُسکے پاس آیا اور مژدہ سنایا کہ اے خدا کی پیاری تجھکو خدا کمال پیار سے بلاتا ہی اور رحمت کاملہ تجھپر بھیجتا ہی کہا ذرا مہلت پاؤن کہ مین اپنے آقا کو سجدہ کرلون اور حق عبودیت بدل وجان بجالاؤن پھر مین سجدے مین جان بحق تسلیم کی *

باب چودھوان بچون کی عبادت وکرامت مین

حکایت نقل ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شکم مادر ہی مین بڑے حق پرست تھے چنانچہ والدہ انکی اتفاقاً جب کبھی قصد تعظیم کسی بت کا کرتین توآپ شکم مادر مین پانون پھیلادیتے اوراُن کواُس حرکت سے باز رکھتے **حکایت** نقل ہی حضرت زین العابدین کی کہ آپکے ایک لڑکی ایک لڑکا چھوٹی عمر کے تھے آپ لڑکی کو بہت چاہتے تھے ایکمرتبہ لڑکی نے عرض کیا کہ اے پدر میرے بھائی کو بھی چاہتے ہو فرمایا کہ ہان پھر بلبلگیی اورزار زار رونے لگی آپنے جلد گود مین اُٹھالیا اور کلیجے سے لگاکر کہا کہ مین تجھکو بھی بہت چاہتا ہون یہ سنکر زیادہ تر چیخنے چلانے لگی اورزمین پر لوٹ گیی یہانتک کہ بیہوش ہوگئی آپ سخت متحیر ہوگئے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہی جب فاقہ ہوا عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار آپ نے ایک مرتبہ ارشاد کیا تھا کہ حق محبت سواے خدا ے برحق کے کسی سے نہین رکھتا پھر خدا کا دوست دوسرے کو بھی کہین دوست رکھتا ہی اورحق دوستی کا ادا کرتا ہی پھراس مضمون کے اشعار پڑھنے لگی کہ میرا حبیب بے بدل ہی کوئی اسکا بدل نہین اوراُسکے سوا میرے جی مین کسی کا بھی خیال نہین اگرچہ کبھی آنکھ سے اوجھل ہوجاتا ہی مگر جی جان مین ہردم اسکا اجالا ہی **حافظ** من اگر کام روا گشتم وخوشدل چہ عجب * مستحق بودم وا ینہا بزکاتم دادند * عاشق آندم کہ بدام سر زلف تو فتاد * گفت کز بند غم وغصہ خلاصم دادند *

حکایت نقل ہے کہ ایک امیر نے اپنے لڑکے کی تعلیم کیواسطے معلّم بٹھایا اُسنے لڑکے کو پڑھانا لکھانا
ادب دینا شروع کیا ایک عرصے کے بعد لڑکے نے اُستاد سے کہا کہ باپ میرا امیر کبیر ہے مگر وہ
اپنے لائق آپکی کچھ خدمت نہین کرتا کیا کرون مین عرق ندامت مین ڈوبا جاتا ہون کہ مین کسی
لائق نہین ہون کہ کچھ حق خدمت بجا لاؤن لللہ ایسی کوئی بات بتائیے کہ سب دولت دنیا اور
بکھیڑے عقبی سے نجات ہوجاوے کہا خموشی مین دونون جہان کی سلامتی ہے جیسا کہ رسول مقبولؐ نے
ارشاد فرمایا من سکت سلم و من سلم نقد نجیٰ یعنے جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا
پس تحقیق سب بلا سے بچا اور دوسری حدیث مین ارشاد ہے البلاء موکل بالمنطق یعنی سب خرابی
گویائی سے آتی ہے اگر کوئی بات بیہودی کی کہی ایمان مین نقصان آیا اور جو کسی آدمی کو بُرا کہا
مار کھائی آبرو کھوئی لڑکے نے یہ دونون نصیحت استاد کی دامان جان مین گرہ باندھی اور بالکل
خموشی اختیار کی غرض کوئی بلاتا ہرگز جواب نہ دیتا جب اسکا چرچا ہوا کہ امیر کا لڑکا گونگا
ہوگیا شدہ شدہ یہ خبر وحشت اثر امیر تک بھی پہونچی امیر سنتے ہی نہایت مضطر اور بیقرار ہوگیا ہر طرف
آدمی دوڑائے سب طرح کے طبیب بلائے کوئی دوا دیتا ہے کوئی نسخہ لکھتا ہے کوئی نبض دیکھتا ہے
غرض کہ ہر ایک اپنی اپنی تدبیر کرتا تھا اور کچھ فائدہ نپاتا تھا آخر امیر ناچار ہوکر بیٹھ رہا ایک مرتبہ
گھبرا کر تنگ آیا تفریحاً بعنوان شکار جنگل کو چلا گیا لڑکے کو بھی ہمراہ لے گیا
ناگاہ ایک جانور بولا بولتے ہی کسی نے مارا پھر لڑکے کے آگے لایا وہ دیکھتے ہی جوش مین
بھر گیا دریا سا اُبل گیا بے ساختہ اسکی زبان سے نکل گیا کہ کیون بولا جو مارا گیا یہ سنتے
ہی سب خوشی سے پھول گئے سارے کام بھول گئے عرصے سے جو امیر پژمردہ تھا نہایت خوش
ہوا ہر ایک کو زر و مال سے خوشحال اور مالا مال کر دیا پھر لڑکے کو بلایا اور کچھ کلام فرمایا
اُس نے جواب نہ دیا امیر اپنے آپے نکل گیا اور آتش غضب سے سُلگ گیا کہ ہمارے

کلام کا جواب نہ دنیا اور بے زبانون سے کلام کرنا خواہ مخواہ اپنی موت کا سامان کرنا ہے بس
کوڑا لاؤ اور جلد جلاؤ کو بھی لاؤ اول کپڑے اُتار کر اِسکی جلد اوتر اُو بعدہ اسکو قتل کراؤ تب لڑکا
عاجز ہوکر کہنے لگا کہ سچے نبی نے سچ کہا کہ جو چپ رہا وہ سلامت بچا اور جو بولا سو مارا گیا ف

حکایت نقل ہے فتح انوصلی سے لا یکمرتبہ مجکو تنہا موسم شدت گرمی مین سفر حج کا اتفاق ہوا
ناگاہ ایک لڑکا تنہا بے سرو پا پیادہ پا دیکھا مین نے پوچھا اے لڑکے کہان جاتا ہے کہا مین نے
سُنا ہے کہ میرے مالک کریم ورحیم کا ایک گھر زمین پر بھی ہے اُسکی زیارت کو جاتا ہون مین نے کہا
کچھ زادراہ بھی ہے کہا کیا رب کریم کے در دولت پر جانیواے غلام روٹی بھی باندھ لیجاتے ہین کیا
خداوند کریم کی عنایت بس نہین ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ مین نے کہا یہ
درست ہے مگر بخیال تمہارے اس حال کے کہ آہستہ چلتے ہو اور سفر دور و دراز ہے موسم حج مین
پونہچنا بس محال ہے کہا چلنا میرا کام ہے اور پونہچانا خدا کا کام ہے بعدہ واللہ اعلم وہ اہل نظر
کہان نظر سا گم ہوگیا جو پھر نظر نہ آیا جب مین فضل الٰہی سے مشرف زیارت بیت اللہ ہوا اور سب
مناسک اور لوازم حج سے فارغ ہوکر بمقام منا اہتمام قربانی مین معروف تھا کہ وہ اہل نظر نظر
آیا کہ جناب پروردگار مین زار و نزار روتا چلّاتا عرض کرتاہے کہ اسے مالک رحیم واے رب کریم
سب حاجی قربانی کرکے تیری دولت قرب حاصل کرتے ہین اور مین کمال حسرت سے منھ تکتا ہون
اور زندہ درگور ہون کہ اصلا لیاقت اور طاقت قربانی کی نہین رکھتا چنانچہ تجھپر بخوبی روشن
ہے ہان اگر جان نثاری شرعاً منع نہو تو جان قربان کرون اور قربانی والون مین شامل
ہون پھر اُنگلی گردن پر مثل چھری کے رکھی اور حسب مضمون اس شعر کے کہ **شعر** ماہرو پردہ جب اُٹھاتے
ہین ٭ عاشق اس طرح جان سے جاتے ہین ٭ تکبیر پڑھی اور موافق ارشاد جناب مع لاناکے
اشعار عاشقان جام فرح انگہ کشند ٭ کہ بدست خویش خوبان شان کشند ٭

بجو اہمیں پیشش سربند ٭ شاد خندان بیش تغش جان بردہ ٭ جان بحق تسلیم کی پس معاد یکھئے اُس
صاحب حال کے مین نے بعد کمال غم والم کے بہت آدمیون کو جمع کیا کہ ایک ولی اللہ نے
ابھی صرف محبت خدا مین جان نثاری کی بعدہ مین نے اسکو غسل بخوبی دے کر کفنا کے بجماعت
کثیر نماز جنازہ کی پڑھی یکایک جنازہ ہوا پر ہوا ہو گیا واللہ اعلم کہان گیا کہ پھر کسی کو نظر نہ آیا۔
حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس ایک بزرگ آئے اور عرض کیا کہ میری
لڑکی دو برس سے برابر رات دن زار زار روتی چلاتی ہے ہر چند مین منع کرتا ہون باز نہین
آتی ڈرتا ہون کہ روتے روتے اندھی نہو جاوے آپ قدم رنجہ فرمایئے اور اس ناسمجھ کو نصیحت اور
پند سے سمجھایئے کیا عجب ہے کہ مفید ہوجاوے اور مجھ غمزدہ کو اس غم سے چھوڑا دے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ
کی زبان کو بہت تاثیر بخشی ہے حضرت حسن بصریؒ اُسکے گھر تشریف لے گئے اور اُس خود گذشتہ اور بجذابیستہ
کو سمجھانے لگے کہ کیا بات تجھکو بھائی کونسی چیز تیرے دل مین سمائی جو تو دن رات روتی چلاتی ہے اور اپنے
مان باپ کو ناحق غم والم مین رکھتی ہے کہا لے شیخ محبت خدا میرے جی کو بھاگئی دل و جان مین سما گئی اور
رونیکا مزا چکھا گئی چشمۂ چشم سے ندی نالے بہا گئی پس اگر دولت دیدار پروردگار اس بے نصیب کو
نصیب ہے تو دونون آنکھیں یا ایسی دو ہزار اور نثار دیدار لقائے پروردگار ہین ورنہ ہونا نہونا انکا
بیکار ہونے سے نہونا خوشگوار ہے **شعر** آدمی دیدست باقی پوست ست ٭ دید آن دیدہ کہ دیدہ دوست ست ٭
اور دیدۂ حق دیدہ ہر دم بے چین و ناشکیبا ہے ہان اگر چین ہے تو دولت دیدار جناب باری یا گریہ وزاری
مین ہے واللہ کوئی چیز زیادہ مزیدار ذوق دیدار پروردگار سے نہین اور اشک تر کی لذت نزدیک عاشق کے وصال
یار سے کم نہین **حکایت** نقل ہے کہ بصری مین ایک امیر کے اولاد نہ تھی رات دن اسی غم والم مین رہتا
تھا اور مال و منال دنیا سے کچھ مزہ نہ پاتا تھا قدرت خدا سے بعد چندے ایسا شکیل و جمیل لڑکا پیدا
ہوا کہ روشنی آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ کر دیا اور تمام عالم مین اُسکے حسن یوسفی کا غل و شور مچگیا

باپ نے زر و جواہر بیشمار نثار کیا کہ فقیر کو امیر اور ہر پریشان حال کو زر و مال سے مالا مال و خوشحال کردیا پھر بعد تھوڑی مدت کے انکو گویا شادی مرگ ہوگیا وہ اس عالم گذران سے گذر گیا اور جی کی آرزو جی ہی میں لے گیا مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ❊ پھر وہ دُرِ یتیم گرد و غبار یتیمی مین گرد آلودہ ہوا اور مادر مشفقہ غمزدہ کے سائے مین پرورش پانے لگا اور اس مصیبت زدہ کو بروز دیکھنے اس مردم دیدہ کے ایکدم قرار و چین نہ تھا رات دن اس گلبدن کی آرایش و زیبایش مین تن بدن کا ہوش نہ تھا خدا کے فضل سے آج کچھ کل کچھ شدہ شدہ ہوش پکڑنے لگا اور تمام عالم کو بیہوش کرنے لگا ہر جگہ سے گرد اُسکے حسن شہرہ آفاق کے اشتیاق مین آنے لگے اور دور و نزدیک کے امرا اُسکی مان کو پیغام بھیجے اور اُسکی مرضی دریافت کرنے لگے اسنے سب کو جواب صاف دیا گویا دل کباب کیا کہ جو لڑکی اُسکے حسن سے دو بالا ہوگی وہ اُسکے عقد مین آوے گی پس یہ سنتے ہی سب سن ہوگئے آپ سے کھو گئے مایوس ہو کر دل پکڑ کر خاموش ہو کر بیٹھ رہے کہ اُسکے برابر بھی جمال نہ دیکھا نہ سنا زیادہ کا تو کیا ذکر ہے اتفاقاً ایک مرتبہ ماں بیٹے چلے جاتے تھے اور عبداللہ بن یزید وعظ فرماتے تھے اور عذاب دوزخ سے ڈراتے تھے لذات جنت کا مزہ چکھاتے تھے اور حسن و جمالِ حوران بہشتی کا مژدہ سناتے تھے پس یہ دونون سنتے ہی لوٹ گئے مقصود دلی کو پا گئے اور اس آیۂ کریمہ پارہ ۱۹ اور سورۂ فرقان کا بیان تھا وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا ۝ یعنی جنت مین نہایت عمدہ مکان ہوا مین معلق جنت کے الو تارے سے چمکتے ہین اور ہر مکان کے تین سو دروازے ہین اور ہر دروازہ مقابل مکان عالیشان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہے جس دروازے سے جی چاہے اُنکی زیارت سے مشرف ہوا اور ہر مکان مین ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہے اور ہر ایک تخت ہزار طرح کے

فرش مختلف ہر ایک رنگ سے بکمال خوبی آراستہ ہو اور اوپر ہر فرش کے نور ہے اور نیچے رحمت حق کا
ظہور ہو اور ہر تخت کے نیچے چار نہرین جاری ہین کوئی آب شیرین کی کوئی شہد خالص کی کوئی دودھ تر دار
کی کوئی شراب خوشگوار کی اور ہر تخت پر حورین گوری بڑی آنکھون والی بکمال زرق و برق سے جلوہ
آرا ہین اور ہر حور ستر حلہ بہشتی ہر ایک رنگ سے بکمال خوبی آراستہ ہے پیدایش ہر ایک کی اس
لطافت سے ہے کہ سر انکا کافور کا اور سینہ عنبر کا اور سینے سے زانو تک مشک کا اور زانو سے ٹخنون تک
زعفران سے بنا ہو اور بکمال لطافت سے مغز پنڈلیون کا ایسا جھلکتا ہے جیسے سرخی مین سفیدی اور
سفیدی مین سرخی جھلکتی ہو اور ہر ایک حور کی ہواخواہی مین ستر ستر ہزار لونڈیان باندیان حاضر ہین کہ اپنی
مخدومہ کے بناؤ سنگار اور آرایش و زیبایش مین ہمہ تن معروف ہین کوئی ادھر سے اُدھر جاتی ہے
کوئی اودھر سے ادھر آتی ہو کوئی دل پریشان زلف پریشان سلجھاتی ہے کوئی سرگردان و حیران آئینہ
دکھاتی ہو کوئی خوشبو لگاتی ہو اُن مین سے اگر ایک بھی ایک نظر دنیا کی طرف دیکھے تو آفتاب و
ماہتاب کی روشنی کا چراغ گل کر دے پھر یہ دونون بیتابی سے گونہ تاب لا کر بول اُٹھے کہ یا حضرت یہ
کس خوش نصیب کے نصیب ہونگے فرمایا جو کوئی انکا مہر ادا کر دے گا وہی انکا خاوند ہو جائیگا کہا یا
حضرت مہر انکا کیا ہو فرمایا دن کو روزہ رکھنا پچھلی رات کو نماز تہجد کی پڑھنا اور گریہ و زاری کرنا اور
حج اور زکوٰۃ ادا کرنا اور وقت جہاد کے کفار سے لڑنا کہا سب مجکو بدل و جان منظور ہے پھر گھر آکے
چالیس ہزار درہم لیکر اُن عالم کے آگے سب تقسیم کر دیے اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ سب شرطین مہر کی ادا کرونگی
اور بلا شک اپنے چاند کو حوران بہشتی سورج سی جھلکتی سی بیاہونگی اور اپنے گھر کو رشک تاب آفتاب اور
ماہتاب کرونگی پھر رات اور دن عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے اور ہر دم جہاد کی تلاش مین
رہتے تھے ناگاہ سُنا کہ عبدالواحد بن زید نے جہاد پر کمر باندھی اور تمام شہر مین منادی کرادی ہے کہ جنت کھلی
ہے اور دوزخ کی آگ بجھتی ہے جسکا جی چاہے جنت کے مزے اُڑاے اور عذاب دوزخ

ے اپنے تئیں بچانے کہ اب وقت جہاد ہے اور سب شرائط اسکی بلا شک مہیا ہین اور مرنے
مارنے مین دونون طرح جیت ہی جیت مرے شہید ہو مارے انھین تو غازی ہو۔ یہ ارادہ ہو کہ
ہر طرح سرفرازی ہو۔ یہ سنتے ہی چارون طرف سے جہادی مور و ملخ کیطرح یکایک ٹوٹ پڑے اور
آناً فاناً مین دل کے دل بادل سے جمع ہو گئے جوان بھی اُس میدان محک امتحان ایمان مین
مسلح بجلی سا چمکتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا آیا مادر مشفقہ نے بکمال خوشی دل رخصت کیا جی جان کو
اسکے ہمراہ کیا اور کہا ای جان جان نثاری کرنا جانداری نکرنا بیت زندگی در مردن ودر
محنت ست۔ آب حیوان درون ظلمت ست۔ پھر مقابلہ ہونے لگا جنتی جنت مین اور
دوزخی دوزخ مین جانے لگے یہ جوان جماعت کفار مین بجلی سا کالی گھٹا مین چمکتا تھا
اس طرف سے اُس طرف اور اُس طرف سے اس طرف مارتا ہوا نکل جاتا تھا اور کسی کا
زخم نہین کھاتا تھا پھر سب جماعت اہل اسلام اسکی دلیری دیکھکر عاشق زار ہو گئے ہر چند اسکو منع
کرتے تھے کہ تو سبقت نکر کہ تو ابھی رنگ ڈھنگ جدال و قتال سے اصلا واقف نہین ہے اسے
رشک قمر تیرے مرنے سے تمام لشکر بموت مر جائیگا کہا مجکو اپنی جان بھاری ہے باغ جنان کی لذت
پیاری ہے وہان کی بہارین نظر آتی ہین حوران بہشتی جلوہ دکھاتی ہین چنانچہ ستر ہزار حور سراپا نور
حلۂ بہشتی اور تاج جواہر سے بکمال خوبی آراستہ سر و آہین بھرتی ہین گرمجوشی محبت دکھا کر
کہتی ہین کہ واللہ اعلم اب ہمکو دولت وصال عدیم المثال اس خاوند کی نصیب ہوگی کہ ابھی
تو وہ لڑتا ہے یہ سنتے ہی سب ساکن ہو گئے اسکی زندگی سے مایوس ہو گئے پھر اُس جوان با ایمان
نے تلوار میان سے نکالی اور گھوڑے کی باگ اُٹھا کر لشکر کفار مین گھس پڑا اور اور دشمن جب لشکر اشقیا
نے دیکھا کہ سب کو مارتا ہے اور کسیکی مار نہین کھاتا چارون طرف سے اکٹھے ہو کر ایک مرتبہ اُسپر
ٹوٹ پڑے اتفاقاً کسی سنگدل کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا زمین پر آیا اور راہ خدا مین

جان نثار ہوگیا جب یہ خبر وحشت اثر لشکر اسلام مین پونہچی سب نعرہ مارکے بیقرار ہوگئے اور کف
افسوس ملکر اور زندگی سے ہاتھ دھوکر لشکر کفار سے بھڑ گئے حمایت الہی سے قریب عصر کے فتحیاب
ہوئے اور اس جوان باایمان کو بدل و جان ڈھونڈھنے لگے ناگاہ ایک مقام پر دیکھا کہ زخمون
سے چور ہے اور تمام عالم اُسکے نورانی چہرے سے معمور ہے چہرہ نورانی کی چمک سے آنکھین تلملاتی
تھین اور اُسکے خون کی خوشبو مُشک و عنبر کو شرماتی تھی پھر باعزاز و اکرام تمام اُسکو کفنا دفنا دیا اُسکی
ماں نے اُسکو خواب مین دیکھا کہ تخت بہشتی پر کمال جاہ و حشم سے جلوہ فرما ہے پوچھا کہ اے بیٹا
سب مقصد دلی تیرے پورے ہوئے کہا کہ ہان جب زخمون سے چور ہوکر گھوڑے سے گرا تو حور عین
ہی کی گود مین گرا - **حکایت** نقل ہے سلمان رازیؒ سے کہ مین ایک مرتبہ واسطے زیارت انبیا
علیہم السلام کے بیت المقدس کو جاتا تھا ناگاہ ایک لڑکی راہ مین ملی کہا اے شیخ کہان جاتے ہو
مین نے کہا بیت المقدس کو جاتا ہون کہا آؤ مصافحہ کرو اور آنکھین بند کرو مین نے مصافحہ کرکے بعد
لمحہ کے آنکھین کھولدین دیکھون تو بیت المقدس مین موجود ہون یہ ماجرا دیکھکر متحیر ہوگیا دو تین
درہم اکل حلال سے میرے پاس تھے وہ اُسکو دینے لگا اور معذرت کرنے لگا وہ مسکرا کے کہنے لگی کہ
مجکو حاجت نہین ہے ناگاہ دیکھون تو اُسکے دونون ہاتھون مین دینار سرخ ہین کہا کیا تمھارا اللہ پر
بھروسا نہ تھا جو گھر سے خرچ لیکر نکلے - **حکایت** نقل ہے حضرت شیخ شبلیؒ کے چھوٹے بھائی سے کہ مین
لڑکپن مین کسی امیر کے مکتب مین پڑھتا تھا اور احمد بن اسکاف کا لڑکا بھی وہان پڑھتا تھا اتفاقاً اسکاف
کے لڑکے اور امیر کے لڑکے سے نہایت موافقت ہوگئی اسکاف کا لڑکا اسپر ایسا فریفتہ تھا کہ بے دیکھے
امیرزادے کے ایک گھڑی چین نہ تھا ناگاہ ایک اور امیر حسب اتفاق مکتب مین آیا اور سب لڑکون کا حال
دریافت کیا اسکاف کے لڑکے کو غریب جانکر اُٹھا دینے کا حکم دیا کہ اسکی صحبت امیرزادے کو مضر ہوگی
معلم نے مجبور ہوکر اُٹھا دیا چند روز کے بعد سُنا کہ اسکاف کا لڑکا بیمار ہے اسواسطے کہ بات دن آتش

فراق امیرزادے سے جلتا تھا اور زار زار روتا تھا آخرکار بیمار ہو گیا حسب حال شاہ جناب کے لاتا شعر
عاشقی پیداست از زاری دل ٭ نیست بیماری چو بیماری دل ٭ جب میرزادے کو خبر ہوئی اُس نے
آدمی بھیجا اور پوچھا کہ کیا حال ہے اور کس مرض مین گرفتار ہے ملازم گیا اور سلام و پیام پونچایا اُس دل
کباب نے جواب دیا کہ یہ تمھاری محبت کا گرفتار غم مہاجرت سے بیمار ہے ۔ کوئی دم کا مہمان ہے جسم بیجان
اور جان بر لب ہے ملازم آیا اور پیام بیچارہ کا لایا واللہ اعلم کس ناز و نیاز سے اُسنے کہا کہ جلدی جا اور اُس
دلدادہ سے کہدے کہ اگر مجھپر مائل ہے تو بیہان پہونچنے مین کون سی چیز حائل ہے ملازم گیا اور پیام اسکا کہا
اُسنے کہا تو ذرا توقف کر اور تھوڑی دیر کے بعد بدون طلب اندر آ کر طباق ڈھنکا ہوا لیجانا اور امیرزادی کو جلدی
پونھچانا پھر بعد ایک ساعت کے ملازم امیر کا اندر گیا اور طباق ڈھنکا اور لڑکا زمین پر پڑا پایا وہ طباق اُٹھا کر امیرزادے
کے آگے لیگیا اور اُس سے سب ماجرا بیان کیا اُسنے رومال اُٹھا کر دیکھا تو دل تڑپتا پایا دیکھتے ہی اُسکا بھی دل تڑپ گیا
خادم سے کہا جا اور اُس دلدادہ کی خبر لا خادم فوراً گیا اور اُس جاندادہ کی خبر لایا کہ جان بحق تسلیم ہو گیا

حکایت

نقل ہے بادشاہ بغوالکبیر ترکی سے کہ ایک لڑکی اُسکی نہایت شکیلا اور جمیلہ تھی یکایک دنیا اور معاملات دنیا
سے اُسکو نفرت آگئی اور آدمی کیصورت سے بیزار ہو گئی حتیٰ کہ مجنون مشہور ہوئی آخرکار بادشاہ کو بھی یہ خبر
پونھچی سنتے ہی از بس بیقرار ہو گیا اور ہر طرف کے طبیب بلائے اور معالجہ شروع کیا کسی کے معالجے سے فائدہ
نہوا آخر تنگ آکر حکم دیا کہ جو کوئی اسکو اچھا کریگا اسی کے ساتھ اسکا نکاح کیا جائیگا یہ حال سنکر ایک جہان
جمع ہو گیا کوئی بیمار ذوق جمال و وصال کوئی گرفتار شوق حصول مال و منال الغرض ہر ایک بلباس طبیب طلب
اُس صید مین آیا اور تمام عالم گرفتار اس مرض عالم گیر نے اپنے مرض کی دوا اُس مریضہ محبوبہ کو پایا ہر ایک
دعویٰ حکمت کا کرنے لگا کوئی اقسام امراض گنتا تھا کوئی حرکات نبض بیان کرتا تھا آخرکار سب نے نوبت بنوبت
معالجہ کیا مگر کچھ افاقہ نہوا تب بادشاہ نے غیرت کھا کر غضب مین آکر سب کو قتل کرا دیا پھر بھی طمع زر و مال
اُس دلدار صبیح جمال بالکمال سے کوئی باز نہ آیا جو خبر پاتا آکر معالجہ کرتا تھا جب افاقہ نہوتا مارا جاتا تھا

شعر بدوزد طمع دیدهٔ ہوشمند * در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند * ناگاہ یہ خبر حضرت ابو الحسن نوری کو پہونچی بہت
متاسف ہوئے اور کہا کہ مفت سارا جہان جان سے مارا جاتا ہی اب اس بلا کو دفع کرنا اور سب مخلوق الٰہی کو
بلا سے بچانا فرض وقت اور عین مصلحت ہی چنانچہ حضرت ابو الحسن وہان تشریف لے گئے پوچھا کہ وہ بیمار کہان
ہی کسی نے کہا کہ جب اُسکے اچھے ہونے کی طرف سے مایوس ہو گئے ناچار ہوکر اُسکے علاج لاعلاج سے سب نے ہاتھ
اُٹھایا اور اُسکو مطلق العنان کر دیا اب وہ پردہ نشین بطور مجنونانہ ہر جا بے پردہ پھرتی ہی اور جنگل مین فلان مقام پر
رہتی ہی پھر آپ اُسجگہ تشریف لیگئے اور باواز بلند اعوذ اور بسم اللہ پڑھکر سورۂ بقر پڑھنی شروع کی پس ناگاہ
لڑکی چیختی چلاتی آئی کہا ای ابو الحسن نوری رحمت اللہ کی تم پر ہو تم میرے پیارے خدا کا کلام پڑھتے ہو
مین نے حیرت مین ہوکر کہا کہ تو نے کیونکر میرا نام اور اللہ کا کلام معلوم کیا تجکو کس نے بتایا کہا ای شیخ جسنے
تمسے صاحب کمال کو یہان بھیجا اور مجکو اس حال مین خوشحال کیا اسی نے بتایا اگر مین ایسی نہوتی تو
دنیا اور دنیا والون سے کیونکر نجات پاتی اور اس قسم کی باتین کرتی کہا **اشعار** کار ما از خلق شد برما دراز *
داد ازین مشتے گدائے بے نیاز * تا نگردم از خود و از خلق پاک * بر نیاید جان ما از حلق پاک *
ہرچہ غیر شورش و دیوانگی ست * اندرین رہ دوری و بیگانگی ست * پھر اُسنے مجھسے سورۂ آل عمران
تک پڑھوایا پھر مین نے کہا کہ عورت ہوکر تجکو اس ٹوٹے حال مین رہنا زیبا نہین کپڑے پہنکر اپنے باپ کے
پاس چل کہ ہمارا تیرا عقد ہو جاوے کہا مجکو اسباب کی رغبت نہین ہی کہ **اشعار** وقت آن آمد کہ من عریان
شوم * جسم بگذارم سراسر جان شوم * ہر کہ اندر عشق یابد زندگی * کفر باشد پیش او جز بندگی *
نعرۂ مستانہ خوش می آیدم * تا ابد ایجان چنین می بایدم * کہا بدون عقد کے باہم کلام و پیام درست
نہین ہی پھر ہم تم باہم ہوکر زیارت بیت اللہ کو چلین گے کہ ہر سال وہان لاکھون آدمی جاتے مین
اور حج کرتے ہین یہ سنتے ہی بیخود ہو گئی دریائے محبت الٰہی مین ڈوب گئی اسی حال مین جناب الٰہی مین
رو کر عرض کرنے لگی کہ اے مالک میرے تو نے اپنے فضل و کرم سے اپنی محبت کا مزہ

چکھایا اور سب دنیا اور لذات دنیا سے چھڑایا اور اپنا گھر کہ لاکھون آدمی اسکی زیارت سے مشرف ہوتے
ہین آج تک مجکو نہ بتایا نہ دکھایا لونڈی کو کیا خطا وار پایا جو ایسی دولت سے محروم رکھا پھر
یکایک جوش محبت الٰہی مین بھر گئی دریا سی ابل گئی اور ایک طرف کمال تیزی سے چلی مین بھی
اسی وقت اُسکے ساتھ ہوا ناگاہ ایک مقام شاداب پر پہونچی کہ ہر طرف نہر جاری تھی آگے چل کے کیا
دیکھتا ہون کہ وہ طواف کعبہ مین مصروف ہو رہی ہی اور خوشی سے پھولی نہین سماتی ہی کہا ای شیخ جسکے جی
جان مین خدا کی محبت رچ گئی وہ خودی سے گزر گئی اور خدا کی خاص لونڈیون مین ہو گئی اسکو زیارت
کعبہ آنے کو کچھ زاد راحلہ وغیرہ کی حاجت نہ رہی اسواسطے کہ **اشعار** عقل ودلہا بیگمانہا عرشی اند؛
وحجاب از نور عرشی می زنید؛ عقل ہر عطار کاگہ شد انزو؛ طبلہا راریخت اندر آب جو؛ گر کشاید
دل سرا نبان راز؛ جان بسوے عرش سازد ترک و تاز؛ بلکہ خالص بندون کے واسطے کعبہ اپنے
مقام سے اُٹھ جاتا ہی **حکایت** نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب دہن اپنا واسطے ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کے امیر معاویہ کے منہ مین امانت رکھا اور ارشاد کیا کہ فلان ایام شہر فلان محلے مین
فلان نام کے لڑکے کو یہ میری امانت سپرد کر دینا چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور اپنے
وقت پر اس حکم محکم کو تعمیل کیا پھر اس دولت خداداد نے امام کو وہ رتبہ بخشا کہ اُنکے پیرو کیسے کیسے
خدا رس ہوئے کہ ہر کس وناکس پر مانند آفتاب روشن کے بخوبی روشن ہے و

باب پندرھوان غلامون اور لونڈیون کی عبادت اور خدا آگاہی مین

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام موسم گرمی مین بطریق سیر جنگل مین پھرتے
تھے اتفاقاً بمقتضاے عالم بشریت بسبب شدت گرمی کے کمال تشنگی سے بیقرار ہوئے ہر چند
پانی تلاش کیا کہین پانی کا قطرہ نہ پایا ناگاہ ایک حبشی بکریان چراتا نظر آیا اُس سے سلام علیک کی

اُسنے کہا وعلیکم السلام یا خلیل الرحمن حضرت نے بہت تعجب کیا کہ اس انجان نے میرا نام کیونکر جانا بعدہ فرمایا کہ مجکو پیاس کی شدت ہی تھوڑا سا دودھ پلا کر پیاس بجھے کہا آپ سرد پانی یا دودھ پیئین فرمایا یہان آب سرد کہان وودھ ہی غنیمت ہو اُسنے پہاڑ پر لاٹھی ماری ناگاہ ایک چشمہ آب شیرین کا جاری ہو گیا کہ شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ سرد تھا آپ نے خوب سیر ہو کر پیا اور کمال تعجب سے قدرت الٰہی کا تماشا دیکھتے تھے کبھی اُسکا مُنھ تکتے تھے کبھی آسمان کی طرف دیکھتے حبشی آپ کے تعجب پر متعجب ہو کر کہنے لگا ای خلیل اللہ قدرت اللہ مین کیا تعجب کرتے ہو ابھی اس پہاڑ کو اشارہ کرون تو اپنے مقام سے الگ ہو جا اُسی وقت ہو جائے پھر آپ نے یکایک دیکھا تو حقیقت مین پہاڑ اپنے مقام سے الگ ہوا مین معلق ہی پس حضرت خلیل اللہ قدرت رب جلیل سے زیادہ تر حیرت مین آ گئے کہ اللہ اکبر اس ادنیٰ درجے کے آدمی کو یہ عالی درجہ حاصل ہی پھر حمد وثنای جناب باری مین محو ہو گئے حضرت جبریل علیہ السلام اسیوقت تشریف لائے کہا ای ابراہیم اسقدر کیون حیرت مین ہو اگرچہ یہ غلام حبشی بظاہر خوار زار ہی مگر مرتبہ اسکا عند اللہ مجید و بیشمار ہی کہ جو دعا کرے رب العزت اُسکے کمال مرتبہ اور وجاہت سے اسی وقت قبول فرما وے اور ذرا توقف روا نہ رکھے اشعار ۔ از برای امتحان خوار و یتیم ❊ لیک اندر سر منم یار و ندیم ❊ پیش خلقان خوار و زار و ریشخند ❊ پیش ما محفوظ و مقبول و پسند ❊ ف‍ـــا حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کوئی حق پرست غلام مول لینے گئے تھے ایک غلام کو پسند کیا اُس سے پوچھا کہ تو ہمارے پاس رہنے کو راضی ہی اُس نے کہا غلام کو کیا عذر ہی کہا تیرا نام کیا ہی کہا جس نام سے پکارو کہا کیا کھاتا ہی کہا جو کھلا دیجیے بہت خوش ہو کر اُس غلام کو خرید لائے غلام نے عرض کیا دن بھر جو کام چاہے سو لیجیے مگر رات کو معاف کیجیے کہ رات کو مجھسے آپ کا کچھ کام نہو سکیگا مالک نے کہا بہتر ہی پھر تمام دن کام کاج آقا مین مصروف رہتا اور بعد نماز عشا کے واللہ اعلم کہان غائب ہو جاتا اسی طرح سے

عرصہ دراز گذرا اور مالک اُس کے حال کچھ آگاہ نہ تھا اتفاقاً ایک روز آقا کے جی مین
آیا دریافت کیا چاہیے کہ یہ غلام رات بھر کہان غائب رہتا ہی اور کس مرض مین گرفتار
ہی مبادا کسی کار بد اطوار مین گرفتار ہو اور ناحق ہماری بدنامی ہو سب جگہ ڈھونڈھا کہین
نہ پایا ناگاہ دیکھا کہ ایک خراب خستہ مکان روشنی سے روشن ہی متعجب ہو کر پاس جاکر
دیکھا تو ایک قندیل نوری روشن ہی اُس کی روشنی سے سارا مکان نور سے معمور ہی اور غلام
عبادت الٰہی مین مشغول ہی جب نماز سے فارغ ہوا گڑگڑا کر زار زار رونے لگا کہ اے
میرے مالک اے میرے خالق اے کریم اے رحیم رات گذری سب نامرادون نے اپنی
مراد پائی دنیا والون نے دنیا کی مراد حاصل کی اور اللہ والون نے نعمت آخرت کی لذت
اُٹھائی اس غلام طالب دولت دیدار خود بدولت کو بھی اپنی مین عنایت اور بندہ نوازی
سے مراد دلی کو پہونچا اور کشایش غم و الم سے چھڑا آقا یہ حال دیکھتے ہی بیتاب ہو کر اسکے
پیرون پر گر پڑا اور بہت معذرت کرنے لگا غلام نے سر اٹھا کا یہ حال دیکھکر جناب باری مین زاری
کی کہ خداوندا ابتک میرے راز سے سوا تجھ رازدار کے کوئی واقف نہ تھا اب سب پر آشکار
ہو گیا پس اب کچھ لطف زندگی اور بندگی کا نہین رہا جلد مجھے قید ہستی سے چھڑا اور اپنے
پاس بلا بقول حافظؔ اشعار رواہ دار خدایا کہ در حریم وصال ✤ رقیب محرم حرمان نصیب
من باشد ✤ بیان شوق چہ حاجت کہ حالِ آتش دل ✤ توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد ✤
پس یکا یک وہ رحلت کر گئے اور آقا ویسے ہی معذرت کرتے قدمون پر پڑے رہے ✤
حکایت نقل ہی کہ حضرت لقمان علیہ السلام بدن کالا اور دل مین اُجالا روشن رکھتے
تھے جیسے کہ حضرت سعدیؔ فرماتے ہین **شعر** شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود ✤ نہ تن
پرور و نازک اندام بود ✤ اور خدا پرستی مین خودی سے گذر گئے تھے واللہ اعلم کس حکمت

اور مصلحت سے غلامی اختیار کی تھی پھر اُنسے کسی کسان کے ہاتھ بیچ ڈالا دن بھر اُسکے کام مین حاضر رہتے بعد نماز عشا کے آقا کو سلا کر علیحدہ جا کر عبادت الٰہی مین مشغول ہوتے بعد آدھی رات کے آقا کو آکر جگاتے کہ اے آقا یہ وقت غفلت کا نہین ہی جنت طرح طرح کی آرایش سے آراستہ ہو رہی ہی اور دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہی اور عنایت الٰہی مغفرت تمام بندگان عاصی کا انتظار کر رہی ہی کہ جو کوئی گریہ وزاری جناب باری مین کرے اُسکو طوفان عصیان سے نجات دے بلکہ بطور انعام واکرام سے دامان دل وجان کا لبریز کر دے پس جو کوئی عذاب دوزخ سے ڈرے اور جنت کے مزون پر مرے کیونکر غفلت مین رہے آقا کہتا اے غلام اللہ غفور رحیم ہی سب بندگی اور بے بندگی والون کو بخشتا ہی ناچار ہو کر حضرت لقمان علیہ السلام پلٹ جاتے اور پھر عبادت الٰہی مین مصروف ہوتے پھر بخیال نمک حلالی کے آقا کو جا کر جگاتے وہ پڑا حیلہ حوالہ کرتا اور خواب غفلت سے آنکھ نکھولتا یہان تک کہ صبح ہو جاتی پھر آپ نماز صبح کی پڑھ کے اُسکو جگاتے کہ صبح ہو گئی سب جانور یاد الٰہی مین مصروف ومشغول ہین اسی طور مدت دراز گزری ایکمرتبہ آقانے جو بونے کو دیے حضرت لقمانؑ نے جو کو چنے سے بدلکر کھیت مین بو دیا بعد عرصہ دراز کے اتفاقاً ایکمرتبہ آقا ہمراہ لقمانؑ کے کھیت پر گیا دیکھا تو چنا جما ہی کہا اے لقمان مین نے جو بونے دیے تھے چنا کہان سے جما لقمانؑ نے کہا کیا اللہ کریم وقادر نہین جو جو کو چنا کرے وہ بولا بلاشک اللہ کریم وقادر ہی مگر چنے بونے سے جو نہین جمتے کہا اے آقا ایسا ہی تو اپنا حال قیاس کر جب تو غفلت کی نیند سے سووے گا جنت کی نعمت کا مزا کیونکر پاویگا اور صلحا کے درجے کو کیسے پہونچیگا ۔

حکایت نقل ہی کہ ایکمرتبہ ایک حق پرست لونڈی خریدنے بازار کو گئے دیکھا کہ ایک لڑکی بد شکل مسمات اوزان بکتی ہی اور کوئی اُس کا خریدار نہین یہ اُس کے پاس گئے اور کہا تو ہمارے ساتھ چلنے کو راضی ہی اُس نے ہنس دیا اور کچھ جواب نہ دیا خریدار نے جی مین کہا یہ لڑکی کچھ باولی سے ہی

وہ بولی مین تو باؤلی نہین ہون مگر محبت الٰہی مین میرا جی باؤلا ہی یہ حیرت مین سمجھے کہ الٰہی
جی کی بات بتانا اسکو کسنے بتلایا کہا سبحان اللہ آپ کے اچنبھے پر مجکو اچنبھا آتا ہی کہ جی کی
بات بتانیوالا اور سکھانیوالا سواے رازدان حقیقی کے کوئی اور بھی ہی جو تم متعجب ہوتے ہو پھر بہت
خوش ہوے اُس کو خرید کر گھر لائے کہ یہ تو عجب نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگی پھر اُس لڑکی نے
کہا ای آقا کچھ قرآن مجید پڑھ کہ بلاشک کلام الٰہی مُردہ دلون کو زندہ دل کرتا ہی اور سیاہی
دل کو روشنائی سے بدل دیتا ہی اور روشند لون کو زیادہ جلا دیتا ہی پھر آقا نے بسم اللہ
شروع کی بس بسم اللہ کے پڑھتے ہی چیخ مار کے ایسی بیہوش ہوگئی گویا کہ مر گئی جب کچھ افاقہ
ہوا کہا ای آقا سبحان اللہ کیا پیارا نام ہی اللہ پیارے کا کہ سُنتے ہی جی جان ہاتھ سے جاتا ہی
اللہ اللہ لذت گفتار تو اس درجہ ہی کہ میرے جی کو جلا دیتی ہی کیفیت دیدار واللہ اعلم کسدرجہ کی ہوگی
اور کیا کیفیت دکھاتی ہوگی ای خدا برای خدا وہ دولت دیدار خوشگوار بھی عین عنایت سے عنایت
کر اشعار نوبہار حسن گل دہ خار را ✚ زینت طاؤس دہ این مار را ✚ چون آبروی لالہ و گل حسن فیض
تست ✚ ای ابر لطف برمن خاکی ببار ہم ✚ چون کائنات جملہ ببوئی تو زندہ اند ✚ ای آفتاب
سایہ ز من برمدار ہم ✚ جب رات ہوئی آقا نے کہا اپنا بستر لا اور ہمارا بچھونا بچھا کہا کہ اے
آقا راحت جنت مین ہی اور آرام باغ ارم مین دنیا مقام مشقت و محنت ہی نہ جاے راحت و
فرصت موت سر پر کھڑی ہی زندگی گھڑی دو گھڑی ہی یہان قیام مسافرانہ ہی گھڑی ساعت
مین اس عالم اسباب سے اُٹھ جانا ہی اور اُٹھنے والے مکان سے جی پہلے اُٹھتا ہی اور سامان
پیچھے جو سوؤ یا سو کھوؤ یا قبر مین خوب نیند بھر تا قیامت سونا ہی شعر سونے لگتے ہین یہ نظرون مین محل
ہونے کے ✚ اب چلے آتے ہین دن گور مین چل سونے کے ✚ آقا نے کہا تھوڑا بہت سونا
بھی ضروریات سے ہی کہا ای آقا محل انصاف اور جاے غور ہی کہ جس کا مالک جاگے وہ کیونکر

پانون پھیلا کے سوئے جو آقا ہر دم ناظر ہو اُسکا غلام کیونکر غیر حاضر ہو طالب ہوئے کہین سوتے
ہین عمر عزیز کو خواب خرگوش مین کہین مفت کھوتے ہین عشاق کو نیند حرام اور جاگنا حلال ہر اگرچہ
غلبۂ نیند سے حلال ہون مگر خدا سے ایکدم جُدا نہون چنانچہ مولانا فرماتے ہین **شعر** راسخان در تاب
انوار خدا ۔ نے بہم پیوستہ نی از ہم جدا ۔ ایکمرتبہ مجکو بھی نیند نے بہت تنگ کیا مین نے کہا ایسے
جینے کو سلام ہر جو رات بھر سوے اور دن بھر کھاوے **حکایت** نقل ہر کہ عبد اللہ بن مبارک نے ایک غلام
کو مکاتب کیا فرمایا اسقدر مدت تک تو مجکو ہر روز ایک درہم لا دیا کر بعد پوری ہونے مدت کے تو
آزاد ہر چنانچہ غلام حسب الحکم آقا کے صبح کو ایک درہم لا دیتا تھا چند عرصے کے بعد عبد اللہ بن مبارک ؒ
سے کسی نے کہا کہ یہ غلام مُردونکے کفن چُرا کر بیچتا ہر اُسمین سے تم کو بھی ہر روز ایک درہم دیتا ہر اگرچہ شک
ہو تو اپنی آنکھ سے دیکھ لو انکو نہایت رنج ہوا کہا استغفر اللہ مین کس بلا مین مبتلا ہوا ایسے درہم سے
ہم باز آئے پھر مجبور ہو کر چپکے سے رات کو غلام کے پیچھے ہو لئے وہ سیدھا قبرستان کو گیا
وہان ایک قبر سی تھی کھول کر اُسمین گھس گیا تب مجکو یقین کامل ہو گیا کہ یہ بے شک کفن چور ہر
جب اُسکو عرصہ ہوا مین نے پاس جا کر دیکھا کیا دیکھتا ہون کہ ایک بڑا عمیق غار ہر اُسمین ایک
محراب ہر غلام وہان پر پوشاک نفیس پہنے ہوئے یاد الٰہی مین بیتاب ہر جب فارغ ہوا تو سجدے
مین سر رکھکر زار و نزار رونے لگا اور بہت عاجزی سے گڑگڑا کر عرض کرنے لگا کہ بارِ خدایا
دن کو حاضری کی فرصت نہین پاتا معاف فرمانا اب صبح ہوئی آقا درہم مانگیگا سواے تیرے
مجکو اس غم سے کون چھڑانیوالا ہر ناگاہ آسمان سے ایک نور آیا اُس مین سے ایک درہم اُسکے پاس
آگیا وہ لیکر اور غار کو مٹی سے بند کر کے بصورت قبر بنا کر اُسنے چلنے کا قصد کیا کہ عبد اللہ بن مبارک ؒ یہ
حال دیکھکے بیتابی سے تاب نہ لاسکے دوڑکر اُسکو لپٹ گئے اور ہاتھ پیر چومنے لگے غلام نے جب یہ ماجرا
دیکھا جناب باری مین کمال گریہ و زاری کی کہ خداوندا ابتک یہ راز چھُپا تھا اور آب آشکارا ہو گیا اب لطف

زندگی و بندگی باقی نہین رہا ای خدا برا ے خدا مجکو دنیا سے اُٹھا اور اپنے پاس بُلا حافظ
از در خویش خدا را بہشتم مفرست + کہ سر کوے تو از کون و مکان ما را بس + نیست ما را بجز انفعل
تو در سر ہوسی + این تجارت ز متاع دو جہان ما را بس + پھر جان بحق تسلیم ہو گیا عبد اللہ ویسی ہی
معذرت کرتے رہے جب آگاہ ہوے تو بہت زار زار روئے کہ افسوس دولت ایمانی اور گنج پنہانی
کی حقیقت سے مین آجتک واقف نہ تھا آج واقف ہوا تو دست تاسف ملا اور اُسکو اُس کے ہی
کپڑون مین بجوبی کفنا و دفنا دیا اور یہ قصہ اور احباب سے نقل کیا پھر اُسی رات کو عبد اللہ بن مبارک نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکھا کہ
بُراق پر سوار ہین اور فرماتے ہین ای عبد اللہ ایسے ولی اللہ کو اُن ہی کپڑون مین دفنا دیا
حکایت نقل ہی کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ابتدا مین کسیکی خدمت گذار تھین سارے
دن اُسکی تابعداری مین حاضر رہتین رات کو آقا کو سُلا کر علیحدہ مکان مین جا کر تمام رات عبادت
الٰہی مین مشغول رہتین اسی طرح عرصہ دراز گذرا کہ دن کو روزہ رکھتی تھین اور رات کو عبادت
کرتین ایک مرتبہ **اتفاقاً** آقا نیند سے چونکا رابعہ کو نہ پایا متعجب ہو کر ہر طرف دیکھنے لگا
ناگاہ ایک خالی مکان سے آواز آئی دیکھا تو رابعہ سجدے مین پڑی زار زار روتی اور گڑگڑاتی
ہین کہ خداوندا تو خوب جانتا ہی جیسا تیری لونڈی کا جی تیری بندگی کو چاہتا ہی مگر کیا کرون
دن کو تابعداری آقا سے فرصت نہین ملتی رات کو اُسکے سونیکے بعد تیری تابعداری مین جی جان
سے حاضر ہون جو کچھ بندگی بن آتی ہی کرتی ہون اور حق بندگی کا بجا لاتی ہون اگرچہ ایسی بندگی
اور سر افگندگی سراپا شرمندگی میری ہرگز قابل قبول نہین ہی مگر ہان تو سب قابل ہے
بھلی بُری سب قبول فرماتا ہی **ابیات** کالۂ کہ ہیچ خلقش ننگرید + از خلافت آن کریم
آن را خرید + ہیچ قلبی پیش او مردود نیست + زانکہ قصدش از خریدن سود نیست + مولا میرے

اگر تو مجکو اپنے تابعدار رکہتا تابعدار نکرتا تو تجھ سے پیارے مہربان کو چھوڑ کر مین کیون کسی کی
تابعداری کرتی اور جی کی آرزو جی ہی مین خون کرتی مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ +
یہ ماجرا دیکھکر آقا کے ہوش اڑ گئے اور ہیبت الٰہی جی مین سما گئی جیسا کہ جناب مولانا ارشاد
فرماتے ہین شعر ہر کہ ترسید از حق و تقوی اگزید + ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید چپکے
سے آکر لیٹ رہا اور تمام رات چین نہ پڑا صبح کو رابعہ کو بلا کر بہ کمال تعظیم و تکریم پیش آیا
اور از حد معذرت کرنے لگا بعدہ بخوشی تمام آزاد کر دیا اُس وقت رابعہ خوشی سے
پھول گئین اور سب دُکھ درد بھول گئین آقا کے حق مین حق تعالیٰ سے دعا کرتی چلی گئین
پھر شہر کے باہر ایک خراب سے مکان مین رہنا اختیار کیا رات دن یاد خدا مین مشغول رہتین اور
جوش محبت الٰہی مین دریا سی اُبلتی تھین ایک مدت دراز تک اسی انداز سے گذری پھر مشقت اور
محنت رابعہ کی دیکھ کر کسی نے کہا تم کیون اسقدر رات دن جان مارتی ہو اور ایک گھڑی آرام
نہین لیتین کہ اللہ غفور رحیم نے اسقدر دُکھ اُٹھانیکو نہین فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یعنی بار حکم الٰہی کا آدمی کی طاقت سے ہرگز زیادہ نہین ہے کہا یہ سچ ہے مگر میرا مطلب
کچھ اور ہے یعنی قیامت کے دن اعمالنامے ہر اُمت کے اپنے اپنے نبی کے آگے مجمع انبیا علیہم السلام
مین کھولے جائینگے میرا اعمالنامہ جب حسن اعمال سے مالامال ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اُس مجمع مین کمال جاہ و جلال حاصل ہوگا کہ اللہ اکبر جب ادنی لونڈی امت محمدیہ کی اس درجے
کے خوبی اعمال رکھتی ہے تو اور احرار اور ابرار اس گروہ والا شکوہ کے کسدرجے کے اعلیٰ درجہ ہونگے
بعد اسکے خچر پر سوار ہو کر حج کو چلین ناگاہ راہ مین خچر مر گیا قافلے والون نے کہا تم کچھ تردد نکرو ہم
تمکو بخوبی سوار کر لینگے اور سب اسباب تمھارا رکھ لینگے کہا تم سب صاحبونکی مہربانی ہے مگر تم
چلو میری کچھ فکر نکرو ناچار ہو کر قافلہ آگے روانہ ہو گیا رابعہ نے زار زار رونا اور گڑگڑانا شروع کیا

کہ اے مالک میرے تونے اپنی لونڈی کو اپنے گھر کی زیارت کو بلوایا اور مین میرا خچر مرگیا سب
سامان سفر راہ مین پڑا ہی اور تیری لونڈی زار زار ہی بس تیری لونڈی ہوکر اب کیا کسی در کی
کہلاؤنگی یا اور کسی کی خوشامد کرونگی کیا تو میرے حال پریشان سے آگاہ نہین ہی ناگاہ قدرت
خدا سے وہ خچر زندہ ہوگیا اسپر سوار ہوکر جھٹ قافلے مین جا داخل ہوئین تمام قافلے والے یہ حال
دیکھکر حیران ہوگئے اور خچر ایسا خوش رفتار ہوگیا کہ بعد عرصہ دراز کے وہ خچر بقیمت معقول بکا
حکایت نقل ہی کہ ایک ضعیف آدمی کسی شہر کے گلی کوچے مین پھرتے تھے اتفاقاً پیاس سے
بیتاب ہوکر ایک مکان پر گئے اور پانی مانگا اندر سے ایک لڑکی آب سرد لائی اور پانی
پلاکر کہا اے شیخ دن کو پانی پینا تمھاری بزرگی سے بہت بعید ہی تمسے لوگون کو زیبا نہین
حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ ذوالنون مصریؒ رفع حاجت کو شہر کے باہر کنارے نہر کے
گئے جب فارغ ہوکر لوٹے دیکھا کہ کنارے شہر کے بلند مکان پر ایک لڑکی ازبس حسینہ اور
جمیلہ کھڑی ہی امتحاناً اسکی عقل دریافت کرنے کو پوچھا تو کون ہی کہا اے ذوالنون جبتک
تمنے طہارت نہ کی تھی تو مین نے تمکو مجنون تصور کیا تھا جب طہارت کی تو عالم جانا بعد اسکے
عارف سمجھی اب معلوم ہوا کہ نہ تم مجنون ہو نہ عالم نہ عارف کہا کیونکر کہا اگر مجنون ہوتے تو
طہارت نہ کرتے اور جو عالم ہوتے تو نامحرم عورت سے کلام نفرماتے اور نظر نہ کرتے
اور جو عارف ہوتے تو سوائے خدائے برحق کے کسی طرف نظر نہ کرتے ف ۳
حکایت نقل ہی حضرت ذوالنون مصریؒ سے کہ مین نے ایکمرتبہ حرم محترم مین عجیب حالت
دیکھی کہ ایک حبشی جسوقت چپکے چپکے کچھ پڑھنے لگتا تو چہرہ اسکا آفتاب سا روشن ہوجاتا
جب چپ ہوجاتا تو بدستور اپنی حالت اصلی پر آجاتا مین نے متعجب ہوکر پوچھا یہ کیا معاملہ ہی کہا
جسوقت ذکر اللہ کا کرتا ہون اسکی برکت سے ہمہ تن نوری معمور ہوجاتا ہون جب چپ ہوجاتا ہون

تو پھر حالت اصلی پر آجاتا ہون یہ نے کہا بحان اللہ ذکر اللہ کا کیا لطف ہا دصبا رکھتا ہی کہ غنچہ دلکو گل سا
کھلا دیتا ہی اور تمام دل و دماغ کو معطر کر دیتا ہی یا تاب عالمتاب رکھتا ہی کہ بال بال آفتاب سا چمکا دیتا ہی
حکایت نقل ہی یوسف بن حسین رازی سے کہ مین ایکمرتبہ مصر مین قبرستان کی طرف سے گذرا ناگاہ
ایک حبشی کو مقید دیکھا اُسنے میرا نام لیکر سلام علیک کی اور اپنے پاس بلایا مین حیران ہوگیا کہ الٰہی
میرا نام و نشان اسنے کیونکر دریافت کیا مین تو اسکی صورت سے بھی واقف نہین ہون کہا ای یوسف رازی
اپنے اوقات خاص مین اس خوار و زار و محبون کی طرف سے بھی جناب پروردگار مین عرض کرنا کہ تمھاری محبت
کی بدولت گھر بار بال بچے سب چھوڑ مگر قید کی ذلت و خواری ابتک نچھوٹی تمھاری قید کیا تھوڑی تھی جو اور ہوا و
ہوس کے قیدی کی قید مین مقید کر کے ذلیل و خوار کیا قسم ہی مجھے تیری عظمت و جلال کی کہ اگر ساتون آسمان
طوق گردن ہو جائین اور ساتون طبق زمین کے پانونکی بیڑی بنجائین تو بھی تجھے نچھوڑونگا تیری محبت سے منھ
نموڑونگا کہ تیری محبت کا تیر جی جان کے پار ہو گیا **ابیات** کب تیر نگاہون کے آسان نکلتے ہین ہو
جس دلمین کہ دھنستے ہین لے جان نکلتے ہین ٭ اشک دل سوزان ہی عاشق کی عذر کرنا ٭ ایسی ہی تو رونے
طوفان نکلتے ہین ٭ اپنے بندے یہ جو تم چاہو سو بیداد کرو ٭ پر کہین جی مین نہ آجاے کہ آزاد کرو ٭

باب سولھوان حاجتمندونکی حاجت چاہنے اور اہل اللہ کی حاجت نلانے کا مین

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کسی سائل نے جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین
عیالدار ہون اور شدت بھوک سے بہت بیتاب ہون کچھ سرکار والا سے عنایت ہو تو بال بچون
لیجا کر کھاؤن کھلاؤن اور پیٹ کی آگ اُس پانی سے بجھاؤن آنحضرتؐ نے گھر مین دریافت
فرمایا تو اتفاقاً کچھ اسوقت موجود نہ تھا فرمایا اس وقت کچھ نہین ہی پھر آنا اُس نے عرض کیا
یا رسول اللہ اس در دولت سے کیونکر محروم جاؤن کہ بال بچے سب منتظر ہونگے کہ سرکار جناب
رسول اللہ سے کچھ لاتا ہوگا تب جناب رسول کریم کرم عمیم مصداق آیۂ کریمہ بالمومنین رؤف رحیم

اس شکستہ حال کے حال پر بہت رحم آیا پھر گھر مین تلاش کرایا تاگاہ ایک عجمیہ یعنی ٹکڑا چاندی کا ملا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے مقسوم سے اسوقت یہی موجود ہی سائل بہت خوش و خرم ہو کر کمال تعظیم اور تکریم سے اسکو لیگیا اور سب گھر والون سے یہ ماجرا کہا وے سنکے زار زار رونے لگے اور اپنے نفس پر لعنت و ملامت کرنے لگے کہ اللہ اکبر جب وزیر اعظم شہنشاہ معظم کا یہ معاملہ ہی تو اور کسی کی کیا اصل ہی فی الواقع دنیا اور معاملات دنیا خواب و خیال اور سراسر وبال ہی پھر سب گھر والے اسوقت بطعام اسی کلام کے حسب حکم خالق انام اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ٥ شکم سیر ہو گئے پھر جب شدت بھوک سے جان بلب ہوئے تو اس عجمیہ کو از روے برکت و تعظیم کبھی چومتے کبھی آنکھون سے لگاتے کبھی منھ مین رکھتے پس منھ مین رکھتے ہی اسقدر شہد خالص اور دودھ مزیدار اس سے نکلا کہ جی جانکو شکرستان کر دیا اور بالکل بھوک پیاس کو مٹا دیا الغرض اسی طور باری باری سب منھ مین رکھتے تھے اور فضل باری سے شکم سیر ہو جاتے تھے اور حمد خدا اور نعت مصطفےٰ سے دل و دماغ معطر اور معنبر کرتے پھر اسکو کمال اعزاز و اکرام سے عمدہ کپڑے مین لپیٹ کر نہایت تکلف سے مقام مکلف مین رکھدیا کہ وقت حاجت کے حاجت رفع کرینگے دوسرے دن وقت ضرورت کے کھولکر دیکھا تو ایک جواہر بے بہا ہی کہ اسکی روشنی سے سارا گھر روشن ہو رہا ہی پھر اسکو بازار مین جاکر بیچا تو ساٹھ ہزار درم کو بکا پس یہ سب برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی ۔

حکایت نقل ہی کہ ایک شخص عیالدار بہت صابر و شاکر تھا اور بی بی اُن کی سخت بدزبان اور ناشکر تھی چنانچہ وہ اہل ایمان اُس بی بی سے ہردم الامان خواہان تھا موافق مقولہ حضرت سعدی شعر زن بد در سراے مرد نکو ＊ ہمدرین عالمست دوزخ او۔ اتفاقاً ایکمرتبہ دو تین دن کھانے کو کچھ میسر نہوا بی بی نے بھوک سے تنگ ہو کر خاوند کو نہایت تنگ کیا اور بہت سخت و سست کہا کہ بال بچے بھوک کے مرتے ہین اور تم نکموے گھر مین بیٹھے ہو جاؤ کچھ کماؤ اور

بال بچون کو اس مصیبت سے چھڑاؤ کہا صبح کو مزدورون مین جا کر مزدوری کرون گا اور جو کچھ
ملے گا تیرے آگے لا کر دھرون گا برائے خدا اس وقت مت چلا اور محلے کو نہ جگا پھر صبح
کو مجمع مزدورون مین گئے خدا کی قدرت سے سب مزدور اپنے اپنے کام پر گئے انکی کسی نے بات
بھی نہ پوچھی کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو ناچار ہو کر چلے آئے پھر جنگل مین جا کے نماز عشا تک عبادت
الٰہی مین مشغول رہے بعد اسکے چپکے سے گھر مین جا پڑے اس خیال سے کہ دن مین خالی رہا اب خالی
ہاتھ جاتا ہون واللہ اعلم عورت کیا طوفان مچا دے اور کس آفت مین ڈالے رات کو جا کر سو رہونگا
صبح کو پھر اٹھ جاؤن گا اور کہین سے مزدوری کر لاؤن گا جب عورت نیند سے چونکی کہا ابتک کہان
غائب رہے کیا کما لائے یہ بیچارے ششدر ہو کے کہنے لگے جسکی مزدوری کی ہے اس نے کل کا
وعدہ کیا ہے اور وہ بڑا رحیم و کریم ہے عورت بہت بکی چلائی کہ بال بچے ہمارے بھوکے مرتے ہین اور
آپ وعدہ کرتے پھرتے ہین مصرع پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد * صبح کو پھر مزدوری کیلیے
آ لے اڈے پر گئے شانِ خدا سے سب مزدورون کو لوگ مزدوری کو لے گئے انکو نکما جان کے
چھوڑ گئے مجبور ہو کر پھر جنگل مین اُسی مقام پر جا کر نماز عشا تک عبادت الٰہی مین مصروف رہے اور گریہ و
زاری کرتے رہے بعد نماز عشا کے بڑی رات گئے ڈرتے ڈرتے چپکے سے گھر جا پڑے جب عورت
چونکی کہا دونون دن کی مزدوری لائے یہ بیچارے بہت گھبرائے کہا کل تینون دن کی مزدوری
دینے کا اقرار کیا ہے یہ سنتے ہی آگ ہو گئی اور آپے سے نکل گئی کہا اپنا بھلا چاہتے ہو تو صبح کو
تینون دن کی مزدوری لے آؤ ورنہ منہ نہ دکھاؤ پھر صبح کو تھیلی اُن کے حوالے کی کہ تینون دن کی
مزدوری اسمین لے آنا خبردار خالی نہ آنا جب اُس صابر و شاکر کی نظر اسباب عالم اسباب
سے اٹھ گئی اور مسبب حقیقی پر جا پڑی اُسیوقت آرزوے دلی پوری ہو گئی صرف ظہور
کی دیر ہوئی وہ اُسی وقت پھر سیدھے جنگل کو چلے گئے اور عبادت الٰہی مین سرگرم رہے

پھر بہت رات گئے آئے عورت کے ڈر سے تھیلی مین ریتا بھر لانے کہ رات اس حیلے سے
گذر جاوے گی صبح کو چلا جاؤن گا عورت کی آفت سے بچ جاؤن گا جس وقت دروازے
مین پہونچے عورت پر ڈر ایسا غالب ہوا کہ تھیلی ڈالکر اُلٹے کا قصد کیا ناگاہ گھر مین سے ایسی
خوشبو آئی کہ جی جان کو مہکا دیگئی اور دل و دماغ کو معطر کر گئی متحیر ہو گیا سکتے کا سا عالم جی جان پر
چھا گیا یکایک عورت خوش ہوتی ہوئی خوشی مناتی نکل آئی کہا کہ یہ معاملہ کیا ہے کہا اندر
چلو اور اس کی حقیقت سنو اور شکر الٰہی بجا لاؤ کہ بلا شک تم سچے تھے اور تمھارا مزدوری دینیوالا
سچا ہے حقیقت حال یہ ہے کہ میں بچون کی خورونوش کی فکر مین ہوش بیٹھی تھی ناگاہ کسی نے دروازے
پر دستک دی مین گئی دیکھا تو ایک سوار سبز پوشاک پہنے ہوئے دروازے پر کھڑا ہے مجھسے کہا یہ
تین دن کی مزدوری اپنے خاوند کی لے اور اسکو اب یہ ادا کرے اُس سے کہنا کہ جسقدر تو نے مزدوری
کی اسیقدر پائی اگر زیادہ کرتا زیادہ پاتا آگے کو خوب دھیان رکھنا پس یہ طباق ہے اور پچاس درہم ہین
اس سے ہمیدم خوشبو آتی ہے اور دل دماغ کو معطر کرتی ہے پس وہ دیکھتے ہی زار زار روتا تھا اور
حمد و ثنائے خدا مین جی جان کھوتا تھا چشمۂ چشم سے اشکباری اور زبان سے شکر گزاری جناب باری کی
جاری تھی جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہین **اشعار** یخدا اے فضلِ تو حاجت روا * با تو یاد
ہیچ کس نبود روا * آفرین ہا بر تو باد ای خدا * ناگہان کردی مرا از غم جدا * اے بکمینہ بخششت ملک
جہان * من چہ گویم چون تو میدانی نہان * ای مبدل کردہ خاکی را بزر * خاک دیگر را بکردہ بو البشر *
ای کہ خاکی شورہ را تو نان کنی * دہ کہ نان مردہ را تو جان کنی * بحر کو آبی بہر جو مید ہد * ہر خسی را
بر سر و رو می نہد * کم نخواہد گشت دریا زین کرم * از کرم دریا نگردد بیش و کم * عورت یہ حال اس شکستہ
بال کا دیکھکر حیرت مین آگئی اور سخت پریشان ہو گئی کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے کہ خوشحالی مین یہ پریشان حالی
ہو گئی پھر جب اُس جوش سے ہوش مین آیا تب اُس مدہوش نے کہا کہ اے عورت تا کہ حقیقت حال

یہ ہے کہ تینون دن مین نے کسی کی مزدوری نہین کی تمام دن اور رات عبادت الٰہی مین مشغول رہتا تھا اور رات کو آکر تیرے خوف سے حیلہ کردیتا تھا اُس سچے مالک نے اپنے غلام کو سچا کردیا اور تیری رات دن کی آفت سے چھڑا دیا چنانچہ آج مین تھیلی مین تیسرے دن ریتا بھر لایا تھا اب اُسکو خالی کرے اور ریتے کو پھینک دے جب اُسکی بی بی نے چاہا کہ تھیلی کو خالی کرے دیکھا تو وہ زر و جواہر سے لبریز ہے اور تمام گھر اُس کی روشنی سے روشن ہو رہا ہے پھر تمام عمر شکرگزاری جناب باری مین اُس مرد صالح نے گزاری ف

حکایت نقل ہے کہ ایک مرد اہل بصرے کا ہمیشہ اُداس اور بدحواس رہتا تھا اور غم و الم مین اپنی جان کھوتا تھا کسی نے کہا خیر ہے کیون رات دن اُداس رہتے ہو اور عیش زندگی کو ناحق منغص کرتے ہو کہا کیا کہون کچھ کہنے کی بات نہین ہے اتفاقاً مجھ سے نادانستہ ایک ولی اللہ کی خدمت مین بے ادبی ہوگئی ڈرتا ہون کہ روز قیامت کے اس مواخذے مین گرفتار نہو جاؤن قصہ یون ہے کہ مین ایک مرتبہ زیارت بیت اللہ کو چلا سب دوست و آشنا عزیز و اقربا پہونچانے آئے تھوڑی دور سے حسب دستور سب کو لوٹا دیا مگر زید کہ میرے متوسلین مین سے تھا ہر چند مین نے سمجھایا اُسنے نہ مانا اور میرا پیچھا نہ چھوڑا آخر کار تنگ آکر مین نے جھڑک دیا کہ سبحان اللہ بیت اللہ کا جانا کیا ایسا آسان جانا ہے کہ جو تو پیادہ پا چلنے کو تیار ہو گیا میرے ہمراہ نہ آ اور جس راہ سے تیرا جی چاہے جا کہا اے آقا کیا خدا قادر نہین ہے کہ تم کو زاد و راحلہ سے پہونچادے اور مجکو بے یار و مددگار بلا توشہ پہونچادے پھر مین اپنی راہ گیا اور وہ اپنی راہ گیا مگر وہ راہ مین کہین مجکو نظر نہ آیا اور معلوم نہوا کہ کہان گم ہو گیا جب مین بفضل الٰہی سب مناسک حج سے بخوبی فارغ ہو گیا اور مدینہ منورہ کو چلا ناگاہ دیکھون تو زید آگیا اور سلام علیک کرکے میرے پاس بیٹھ گیا مین نے حیرت مین آکر پوچھا کہ حج کر آیا کہا ہان پھر مین نے ظرافۃً از راہ ہنسی و دل لگی کے اُس سے کہا کہ تجھی سے حج کی بھی ملی

کہا کیسی چٹھی اور کس کام آتی ہے مین نے کہا کہ ایک چٹھی بیت اللہ مین غیب سے حج کرنے والے
کو ملتی ہے کہ فلان بن فلان حج کو آیا اور اُس کا حج قبول ہوا پھر اُسی سند سے
عذاب قبر اور حشر سے نجات ہوتی ہے یہ سنتے ہی وہ روتا چلا تا بیت اللہ کو آیا پس چلا
گیا جب مین زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہو کر لوٹا ناگاہ دیکھا کہ زید آگیا
اور سلام علیک و علیک السلام کرکے چٹھی میرے آگے رکھدی دیکھون تو ایک نہایت عمدہ
ریشمی کپڑے پر بخط سبز لکھا ہے واسطے نجات زید کے عذاب قبر اور حشر سے میرے
ہوش اُڑ گئے اور حواس جاتے رہے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے جب کچھ طبیعت نے قرار پکڑا اور ہوش
بجا ہوئے مین نے پوچھا حقیقت اسکی کیا ہے بیان کر کیونکر یہ دولت عدیم المماثلت تجھکو ملی کہا
جب مین بیت اللہ مین پہونچا تو کعبہ بالکل حاجیون سے خالی پایا اُسوقت مین نے گڑگڑا کر زار زار رونا
چلانا شروع کیا کہ اے مالک دو جہان کے کیا غریب گنہگار ون کا حج قابل قبول نہین جو سند مجھکو نملی یا
غریبون کا کعبہ اور صاحب کعبہ اور ہے جو وہان جاؤن اور سند لاؤن شعر گر تو نپذیری بجز نیک اے
کریم + پس کجا نالد کجا زاروں لئیم + مجکو قسم ہے تیری عظمت اور جلال کی جبتک چٹھی نپاؤن گا
کعبے سے باہر نجاؤنگا اور روتے روتے یہین مرجاؤنگا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ اے
زید نجات کی چٹھی لے اور جا اپنی راہ لے پھر یہ چٹھی میرے ہاتھ مین آگئی مین لیکر چلا آیا اب
تو مجکو کمال حیرت ہوئی کہ اللہ اکبر اس شخص کا بڑا عالی رتبہ ہے اور مین اس کے حال
سے آج تک واقف نہ تھا پھر باعزاز و اکرام اُسکو بصرے مین اپنے ساتھ لے آیا اور وہ چٹھی
کمال عظمت و تعظیم سے معطر و معنبر کرکے صندوق مین بند کر رکھی جب کبھی جی چاہتا تھا تو بکمال اعزاز
نکالکر اسکی زیارت سے مشرف ہوتا تھا اور چومتا تھا اور آنکھون کو لگاتا تھا اتفاقاً مین کہین
سفر مین تھا میرے پیچھے زید نے انتقال کیا جب مین آیا تو بہت ہی مین نے رنج و الم کیا کہ

افسوس ہین ایسے ولی اللہ کے کفن ودفن مین شریک نہوا ناگاہ وہ چٹھی مجکو یاد آئی نہایت
غم والم سے بیتاب ہوگیا اور ہزارون نفرین اپنے حال پر کرتا تھا کہ وقت جانے کے
اُس کو کیون ندے گیا پھر صندوق مُہری منگا کر دیکھا تو مُہر لگی اور صندوق بند تھا کھولا تو
چٹھی نپائی نہایت حیرت مین آگیا طوفان غم مین ڈوب گیا حشر کا عالم برپا ہوگیا زار زار
رونے لگا ناگاہ روتے روتے سوگیا کیا دیکھتا ہون کہ جنت کمال آراستگی سے آراستہ
ہی اور زید ایک تاج سر پر رکھے ہوئے کمال زرق وبرق سے ایک تخت جواہر پر جلوہ فرما ہی
اور چارون طرف اُس کے حورون کا جمگھٹا ہی مین نے نزدیک جاکر اُس سے سلام علیک کی اُسنے
کہا اے آقا تم کیون اسقدر متوحش اور متردد ہو کہا مجکو یاد نہین کہ وہ چٹھی تو نے مجھے دیدی تھی کہا وہ یہ
موجود ہی اور اس کی بدولت یہ دولت وحشمت مجکو حاصل ہی آب آپ کچھ تردد نہ کیجیے مین اپنی مراد کو پہونچا
حکایت نقل ہی کہ ایکمرتبہ حضرت ذوالنون مصریؒ سفر حج مین کشتی پر سوار تھے اور اُسمین ہر قسم
کے آدمی امیر وغریب تاجر اور سوداگر بھی تھے ناگاہ کسی سوداگر کا ایک موتی قیمتی گم ہوگیا سبکا جھاڑا
لینا شروع کیا ایک شخص جو بہت میلے کچیلے سے کپڑے پہنے تھے اُنپر سب کا شبہہ ہوا وہ غیرت کھاکر
جناب باری مین گریہ وزاری کرنے لگے کہ اے رب العزت اب عزت اور ذلت تیرے ہی ہاتھ ہی
اشعار
جز تو پیش کہ برآرد بندہ دست ✤ ہم دعا و ہم اجابت از تو ہست ✤ این دل سرگشتہ را
تدبیر بخش ✤ این کمانہای دوتو را تیر بخش ✤ پس فوراً دعا اُن کی مانند تیر بہدف کے قبول ہوئی
کہ یکایک ہزارون مچھلیان پانی پر تیرتی ہوئی آئین اور ایک ایک موتی بیبہا مُنہ مین لائین
درویش نے ایک موتی لیکر سوداگر کو دیدیا اور بلا خطرہ اُسیوقت کشتی سے اُترکر پانی پر چلا گیا ع ہر
شعر
خاکساران جہان را بحقارت منگر ✤ توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد ✤
حکایت نقل ہی کہ کسی شہر مین دو میان بی بی بہت دیندار نہایت محتاج تھے

مگر وقت صبر و شکر سے تاجدار تھے ڈکھ شکوے سے گذران کرتے اور ہر دم شکر خدا کا بجا لاتے
ایک مرتبہ دو تین دن تک کچھ کھانے کو میسر نہوا مرد نے عورت سے کہا دو تین روز سے ہمین روزی
میسر نہین ہوئی اور ہمارے گھر مین آگ نہین جلی مبادا ہمسایہ ہمارے ہمارا کھانا دریافت کرکے ناحق
رنج کھاوین اور ہم اُنکی نظرون مین حقیر نظر آوین یہ بات مناسب نہین بلکہ مناسب یون ہو کہ جلدی
تنور مین آگ جلا دو اور اس گمان آتش انگیز کو اس تدبیر آبیاری سے مٹا دو چنانچہ عورت نیک
سیرت نے فوراً تنور مین آگ جلائی اور آتش بدگمانی آب بے تاب پانی سے بجھائی ناگاہ دھوان تنور
سے بلند ہوا ایک عورت آگ لینے کو آئی دیکھے تو سارا تنور روٹیون سے معمور ہے پھر گھر والی
عورت کو بُلا کر کہا تنور مین روٹی لگا کر ایسی بیخبر ہوگئی کہ پھر خبر نہ لی پس تنور والی عورت جلدی
سے گئی اور قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ سارا تنور روٹیون سے معمور ہی اور تمام گھر مین عجب قدرت
خدا کا ظہور ہی پھر جلدی سے نکال کر خاوند کے آگے لے آئی اور سخت حیرت مین ہوگئی
خاوند سے کہا کہ قدرت خدا کا تماشا دیکھا خاوند نے کہا اُس کی قدرت سے یہ کیا اچنبھا
ہوا کہ وہ قادر مطلق ہزارون قدرتین ہر دم ایک سے ایک زیادہ دکھاتا ہے **بیت**
صد چو عالم در نظر پیدا کند ❊ چونکہ چشمت را بخود بینا کند ❊ پھر سب گھر والون نے خوب شکم سیر
ہوکر وہ روٹیان کھائین اور جی جان سے شکر الٰہی بجا لائے عورت نے قرینے سے دریافت
کیا کہ خاوند میرا صاحب کرامت ہی یہ سب نور ظہور ان ہی کی قوت ایمانی اور حالت عرفانی
سے ظاہر ہوا کہا تم جناب باری مین زاری کرو کہ کوئی چیز ہمکو ایسی عنایت ہو کہ سب دنیا کے غم
فکر کھو دے تاکہ فارغ البال ہوکر خالصاً مخلصاً خدا ہی کی یاد مین دن رات گزارین خاوند
نے کہا وہ شفیق حال ہمارا ہمارے حق مین جو بھلا چاہتا ہو وہی کرتا ہے اور کرے گا
ہمکو عرض معروض کی کچھ حاجت نہین غرض جب عورت نے بہت الحاح وزاری

کی سحب مجبوری پچھلی رات جو وقت اجابت دعا کا ہے دعا کی خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ
غلام کو تجھ سے میان شفیق و مہربان سے کسی امر کے عرض کرنے کی حاجت نہین ہی مگر تیری
لونڈی نے مجکو بہت تنگ کیا ہی اگر مرضی ہو تو اُسکی امید برلا اور اپنے غلام کو اس کشاکش
سے چھڑا ناگاہ ایک طاق سے ہاتھ نکلا اور ایک جواہر روشن اُس سے باہر آیا کہ تمام گھر اُس کی
روشنی سے روشن ہو گیا پھر وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور بدستور طاق بند ہو لیا خاوند نے عورت کو جگایا
کہ جلدی اُٹھ خدا نے تیری مراد دلی پوری کی وہ ناخوش ہوتی ناک بھون چڑھاتی اُٹھی کہ مجکو کیون جگایا
ناحق لذتِ جانی سے چھڑایا مفت جی جان کو جلایا کس لطف مین تھی اور کیا لطف کے خواب
دیکھتی تھی کہ جنت بکمال آراستگی آراستہ و پیراستہ ہے اور اُس مین ایک مکان نہایت
عمدہ زر و جواہر سے ساختہ اور پرداختہ ہے اور اس قدر مُزین اور روشن ہی کہ آفتاب روشن
کو شرماتا ہی اُس کی چمک جھمک دیکھ کے متحیر ہو گئی جی جان سے کھو گئی جب کچھ ہوش و حواس
بجا ہوئے مین نے پوچھا یہ مکان عالیشان دیکھیے کس خوش نصیب کو ملیگا کہا تم دونون
میان بی بی کو ملے گا پھر تو مین اس قدر خوش ہوئی کہ پھولی نہ سماتی تھی ناگاہ ایک موتی
روشن اُسی مکان سے گم ہو گیا وہ مکان بہت بدنما اور نہایت نازیبا ہو گیا مین نے کہا یہ کیا
ہوا کہا وہ موتی حسب خواہش تیری کے دنیا مین گیا پس جسقدر تو دنیا مین راحت اور رونق
چاہیگی اُسی قدر یہان کی راحت اور رونق سے ہاتھ اُٹھاویگی یہ سُنکر مین بہت اُداس اور
بدحواس ہوئی اور لذت و راحت دنیا سے درگذری اسی رنج و ندامت مین تھی کہ ناگاہ تمنے
جگا دیا میرے مزے مین خلل ڈالدیا اور بدمزگی کا مزہ چکھا دیا پس آپ برائے خدا جناب باری
تعالیٰ مین پھر عرض کیجیے کہ یہ موتی یہان سے گم ہو جائے اور اپنے مقام پر جم جائے کہ دنیا
کی حیات بے ثبات پر مکان قدیمی کو ناقص اور بے رونق کرنا سخت حماقت ہے پھر خاوند نے

جناب باری مین کمال گریۂ وزاری سے عرض کی خداوندا تو بڑا رحیم وحکیم ہی کہ اپنی لونڈی کو لذت
جنت کا مزہ چکھا دیا اور لذات دنیا سے چھڑا دیا اور مخالف کو موافق کر دیا کس جان و زبان سے اس عنایت
اور حمایت کی شکر گزاری کرون پھر حسب مضمون اشعار جناب مولانا کے عرض کرتے تھے اور گریہ وزاری مین جان
کھوتے تھے اشعار اے شیر ہا تو اندر خیر و شر * از اشارتہاش ای دل بیخبر * اے بکردہ یار ہر اغیار را * وے
بداوہ خلعت گل خار را * آنکہ خواہی کز بلایش وا خری * جان و را و تضرع آوری * آنکہ گل را شاہد خوشبو کند *
ہر چہ را راست فضل او کند * پھر ناگاہ اُس طاق سے ہاتھ نمایان ہوا اور اُس گوہر تابان و در درخشان کو لیکیا
اور اپنے مقام پر جڑ دیا حکایت نقل ہی کہ خراسان مین کوئی ابراہیم ادہمؒ کا عزیز و قریب انتقال کر گیا
اور بہت مال کل حلال سے چھوڑ گیا اور سوائے ابراہیمؒ کے اور کوئی وارث اُسکا نہ تھا ابراہیمؒ اس
خیال سے اُسطرف کو چلے کہ اس مال کو للہ صرف کرون مبادا کوئی مصارف بیجا مین صرف کرے راہ
مین قدرت الٰہی نے عجب تماشا دکھایا کیا دیکھتے ہین کہ دریا کے کنارے ایک جانور اندھا بیٹھا ہی
اور مینڈک دریا سے مُنھ مین کیڑا لاتا ہی اور اُسکو کھلاتا ہی ابراہیمؒ متحیر ہوگئے اور ہمراہیون سے کہنے
لگے کہ تمنے قدرت خدا کا تماشا دیکھا پس اب ہمنے خراسان کا جانا موقوف رکھا اور اللہ پر بھروسا کیا
کہ اگر ہمارے مقسوم مین ہی تو از خود آجاوے گا ہمارے جانے کی کچھ حاجت نہین ہی پھر جو شخ
مین آکر تین دن تک جنگل مین بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور کسی مقام پر پانی نپایا ناگاہ ایک
کنوان ملا اُسمین ڈول ڈالا دِرہم سے لبریز پایا پھر ڈالا دینار سے بھرا پایا پھر ڈالا جواہر سے
بھر آیا تب ابراہیمؒ نے کہا مجکو زر و جواہر کی کچھ حاجت نہین ہی صرف وضو کو پانی درکار ہے
ناگاہ آواز دلنواز غیب سے آئی کہ اے ابراہیمؒ تو نے زر و جواہر خراسان کا چھوڑکر ہمارے
اوپر بھروسا کیا ہمنے اُس کے بدلے زر و جواہر بے بہا سے کنوان بھر دیا کھا اور
لٹا جہان تیرا جی چاہے وہان اُٹھا لے

حکایت نقل ہی عمر بن عبد الرحمن اوزاعی سے کہ ایک مرتبہ عید کی رات کو ایک پڑوسی آیا اور
کہا صبح کو عید ہی اور میرے بال بچے بہت ہین میرے پاس کچھ عیدی دینے کو نہین ہی اور اگر حضرت
کچھ اعانت اور عنایت فرمادین تو عین عنایت اور محض شفقت ہی پس مجھ کو اُس کی پریشان حالی
پر رحم آیا پچیس درم جو لڑکون کی عیدی دینے کو رکھے تھے فوراً دیدیے کہ اِسکے بدلے مجکو خدا
اور دیگا ناگاہ تھوڑے عرصے کے بعد ایک شخص آیا اور مجھے بلایا مین گیا وہ کمال ادب سے
پیش آیا اور میرے ہاتھ پیر چومنے لگا مین حیرت مین ہو گیا کہ کیا ماجرا ہی پھر مین نے پوچھا تو کون ہی
کہانسے آیا ہی کہا مین تمھارے باپ کا غلام ہون مدت کے بعد آیا ہون کہ اتفاقاً باغوائے
شیطان علیہ اللعن کے بھاگ گیا تھا مارے ندامت کے منھ نہ دکھاتا تھا میرے پاس پچیس دینار
سُرخ ہین تم میرے مالک ہو جو چاہو سو کرو مین وہ دینار لیکر اپنے گھر مین آیا شکر خدا کا بجا لایا اور یہ قصہ
گھر والون کو سنایا کہ تھوڑے عرصے مین اللہ تعالی نے پچیس درہم کے بدلے پچیس دینار سُرخ
مجکو عطا فرمائے پھر بخوشی تمام مین نے اُس غلام کو آزاد کر دیا وہ خوش ہوتا اور دعا دیتا چلا گیا

حکایت نقل ہی کہ بنی اسرائیل مین سے ایک شخص کسان اپنی عورت سے کہ گیا کہ روٹی پکا کر کھیت پر
لے آنا چنانچہ عورت روٹی پکا کر لیچلی ناگاہ راہ مین ایک سائل نے سوال کیا اُسنے ترس کھا کر ٹکڑا
توڑکر دیدیا پھر جنگل مین رفع حاجت کو گئی اور گود کے بچے کو ایک مقام پر بٹھا گئی اچانک بھیڑیا آیا اور بچکو
اُٹھا لیگیا آکے دیکھا تو بچہ بھیڑیے کے منھ مین ہی چیختی چلاتی زار زار روتی جناب باری مین عرض
کرتی تھی الٰہی میرے بچے کو اس بلا سے بچا اور اِس غم دیدہ کو اُس نور دیدہ کو دیکھا اور زار زار روتی
اور آنسوؤن کا مینھ برساتی حسب ارشاد جناب مولانا محمد وشنا مین جان کھوتی تھی اشعار اے کریم
ذو الجلال مہربان ✤ دائم المعروف داناے جہان ✤ گر تو نہ پذیری بجز نیک اے کریم ✤ پس کجا نالد کجا
زار د لئیم ✤ زین تردد عاقبت ما خیر باد ✤ انجد ام جان ما زاکن تو شاد ✤ اُسوقت ناگاہ ایک ماجانور

ہوا سے آیا اور اُس بھیڑیے کی گردن پکڑ کے اُسکے آگے لے آیا اور بزبان فصیح کہا اے
عورت تیرے اُس نوالے نے تیرا بچہ بھیڑیے کے نوالے سے بچایا دیکھا تو وہ بچہ بخوبی سلامت تھا

حکایت نقل ہی کہ بایزید بسطامیؒ راہ خدا مین جی جان سے نثار اور انوار دیدار پروردگار پر
پروانہ وار فریفتہ و زار نزار تھے اسقدر للہ صرف کرتے تھے کہ ہمیشہ قرضدار رہتے تھے مگر اکثر
اہل دول اور صاحبدل اُنکے خدمتگزار تھے جو قرضہ ہوجاتا فوراً ادا کردیتے چنانچہ ایکمرتبہ لاکھ درہم
قرض ہوگئے اور کوئی صورت ادائی کی متصور نہوئی اتفاقاً آپ بیمار ہوگئے قرضخواہون نے آگر
آگھیرا اور تقاضا شدید شروع کیا خادم نے عرض کیا کہ یا حضرت قرضخواہ آئے ہین اور قرضہ اپنا
مانگتے ہین کیا جواب دین کیونکر اس بلاسے نجات پا دین اُسوقت حضرت بایزید بسطامیؒ بخوشدلی
خدا سے دعا کرنے لگے کہ ای کریم تو خوب جانتا ہی کہ مین اس مرتبہ بہت قرضدار ہوگیا کہ بیشمار
درہم و دینار تیری راہ مین خرچ کیے اور ایک اپنے خرچ مین نہین کیا جبتک صحیح اور سالم تھا
قرضخواہون کو بھر طور اطمینان تھا گروی کی چیز کی طرح اُنکے قابو مین تھا اب جو وقت رحلت
قریب آیا اور تو نے اپنے پاس بلایا تیری راستی اور درستی سے بہت دور ہی کہ گروی کی چیز کو لے
اور زر رہن کو نہ دے پس عرض یہ ہی کہ اول بایزید کو قرضے سے چھڑا بعد اسکے اپنے پاس بلا

اشعار
اے ہمیشہ حاجت ما را پناہ ٭ بار دیگر ما غلط کردیم راہ ٭ دست گیر از دست ما را بجز ٭
پردہ را بردار و پردہ ما مدر ٭ چون بیاشم ز اشک خون باریک ریس ٭ من تہیدست و قصور دکاس لیس ٭
ہم بگو تو ہم تو بشنو ہم تو باش ٭ ما ہمہ لاشیم وبا چندین تراش ٭ خود چہ باشد گر ببخشد آن
جواد ٭ بندہ را مقصود جان بے اجتہاد ٭ ناگاہ اُسی وقت ایک سوار دروازے
پر آیا اور قرضخواہان بایزیدؒ کو اپنے پاس بلایا کہ دام اپنا دام دام ادا کرلو اور بایزیدؒ سے
کچھ تعرض نکرو فوراً وہ سب جمع ہوگئے اور کوڑی کوڑی اپنی لے گئے پھر بایزیدؒ نے

انتقال فرمایا بخوبی کفنا دفنا دیا بعد اسکے کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کیا معاملہ گذرا کہا
رحمتِ الٰہی کی کچھ حد و شمار نہین فرمایا اے بایزید کیا تھوڑے سے قرضے پر مجکو ضامن
کیا اگر ساری دنیا کا مال لیکر میری راہ مین دیدیتا تو مین سب فوراً ادا کردیتا ۱

حکایت نقل ہر کہ ایک عورت کا دودھ پیتا بچہ تھا ناگاہ ایک عورت بچے والی آئی اور
سوال کیا اُس عورت کے پاس اُسوقت اتفاقاً کچھ نہ تھا ترس کھا کر اپنے بچے کا کرتا اتار کر اُسکے
بچے کو پہنا دیا کہ میرے بچے کو خدا اور دیگا قدرت خدا سے اُسیوقت ایک کرتا آسمان سے
اُترا اور اُسکے بچے کے گلے مین پڑگیا اور تمام عمر کو اُسکے واسطے کافی ہوگیا کہ بقدر قد و قامت
لڑکے کے کرتا بھی بڑھتا جاتا تھا اور موسم گرمی مین ٹھنڈا رہتا اور سرما مین گرم ہوجاتا ۲

باب سترھوان بیقرارونکی بیقراری اور جناب باری کی مددگاری مین

حکایت نقل ہر کہ ایک قزاق راہ لوٹتا اور مسافرون کو ناحق قتل کرتا تھا یہان تک کہ حاجیون
کو بھی نچھوڑتا تھا ناگاہ ایک غریب مسلمان مسافر ناواقف اُس راہ سے گزرا قزاق نے اُسکے
گھوڑے کی باگ پکڑکر کہا کہان جاتا ہر کیا نہین جانتا کہ اِس راہ سے کوئی جان سلامت
نہین لیجاتا کہا برائے خدا سب سامان لے لے اور مجھے جان سے چھوڑدے کہا
سبحان اللہ اپنے پیر سے گور مین جانا اور مرگ کے ہاتھ سے شور مچانا پھر زندگی سے
مایوس ہوکر کمال خوشامد سے دو رکعت کی مہلت لی اور بعد نماز کے سجدے مین بکمال
زار و نزار زاری کی کہ اے کریم تیرے سوا اِس ظالم کے ہاتھ سے کون بچانیوالا
اور چھڑانے والا ہر اور زار زار روتا اور چشمہ چشم سے دریا بہاتا اور حمد و ثنا مین کہتا
تھا جیسے ارشاد جناب مولانا شعر گر سگے کردیم اے شیر آفرین + شیر را مگمار
بر ما زین کمین + کردہ ام آنہا کہ از من مینسزید + تا چنین سیلی سیاہی در رسید + ای خدا

آن کن کہ از تو می سزد + کہ دہر سوراخ مارم میگزد + جان سنگین دارم و دل آہنین + ورنہ خون گشتی درین درد و چنین + وقت تنگ آمد مرا دیک نفس + پادشاہی کن مرا فریاد رس + ناگاہ ایک وقت ایک سوار آیا اور اُس قزاق کو مار کر گرا یا اور مجکو اُس کے ہاتھ سے بچایا پھر اُس سوار کی خدمت مین مین نے عرض کی برائے خدا مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو کہ مین تمھاری تابعداری مین جان نثاری کرون کہ تمنے میری جان بچائی کہا مین دس ہزار برس سے نزدیک عرش معلی کے حاضر رہتا ہون جب کوئی فریادی فریاد کرتا ہے حسب الحکم حاکم حقیقی کے فوراً اُسکی داد دیتا ہون اور ظالم اور سرکش سے بدلا لیتا ہون اور ہر دم تیار ہو کر کھڑا رہتا ہون

حکایت نقل ہے مالک بن دینار سے کہ مین ایکمرتبہ حج کو جاتا تھا ناگاہ راہ مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک کوا منھ مین روٹی لیے ہوئے ایکطرف اڑا جاتا ہے اتفاقاً جی مین آیا دیکھون کہان جاتا ہے تھوڑی دور جاکر ایک مقام پر بیٹھا دیکھا تو وہان ایک شخص ہاتھ پیر کٹا پڑا ہوا اور وہ کوا اُسکے سینے پر بیٹھا چنچے سے ٹکڑا ٹکڑا توڑ کر کھلا رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد اڑ گیا اور منھ مین پانی لایا اور اُس کو پلایا اسی طرح کئی مرتبہ گیا اور آیا پھر اُسکو کھلا پلا کر اڑ گیا مین سخت حیران ہو گیا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنے لگا پھر مین نے اُس شخص سے جا کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ میری عقل گم ہے کہا ہمارا قافلہ حج کو جاتا تھا ناگاہ قزاق آ پڑے سب قافلے کو قتل کر گئے اور سب سامان لوٹ کر لیگئے مجکو ہاتھ پیر کٹا جانکر چھوڑ گئے تین دن تک بھوکا پیاسا تڑپتا رہا دانہ پانی منھ مین نہ گیا جب جان ملب ہوا اور زندگی سے مایوس ہوا تو جناب باری مین گریہ وزاری کرنے لگا کہ اے میرے کریم تیرے سوا اس خوار زار کا خبر لینے والا کون ہے بھوک پیاس کی مصیبت سے چھڑا اور نہ اپنے پاس بلا **اشعار** وقت تنگ آمد مرا در یک نفس + پادشاہی کن مرا فریاد رس +

جانِ سنگین دارم و دل آہنین ✤ ورنہ خون گشتی درین درد و حنین ✤ بے زجہدے آفریدی مرمرا
بے فن من روزیم دہ اے الٰہ ✤ ہر کرا پائیست جوید روزیے ✤ ہر کرا پا نیست کن دلسوزیے ✤
رزق را میران بسوے این حزین ✤ ابر را میکش بسوے این زمین ✤ چون زمین را پا نباشد جودِ تو ✤ ابر را راند بسوے او دوتو ✤ از تو توشند از ذکور و از اناث ✤ بید ریغے در عطا یا مستغاث ✤ پس دعا اس بکیس کی اُس فریادرس نے قبول کی چنانچہ اُس وقت سے یہ کوّا دونون وقت کھلاتا پلاتا ہی جیسا کہ تم نے دیکھا

حکایت نقل ہی کہ ایک بزرگ کے ہاتھ پیر رہ گئے اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گئے اتفاقاً ایک مرتبہ گھر مین کوئی نہ تھا اور نماز کا وقت جاتا تھا زار زار رونے لگے کہ خداوندا میری نماز قضا نہو جاوے گو میری قضا آجا دے کہ نماز کے قضا ہونے سے اپنی قضا کا آجانا گوارا ہی ناگاہ پڑوسی کے جی مین خدا نے رحم ڈالا اُسنے جی مین کہا کہ پڑوسی ہمارا معذور ہی ایسا نہو جو اسکو کچھ حاجت ہو اور گھر مین کوئی موجود نہ ہو پھر جلد آکر پوچھا کا اے شیخ کچھ حاجت ہی کہا کہ ہان وضو کو پانی درکار ہی اور ایک عرصے سے انتظار ہی پھر اُسنے کنوئین مین تارے پانی کو ڈول ڈالا دیکھا تو ڈول زر و جواہر سے لبریز آیا ویسا ہی شیخ کے پاس لے گیا شیخ نے فرمایا یہ تیری مزدوری ہی خوشی سے لے لے کہ اللہ صاحب نے پہلے سے عطا کی تاکہ یہ غلام معذور اور کسی کا احسان مند نہو پھر ڈول ڈالا تو پانی سے بھر آیا شیخ نے وضو کر کے نماز پڑھی اور شکر گذاری جناب باری جان سے ادا کی

حکایت نقل ہی کسی حق پرست کی کہ ایک مرتبہ حج کو جاتے تھے ناگاہ رات کیوقت ایک ہڈی پیر کے پار ہو گئی وہین گر پڑے مارے درد کے کھانا پینا سونا چھوٹ گیا قافلہ چلا گیا دو تین دن بھوک کے پیاسے بے چینی درد سے جی جان سے عاجز ہو کر جناب

الٰہی مین زاری کرنے لگے کہ خداوندا کیا حج کی آرزو جی ہی مین رہیگی اور اس سال دولت حج
نصیب نہ ہوگی ای قادر تو سب چیز پر قادر ہی اس عاجز کو نہ کہ درد سے جلد چھڑا اور مراد دلی کو پہونچا
پھر اسی غم و الم مین ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتے ہین کہ ناگاہ ایک اژدہا مجکو نگل گیا اور ہڈی پسلی
سب چبا گیا اور وہ ہڈی بھی پیٹ سے نکل گئی پھر یکایک آنکھ کھل گئی دیکھا تو پیر اچھا بھلا چنگا ہی
فضل الٰہی سے جلدی قافلے سے جا ملا اور بخوبی دولت حج سے مشرف ہوا
حکایت نقل ہی کہ کسی شہر مین ایک بادشاہ آتش پرست تھا اور ایک عابد نصرانی اور ایک
عالم مجوسی اس شہر مین شہرہ آفاق تھا بادشاہ نے اپنے لڑکے کو واسطے تعلیم کے عالم مجوسی
کے پاس بھیجا قدرت خدا سے لڑکا ایام بے تمیزی مین نہایت صاحب تمیز تھا اور حق
و باطل کو خوب جانتا تھا جب سبق سے فارغ ہوتا تو نصرانی عابد کی خدمت مین جا کر کچھ باتین
دین و آئین کی سیکھتا مدت تک اُسکا یہی رنگ ڈھنگ رہا ایکمرتبہ راہ مین واللہ اعلم ایک اژدہا
کہان سے آپڑا اور راستہ بند ہو گیا لڑکے کو ہرچند لوگون نے منع کیا کہ یہ راستہ بند ہی دوسری
راہ سے جا اور از خود اجل کے منھ مین نجا کہ یہ صدہا آدمی کو نگل گیا ہی بیت گرچہ کس بے
اجل نخواہد مرد ✤ تو مرو در دہان اژدرہا ✤ لڑکے نے نمانا اپنی جان پر کھیل کر کھیل تماشا جان کے
حق و باطل کو آزماتا ہنستا کھیلتا اُس کے پاس گیا اور کہا اے حق راہ حق دکھا اور
باطل سے بچا اگر دین نصرانی سچا ہی اور عالم مجوسی جھوٹا ہی تو میرے اس پتھر سے یہ اژدہا
مرجائے اور یہ تیرا غلام تردد حق و باطل سے نجات پا جائے پھر ایک پتھر اُٹھا کر مارا قدرت
خدا سے وہ اژدہا مر گیا لڑکے طالب حق کو حق تاریکی باطل سے آفتاب سا نظر آگیا فوراً نصرانی
عابد کی خدمت مین جا کر یہ ماجرا کہا اُسنے کہا اسبات کا سارے شہر مین شہرہ ہوگا اور جہان
متحیر اور حیران ہو کر تیرے پاس آوے گا کسی سے میرا نام نہ لینا مجکو ناحق بدنام نکرنا کہ

مخلوق سے مجکو جان چھڑانا مشکل ہوگا جو مصلحت وقت جاننا سو عمل مین لانا براے خدا
مجکو کسی بلا مین نہ پھنسانا لڑکا عابد سے رخصت ہوکر آیا پھر جدھر دیکھا اُدھر ہی چرچا اور شور
اور غوغا پایا کہ لڑکے نے اژدہے کو مار ڈالا جب اپنے مکان پر پہونچا تمام شہر متحیر ہوکر
اُس کے پاس آیا اور حقیقت حال دریافت کرنے لگا کہا اللہ کے نام سے ذرا سے
پتھر سے ایسا بڑا اژدہا مارا حقیقت مین خدا کی مارنے یہ اژدہا مارا ورنہ مین کیا اور میری مار
کیا شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی وہ سنتے ہی آگ بھبھوکا ہوگیا لڑکے کو بلاکر سارا
ماجرا پوچھا اُسنے کہا مین نے خداے برحق کے نام سے یہ اژدہاے مردم آزار مارا گویا ایک
جہان بجان آمدہ اور اپنے جی جان مردہ کو جلایا اور سواے ساز و سامان ایمان و ل جان کے
سبکو جلایا کہ بندگی سواے خدا کے سراسر حماقت اور شرمندگی ہی اشعار آدمی ہست از براے
بندگی ✤ زندگی بے بندگی شرمندگی ✤ گر تو خواہی خرمی دل زندگی ✤ بندگی کن بندگی کن
بندگی ✤ اسے بے پیر بے قدر جس نے زمین اور آسمان بنایا اور سارا جہان آفتاب سا چمکایا
کیا خدائی اُس کی ہر ذرے مین آفتاب سی نہین چمکتی ہی جاے تعجب ہے کہ دن
دوپہر کو کوئی پوچھتا پھرے کہ آفتاب کس گمنام کا نام ہی اور کہان ہی کیا پتہ نشان ہے
اُسکا سارا جہان احمق اور نادان کہے گا پس جو کوئی روشنی خداے برحق سے منکر ہوکر
آپسے کمتر چیزون کو خدا بنا دے کہ نہ منھہ بولے نہ سر کھیلے وہ بیوقوف کیونکر نہ بیوقوف
کہلاوے چاہیے کہ وہ بعقل اپنی عقل کا علاج کراوے پس یہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور آتش
غضب سے جلکر خاک ہوگیا حکم دیا کہ اسکو کشتی مین بٹھا کر بیچ دریا مین ڈبو دو کیا اس نے
ہمارا نام ڈبو دیا اور سات پشت کو بٹہ لگایا پھر اُس کو کشتی مین بٹھا کر چلے ناگاہ کشتی
اُلٹ گئی سب ڈوب گئے مگر بفضلہ تعالے وہ لڑکا صحیح سالم بچگیا پھر بادشاہ کے

پاس آکر کہنے لگا کہ اُس سچے خدا نے مجکو بچایا اور جھوٹوں کو ڈبو دیا پھر تو بادشاہ آپے سے باہر
نکل گیا کہا کہ اونچے پہاڑ کی چوٹی سے اُسکو نیچے ڈالدو کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے اور اُسکا
نام و نشان مٹجاوے جب پہاڑ پر لے گئے قدرت خدا سے ایسا ہوا کا جھونکا آیا کہ
واللہ اعلم اُن سب اہل ہوا کو کہاں ہوا سا اُڑا یا اور لڑکے کو ذرا ہوا نے نہ ستایا پھر لڑکا
بخوبی سلامت بادشاہ کے پاس آیا اور اُس اہل حماقت کو عرق خجالت مین ڈبویا تب
جلکر کہا کہ جلادون کو جلد بُلاؤ اور اسکی جلد و پوست جلد اُتراؤ لڑکے نے کہا کیون ناحق اپنی
جان کھوتا ہے جی جان کو روتا ہے بیفائدہ حماقت بھگتتا ہے اگر تو اور تیرا سارا
لشکر جمع ہوگا میرا ایک بال نہ میلا ہوگا اگر اس مصیبت سے نجات منظور ہے تو اپنی تدبیر
بالاے طاق رکھ اور میرے کہنے پر دھیان رکھ کہ ایک میدان مین سب لشکر اور تمام
شہر کو جمع کر اور مجکو ایک عُود کی لکڑی پر بطور سولی کے چڑھا اور میرے آگے آکے
یہ کہکے تیر لگا کہ تجکو تیرے خدا برحق کے نام سے مارتا ہون فوراً مرجاؤنگا
پس بادشاہ نے جو اپنی سب تدبیرون سے عاجز آگیا تھا اور مستی خود پرستی سے عقل
باختہ اور باغواے حرص و ہوا از خود گذشتہ تھا حسب ارشاد جناب مولانا شعر حرص و شہوت
مرد را احمق کند * عقل را بے نور و بے رونق کند * ایسا ہی کیا اور حکمت لڑکے دانا سے
وہ نادان آگاہ نہ تھا کہ جب سارے لشکر اور اہل شہر کے آگے یہ بات کہکر تیر ماریگا تو بلاشک
اپنے دین کو جھٹلا دیگا اور میرے دین کو سچا بتا دیگا تو سب لوگ اُسکے جھوٹے دین سے
پھر جا دینگے اور ایمان میرے مذہب حق پر لا دینگے گو مین جان سے گیا مگر جہان تو جان
سے رہا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکا تیر سے مارا گیا اور آدھے گروہ سے زیادہ فوراً
ایماندار ہو گیا اور لڑکے کے غم سے زار زار روتے چلاتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ ہم

ایمان لائے اس لڑکے کے سچے خدا پر جب یہ حال بادشاہ نے دیکھا نہایت حیران ہوگیا کہ
لڑکا کیا مرا سب کو مار گیا اور میری بادشاہت اور ملت سب تہ و بالا کر گیا اُسی وقت ایک گڑھا
چالیس ہاتھ گہرا کھدوایا اور اُس مین جو لوگ ایماندار تھے اُنکو ڈالکر جلایا مگر ایک عورت بچون
والی تھی اُسکو ہر چند ڈرایا کہ تجکو مع تیرے بچون کے جلا دینگے ورنہ اسلام سے باز آ
کہا مین حق سے نہ پھرونگی خدا ے برحق سے مُنھ نہ موڑونگی تو کچھ درگزر نہ کر جو جی چاہے
سو کر پھر ایک ایک اُسکے بچے کو جلتی آگ مین جلاتے تھے مگر وہ کمال آب و تاب
ایمانی سے اُف نہ کرتی اور نہ رضاے الٰہی پر شاکر و صابر تھی جب سب اولاد اُس کی جلا دی
اور گود کے بچے کو بھی جلانے کا ارادہ کیا اور اُس جلتی بھٹی کو اور زیادہ جلایا آخر وہ عورت
تھی اور چند جگر پارہ اُسکے جلگئے تھے اور اُس نے آہ نہ کی گود کے لڑکے کے جلنے سے یکایک
آگ جگر بھڑک اُٹھی آپے سے جاتی رہی عالم بیہوشی مین قریب تھا کہ فریب شیطان
کا کھاوے اور دولت ایمان سے ہاتھ اُٹھاوے ناگاہ قدرت خدا نے اُس گود کے
بچے کو گویا گیا گویا اُس کے حفظ ایمان کا سامان فرمایا اُس نے بزبان فصیح کہا کہ اے ماں
تو کچھ تردد نکر سب بھائی میرے جنت کو گئے مین بھی جاتا ہون پس اس دلدہی لڑکے
سے اُس کی آگ بھڑکی ہوئی بجھی جب سنگدلون نے اُس لڑکے کو بھی آگ مین ڈالا تب
عورت نے بیتاب ہوکر ایک چیخ ماری اُسی وقت ایک شعلہ اُس آگ سے اُٹھا اور
چالیس چالیس گز ہر طرف کے کافرون کو جلا کر خاکستر کر دیا اور اُس بادشاہ کافر کا مع وزیر
اور امیر اور لشکر کافر کے نام و نشان نرکھا کہ کہان گیا اور ایماندار جو اُس ظالم کے ظلم سے
بچے تھے اللہ تعالیٰ کی حمایت سے اُن مین سے ایک کا بھی بال نہ جلا بلکہ ذرا لپٹ بھی نہ لگی
حکایت نقل ہے کہ کسی گانون مین کوئی سردار مع چالیس بچاس آدمی ہمراہی کے ایک

غریب بزرگ صاحب اولاد کے مکان مین بزور جا اُترا وہ بیچارے بباعث تنگی مکان کے بہت تنگ ہوئے اور ہر طرح سے اُس سے عذر و معذرت کرنے لگے اُس نے ایک نہ سُنی مجبور ہو کر کہا کہ میرے پاس حکمنامۂ شہنشاہی ہے اُس مین زور سے بلا اجازت کسی کے مکان پر اُترنے کا حکم نہین ہے کہا لاؤ دکھاؤ چنانچہ قرآن مجید لاکر یہ آیت کریمہ ۱۸ پارہ سورہ نور کی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ آخر پڑھی یعنی اے ایمان والو نہ داخل ہو دوسرے کے گھر مین بلا اجازت وہ دیکھکر حقارت سے کہنے لگا یہ تو قرآن مجید ہے مین نے جانا فرمان بادشاہی ہے پھر اُن بزرگ نے مایوس ہو کر جناب باری مین زاری کی کہ خداوندا اس حال مین مجھ بیکس کا تجھ سوا کون فریادرس ہے اپنی قدرت کا تماشا دکھا اور اس مصیبت سے مجھکو بچا اور حسب ارشاد جناب مولانا کے عرض کرتے تھے اور روتے تھے اشعار از چو ما بیچارگان این بند سخت * کے کشاید اے شہ بے تاج و تخت * اینچنین قفل گران را اے ودود * کے تواند جز کہ فضل تو کشود * ایخداوندی کریئے بردبار * دہ امانم زین مصیبت دلفگار * کہ ناگہان وہ مکان گر پڑا وہ ظالم مع ہوا خواہون کے دب کر مر گیا اور اللہ کے فضل سے وہ بزرگ مع سب گھر کے بچ گئے۔

حکایت نقل ہے ابراہیم خواص سے کہ مین ایک مرتبہ سفر مین تھا راہ مین رات ہو گئی راستہ بھول گیا ایک طرف سے کتے کی آواز آئی پھر اُس طرف کو آبادی جان کر چلا ناگاہ ایک جن نے ایسا طمانچہ میرے مُنھ پر مارا کہ بدحواس ہو کر گر پڑا اور شدت درد سے بیقرار ہو گیا تب مین نے گڑگڑا کر جناب باری مین عرض کی کہ ایسے ہی ناحق تیرے امان مین غریب و مسافر مار کھاوین گے تو کہان چین پاوین گے پس ناگاہ ایک شخص اُس جن کا سر کاٹ کر میرے آگے لایا اور غیب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم جب تک

توہمارے دھیان مین تھا بخوبی امن دامان تھا جب ہمین بھول کے گئے کی آواز پہچانا
جن کا طمانچہ کھایا جب پھر ہمکو بچا ۔ اُس جن کا سر کاٹ کے تیرے آگے بھیج دیا ۔

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ چلے جاتے تھے پیچھے سے امیر کی سواری
آئی ملازم اور خادم چلاتے تھے کہ ہٹو ہٹو امیر کو راہ دو مین ضعیف تھا مجھ سے دوڑا نہ گیا
کسی طرف راستہ نپایا ایک ملازم نے ایسے زور سے میرے کوڑا مارا کہ شدت درد سے
میرے آنسو نکل پڑے یکایک میرے منھ سے بد دعا نکلی کہ الٰہی جس ہاتھ سے مجکو ناحق مارا ہی وہ
ہاتھ کٹجاوے دوسرے دن اتفاقاً اُس شخص کو ہاتھ کٹا دیکھا کہ شدت درد سے روتا چلا تا ہی

حکایت نقل ہی کہ ایک شخص بہت شکیل نہایت جمیل کچھ سودا سوداگری کا بیچتا تھا
ناگاہ ایک امیر کی لونڈی کو اُسس پر سودہوا وہ فریفتہ ہو کر سودا لینے کے حیلے سے
اپنی ڈیوڑھی پر لے گئی اور امیر کی عورت کو اُس کے حال اور جمال سے بخوبی اطلاع
دی اُسنے کہا کہ اُس کو محل مین بُلا لے لونڈی نے پردہ کرکے بُلا لیا امیر کی عورت
اُس کا حسن وجمال دیکھکر فریفتہ ہو گئی لونڈی سے کہا اُس سوداگر سے کہہ کہ سوداگری
چھوڑدے اور شب و روز ہمارے پاس حاضر رہ ہم تیرے ساتھ بہت سلوک کرینگے
اور تجکو بخوبی خوش و خرم رکھین گے لونڈی نے یہ پیام ادا کیا اُس نے قبول نہ کیا
لونڈی نے کہا اگر تو بخوشی اس بات کو قبول نکریگا تو بھی جان سے جائیگا وہ جوان
با ایمان صالح یہ ماجرا دیکھ کر حیران ہو گیا کہ الٰہی مین کس بلا مین مبتلا ہو گیا پھر جان سے
ہاتھ دھوکر لونڈی سے کہا دو رکعت نماز کی مہلت دے لونڈی نے کہا بالاخانے پر جاکر چین
سے وضو کر و اور نماز پڑھو پھر وہان تنہا جاکر وضو کر کے جناب باری مین گریہ وزاری کی
کہ الٰہی موت قبول ہی مگر یہ ذلت اور معصیت قبول نہین اور زار زار روتا تھا اور جب

ارشاد جناب مولانا عرض کرتا تھا **اشعار** اے کریمے اے رحیمے سرمدے * درگزار از بدسگالان این بدے * ہم ازان جالکین تردد دادیم * بے تردد کن مرا ہم از کرم * راہ برما ہچو بستان کن لطیف * منزلِ ماخود تو باشی اے شریف * یکایک اُسکی آب وتاب ایمانی نے زیادہ تر آب وتاب پائی اور بس دلیری اُس کے جی مین سمائی بسم اللہ کرکے اُس بالاخانہ بلند و بالاسے کودا فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بازو پکڑکے بکمال لطف وآسانی زمین پر اُتار دیا ف

باب اٹھارھوان اولیاء اللہ کی وفات اور کرامت مین

حکایت نقل ہو کہ جب حضرت عمرؓ نے وفات پائی تو در ودیوار او رجنگل اور پہاڑ اور ہر شہر و دیار سے زار زار رونے کی آواز آتی تھی جب یہ امر ہر شہر و دیار مین شہرہ افزا ہوا تب اُس وقت کے علماے دین اور صلحاے اہل یقین نے کہا کہ یہ آواز اسلام کی ہو کہ آپ کے وقت مین بہت آب وتاب سے تھا اور ہر جگہ دن اور رات آفتاب اور ماہتاب سا روشن تھا اور تمام عالم اسلام کی روشنی سے آفتاب سے زیادہ روشنی پاگیا تھا چنانچہ شہرت خلافت حضرت عمرؓ کی شہرۂ آفاق تھی اب اسلام اُس وقت کی نسبت بہت کم رونق ہے اس واسطے واویلا کرتا ہو ف

حکایت نقل ہو کہ حضرت ذوالنون مصریؒ بہت کم کلام کرتے تھے اور دن رات دریاے محبت الٰہی مین ڈوبے رہتے تھے اور دنیا دار نادان اُن کو مجنون جانتے تھے اتفاقاً موسم گرما مین قضا فرمائی شدت تابش آفتاب سے کوئی تاب نہ لاسکتا تھا کہ جنازے کے ساتھ جائے مگر چند کسان کامل الایمان ہمراہ ہوئے اور جنازہ حضرت کا لیچلے قدرتِ خدا سے جنازے پر جانور پرون کا سایہ کیے جاتے تھے یہ حال دیکھکر سب

اہل شہر متحیر ہو کر جلد اُن کے جنازے کے ساتھ ہو گئے پھر کسی مسجد کے دروازے پر
واسطے نماز کے جنازہ رکھا مؤذن نے مسجد مین اذان دی اُس انگشت نمائے
ف الکرامت نے کلمہ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر کفن سے ہاتھ نکالکر انگشت شہادت
بلند کی یعنی کلمہ شہادت پڑھ کے کلمۂ شہادت کی شہادت دی اور تصدیق کی یہ ماجرا
دیکھکر سب حیران ہو گئے اور کفن کھول کے دیکھنے لگے کہ یہ تو زندہ ہین کہ کلمہ پڑھتے
ہین اور اُنگلی اُٹھاتے ہین دیکھا تو مُردہ تھے اور اُنگلی ویسی ہی کھڑی تھی پھر بکمال اعزاز
واکرام کفنا دفنا دیا دوسرے دن اُنکی قبر پر بخط جلی لکھا دیکھا اور وہ خط ہرگز کسی خط کے
مشابہ نہ تھا کہ ذوالنون حبیب اللہ نے اللہ ہی کے ذوق شوق مین جان نثار کی

حکایت نقل ہی امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیزؒ کی کہ جب وقتِ رحلت قریب ہوا
تو سب عزیز و اقربا دوست آشنا کو الگ کر دیا اور دروازہ بند کر دیا صبح کو اُن کی
بی بی آئین دیکھین تو بخوبی کفنائے ہوئے رو بقبلہ لیٹے ہین کمال متحیر ہو کر علمائے
وقت کو بُلا کر یہ ماجرا بیان کیا اُنھون نے کہا کہ وہ بہت بڑے متقی تھے اور اللہ کے
نزدیک متقی پرہیزگار کی بہت بڑی عزت و آبرو ہی جیسا کہ سورۂ حجرات مین ارشاد ہی
اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی بیشک تم مین بڑا آبرو والا نزدیک اللہ کے وہ ہی
جو خدا سے زیادہ ڈرے چنانچہ رحمت الٰہی نے فرشتون سے غسل دلا کر حلۂ بہشتی
سے کفنایا کچھ اچنبھے کی بات نہین ہی ہان اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی پھر غسل دیدو
کچھ مضائقہ نہین ہی بلکہ افضل ہی چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد اِس کے جماعت
واسطے نماز کے آراستہ ہوئی اور امامت کو مسلمہ بن عبد الملک بن مروان کھڑا
ہوا ایکایک اُس کو کسی نے زمین پر دے مارا بعد اِسکے الیاس بن حبیب کو کھڑا کیا

وہ بھی چھاتی مین چوٹ کھا کر گر پڑے تب تو سب اہل جماعت یکایک چلا اُٹھے کہ افسوس
امیر المومنین کا جنازہ کیا بدون نماز کے دفن ہوگا ناگاہ آواز تکبیر امام کی سی سُنی پھر سب نے
نماز پڑھی مگر امام کو کسی نے نہ دیکھا کہ کون امام تھے اور یہ آواز کس کی تھی اور ایک عالم پر
عالم حیرت تھا علما نے کہا غالباً حضرت خضرؑ امام تھے بعد تین دن کے ایک رقعہ اُنکی
قبر پر پایا مضمون اُس کا یہ تھا کہ یہ چٹھی ہے اللہ حکیم عزیز کی واسطے نجات عبد العزیز کے پھر
اُس کو خلیفۂ وقت کے پاس لے گئے اُس نے متحیر ہو کر سب علما اور صلحا کو بلا کر پوچھا کہ یہ کس
چیز پر لکھا ہے کسی کے خیال مین نہ آیا کہ کیا چیز ہے مگر انس بن مالکؓ نے کہا کہ مین نے
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ ہماری اُمت مین ایک شخص اصغر
نامی کے واسطے رقعہ نجات کا پتۂ درخت جنت پر لکھا جائیگا کہ عبد العزیز ایمان سے گیا
حکایت نقل ہے کہ ملک شام مین ایک شخص جہاد مین شہید ہو گیا اُس کا باپ اُس کے
غم مین ہمیشہ بدحواس اور بہت اُداس رہتا تھا پھر فضل الٰہی نے اُس کو غم سے چھڑایا اور ہر
شب جمعہ کو اُس کو خواب مین دکھایا کرتے تھے باہم ہمکلام ہوتے تھے اور اس خوشی سے
وہ سات دن تک خوش رہتا ایک مرتبہ جمعے کو خواب مین نہ دیکھا نہایت رنج و غم ہوا دوسرے
جمعے کو بدستور نظر آیا پوچھا کہ اگلے جمعے کو کہان تھا کہا اُس روز عمر بن عبد العزیز نے وفات پائی
تھی سب شہدا کو اُنکی نماز جنازہ مین شریک ہونے کا حکم تھا مین بھی وہان حاضر تھا
حکایت نقل ہے کہ ایک قافلہ جہاز مین سوار تھا اتفاقاً طوفان مین آکر جہاز تباہ ہو گیا
اور کسی ٹاپو مین جا لگا قافلہ وہان اُترا اُس مین سے ایک نوجوان باایمان جنگل کی طرف
گیا اور جلد پلٹ آیا پھر سب کو جمع کر کے کہا کہ میرا وقت اخیر ہے یہ دونون پوٹلی محفوظ رکھ
ایک مین کفن دوسری مین خوشبو وغیرہ لوازم کفن ہین تم بخوبی سب سامان کفن دفن کا

کرنا اور میرے بدن کے کپڑے اپنے ساتھ لیجانا جو کوئی جوان تم سے کپڑے مانگے
اُس کو دیدینا پھر جنگل کو چلے اور سب اُن کے پیچھے چلے ایک مقام پر جاکر اچانک رحلت
کر گئے پھر سب ہمراہی بعد غم والم کے اُن کے کفن دفن میں مستعد ہو گئے اور
دونوں پوٹلی کھولیں ایک میں خوشبو تھی کہ کھولتے ہی جی جان کے دماغ کو معطر کردیا
دوسری میں نہایت مکلف حلہ بہشتی عنبر بار کا کفن تھا الغرض سب لوازم بخوبی انجام
پا گئے وہ سب سامان جنتی دیکھ کر سب کو یقین ہوا کہ یہ شخص جنتی تھا پھر جہاز پر
سوار ہو کر کسی شہر کے پاس جا اُترے ناگاہ ایک جوان باایمان خوش پوشاک
آیا بعد سلام علیک کے اُس امانت کو طلب کیا اُسی وقت اہل قافلہ نے اُس امانت
کو اُس کے حوالے کیا اُس نے فوراً وہ کپڑے پہن لیے اور اپنے کپڑے قافلے
والوں کے حوالے کردیے کہ شہر میں بیچکر فقرا کو تقسیم کر دینا قافلے والوں نے کہا کہ
للہ کچھ احوال اُس جوان دل آرام جنت مقام کا فرمائیے کہ وہ کون کامل الایمان
تھے کہا کہ وہ سرگروہ چالیس اولیا اللہ کے تھے اب میں اُن کے قائم مقام ہوا
حکایت نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ ثابت بن صغار کہتے تھے کہ میں
ایک مرتبہ بغداد میں رات کو بتقریب جنازے کے گیا اتفاقاً جنازہ چلا گیا تھا میں متحیر
رہ گیا کہ واللہ اعلم کہاں گیا ناگاہ ایک طرف سے ایسی خوشبو آئی کہ دماغ جی جان کو
معطر کر گئی اور وہی بو میری رہبر ہو گئی جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں اشعار
بو قلاوز ست و رہبر مر ترا ست + می برد تا خلد و کوثر مر ترا ست + بینی آن باشد
کہ او بوے برد + بوے اوراجانب کوے برد + ہر کہ بوش نیست بے بینی بود +
بوے آن بوالیست کان دینی بود + دفع کن از مغز و زبینی زکام + تا کہ بوے اللہ آید در مشام +

پھر مین اُسی طرف کو چلا گیا اور ایک قبرستان اولیاء اللہ مین پہونچا دیکھون تو ایک
قبر اُسی مُردے کے واسطے کھُدی ہوئی ہی اور اُس مین سے یہ خوشبو اُڑتی ہی ف ۱
حکایت نقل ہی کہ ایک جوان جنتی نے کسی بزرگ سے کہا کہ آپ کو غسل میت بھی
بخوبی معلوم ہی اُنھون نے کہا کہ ہان پس وہ جوان اپنے ہمراہ لے گیا اور
دروازے پر بٹھا کر کہا کہ تھوڑے عرصے مین اندر چلے آنا اور بلانے کا انتظار نکرنا
پھر یہ بزرگ بعد تھوڑی دیر کے گئے دیکھا کہ ایک طرف وہی جوان با ایمان رو بقبلہ
لیٹے ہین بعدہ معلوم ہوا کہ رحلت کر گئے یہ بہت متحیر ہوئے سمجھے کہ یہ جوان صالح
اولیائے کاملین سے تھے پھر اُن کو بخوبی غسل دیا جب قصد کفنانے کا کیا اُنھون نے
آنکھین کھول کے تبسم کیا مین نے کہا سبحان اللہ مُردے بھی ہنستے اور مسکراتے ہین اگر
زندہ ہو تو اُٹھ کھڑے ہو ورنہ کیون ہنسی کرتے ہو پھر اس قسم کے مقال حسب حال سے خوشحال
تھے شعر ماہرو پردہ جب اُٹھاتے ہین + عاشق اس طرح جی سے جاتے ہین شعر
عاشقان جام فرح آنگہ کشند * کہ بدست خویش خوبان شان کشند * شعر
کشتگانِ خنجر تسلیم را * ہر زمان از غیب جانے دیگر ست * کہا ای شیخ اولیاء اللہ کہین
مرتے ہین بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین چلے جاتے ہین جیسے کہ جناب مولانا وصف
انتقال اہل اللہ مین فرماتے ہین شعر نقل باشد نے چو نقل جان عام * ہمچو نقلے
از مقامے تا مقام * پھر آنکھین بند کرلین مجھکو بہت غم ہوا بعد اسکے اُنکو کفنا دیا ف ۲
حکایت نقل ہی کہ جب ثابت بنانیؒ نے کہ اولیائے کرام سے تھے رحلت فرمائی تو حضرت
حمید الطویلؒ اور حضرت ربیع الصبیحؒ نے اُنکا جنازہ قبر مین اُتارا ناگاہ دونون صاحبان
کے ہاتھ سے جنازہ غائب ہو گیا پھر سب متحیر ہو گئے اور ہر ایک پر سکتے کی سی حالت

طاری تھی کہ کوئی کچھ کہہ نہ سکتا تھا ایک دوسرے کا مُنھ تکتا تھا گویا ہر ایک بزبان اشارہ
ساتھ اس مصرع کے گویا تھا مصرع سکتے کی سی حالت ہے کچھ کہہ نہین سکتا ہون بمصلحت
وقت جان کر قبر کو بدستور درست کر دیا اور کچھ چرچا نہ کیا مگر حضرت حمید الطویلؒ نے حضرت
سلیمان بن علی کو رازدار جان کر یہ راز کہا اُنھون نے بھی بہت تعجب کیا چنانچہ رات کو
مع چند خادمون کے جا کر وہ قبر کھودی تو خالی پائی پھر قبر بدستور درست اور ثابت کر دی
اور صبح کو ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر گئے اُن کی لڑکی ملی اُن سے پوچھا کہ زندگی
مین تمھارے باپ کیا کیا کرتے تھے کہا کیا تم نے اُن کو قبر مین نہین پایا یہ سنکر اور زیادہ تر
متعجب ہوئے اور کہا سبحان اللہ مصرع این خانہ تمام آفتاب ست ؛ کہا کہ وہ ڈو برس
سے رات دن زار زار روتے تھے اور گڑگڑاتے تھے کہ خداوندا میرا جی یہی چاہتا
ہو کہ ایک لمحہ تیری دولتِ حضوری سے دور نہون اور ہر دم حاضر حضور ہون اور جبتک
جیون تو ایسے ہی جیون اور مرون تو ایسے ہی مرون چنانچہ حسب ارشاد جناب مولانا
ہر دم تازہ دم تھے **ابیات** عمر برگ این ہر دو با حق خوش بود ؛ بے خدا
آب حیات آتش بود ؛ ہر کجا تو با منے من خوش دلم ؛ ور بود در قعر
چاہے منزلم ؛ خوشتر از ہر دو جہان آنجا بود ؛ کہ مرا با تو سر و سودا بود ؛ عمر خوش
در قربِ جان پروردنست ؛ عمر زاغ از بہر سرگین خوردنست ؛ بہر مخمورِ خدا
جامِ طہور ؛ بہر این مرغان کور این آب شور ؛ پھر حضرت حسن بصریؒ نے یہ معاملہ
سنکے فرمایا کہ فے الحقیقت ثابت بنانیؒ بدولت ایمانی قرب رحمانی مین ہر دم حاضر حضور
ہین چنانچہ مین نے اُن کو خواب مین نماز پڑھتے دیکھا ہو فقط
حکایت نقل ہو کہ ایک ولی اللہ نے رحلت فرمائی بعد غسل دے کر نماز اُن کے

جنازے کی پڑھی جب قبر مین رکھا دیکھا تو تمام قبر پھولون سے بھول رہی ہی اور خوشبو
سے مہکتی ہی ہر ایک سنے متحیر ہو کر ایک ایک ڈالی اُسمین سے لاکر اپنے اپنے گھر
لگائی قدرت خدا سے قریب تین مہینے کے وہ ڈالیان بخوبی تر و تازہ رہین پھر تمام
شہر مین شہرہ ہوا اور ایک عالم اُس قدرتی تماشے کا تماشائی ہوا حاکم وقت نے اس
ماجرے سے مطلع ہو کر بخیال فتنہ و فساد کے سب جگہ سے وہ ڈالیان طلب کین قدرت الٰہی
سے سب جگہ سے وہ ڈالیان گم ہوگئین **حکایت** نقل ہے ایک پارسا عبادان کے
رہنے والے سے کہ ایک مرتبہ ایام شدت گرمی مین ایک نوجوان کامل الایمان نے رحلت
کی شدت گرمی سے سب سامان کفن دفن کا اُسوقت بخوبی نہو سکا ٹھنڈے وقت پر موقوف
رکھا اتفاقاً میری آنکھ ذرا لگ گئی کیا دیکھتا ہون کہ جنگل مین ایک مکان پر خیمہ جواہر کا چمکتا ہی
اور صدہا حورین بکمال خوبی و آراستگی اُسمین جلوہ آرا ہین اور خیمے سے سر نکال کر کہتی ہین
کہ اے فلانے تو نے اُس جوان صاحب ایمان کے کفن دفن مین اسقدر کیون دیر
کی ہی ہم سب جی جان سے اُس کے منتظر ہین جلد جاکے اُسکو کفنا دفنا دے پھر میری
آنکھ کھل گئی جلدی سے مین نے اُٹھکر بخوبی کفنا کر جہان خیمہ دیکھا تھا وہین دفنا دیا +
حکایت نقل ہی داؤد طائی کی کہ کچھ دینار اکل حلال کے بقدر حصہ ترکے مین پائے
تھے اُس مین سے سال بھر تک ایک ایک دینار اپنے ضروریات مین صرف
کرتے رہے اتفاقاً وہ سب خرچ ہوگئے صرف ایک دینار باقی رہا حجام کو بلا کر حجامت
بنوانا اور خود ذکر اللہ مین مشغول ہونا شروع کیا حجام نے کہا پہلے آپ حجامت سے
فارغ ہو لیجیے پھر بخوبی ذکر اللہ مین مشغول ہو جیے گا مبادا کہین اُسترہ لگ جائے فرمایا
سبحان اللہ سب دم ہمارے غفلت مین گذرتے رہنے اور سب ضائع ہوتے ہین

اس حال مین یاد الٰہی سے کیونکر خاموش رہون بعد فارغ ہونے لوازم حجامت
کے وہ ایک دینار حجام کے حوالے کیا اور نماز پڑھنا شروع کیا اور سجدے مین
جان بجانان نثار کی ف

باب اُنیسوان خواب مین نظر آنے اہل اللہ کے

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے خواب مین دولت
زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کی دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت
عمر فاروقؓ داہین بائین آنحضرت کے جیسے تارے گرد چاند کے چمکتے ہین مؤدب
بیٹھے ہین مین بھی سلام علیک کرکے مؤدب بیٹھ گیا تھوڑے عرصے مین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کو یاد فرمایا وہ دونون بھی حاضر ہوئے مگر
جلدی رخصت ہوگئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے جاتے تھے کہ الحمد للہ ہم
پاک صاف تھے اور امیر معاویہ کہتے آتے تھے کہ الحمد للہ ہم بھی پاک صاف ہوگئے ف

حکایت نقل ہی کہ ایک ولی اللہ کو خواب مین دولت دیدار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نصیب ہوئی کہ آنحضرت ایک مقام پر جلوہ فرما ہین اور داہین بائین اُس
ماہتاب رسالت مآب کے دو تارے چمکتے ہین تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص اور
نورانی چہرے کے آئے آپ نے اپنے پاس بٹھالیا اور بہت پیار کیا اتفاقاً میمون
ابن مہرانؓ صحابی بھی وہان حاضر تھے مین نے اُن سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین کون کون حاضر ہین کہا داہین طرف حضرت صدیق اکبرؓ اور
بائین طرف حضرت عمر بن خطاب اور آگے حضرت کے عمر بن عبد العزیز ہین ف

حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت ابراہیم ادہم کو خواب مین دیکھا کہا کیا
معاملہ پیش آیا آگے حاکم حقیقی کے کہا اُسکے فضل وکرم بیحد و بیشمار کا کس جان وزبان
سے شمار کرون کہ بیشمار ہین مجکو باب الشمس پر مقام عطا ہوا ہی مین نے کہا باب الشمس
کس مقام کا نام ہی کہا وہ ایک بڑا مکان عظیم الشان بمقابلہ عرش معلی کے ہی اور وہ درجہ
سواے اولیاء اللہ عالی درجے کے کسی کو نصیب نہین ہوتا اور بہت بڑی دولت وہان
دولت دیدار پروردگار ہی کہ اپنے فضل وکرم سے ہر روز ستر بار روزی کرتا ہی ف

حکایت نقل ہی کہ ایک پارسا نے خواب دیکھا کہ جنت بکمال حسن وجمال آراستہ و
پیراستہ ہی اور ایک خوان مکلف درخت نوری مین معلق ہے اور ایک کرسی پر تکلف
یاقوت سرخ کی نہایت تکلف سے اُس کے پاس بچھی ہی اور اُس پر ایک جوان کامل الایمان
بہت نفیس پوشاک سے آراستہ جلوہ فرما ہے اور اُس خوان سے کھانا کھاتا ہی اور
ہزارون فرشتے مژدہ سناتے اور خوشخبری دیتے مانند ہالے کے گرد اُس ماہ پارہ کے
کھڑے ہین مین نے متحیر ہو کر پوچھا یہ کیا مجمع ہے اور یہ چاندسا چہرہ آفتاب سا چمکتا ہوا
کون شخص ہی کہا یہ جوان مالک بن دینار ہین کہ دنیا مین اپنے مالک حقیقی کی تابعداری
مین ہمیشہ جان نثاری کرتے رہے اور گرد اُن کے بارہ ہزار فرشتے خوشی
کرتے خوشخبری سناتے ہین اور مضمون آیہ کریمہ سورۂ ق کا لَهُم مَّا يَشَاءُونَ
فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ادا کرتے ہین یعنے تمنے ساری عمر ساری جی کی خواہش
ہماری خواہش کے آگے خاک کردی اور سب ساز وسامان دنیا کو دل وجان مین
آگ لگادی اُس کے بدلے ہمنے تمکو یہ دولت عطا کی خوب کھاؤ اور چین اُڑاؤ اور جی
چاہے سو اور چاہو اور مانگو اگر ہم اپنی طرف سے وہ نعمت عطا کرین گے

جو کبھی تمھارے وہم وخیال مین بھی نہین گذری پھر اور طرف جا کر دیکھا تو عجب تماشا قدرت خدا کا دیکھا کہ ایک شخص بہت عالیشان نہایت معظم ومکرم محبت خدا مین بیخود ہین اور ذوق وشوق دیدار پروردگار مین دریاسے اُبلتے ہین اور ٹکٹکی باندھے ہوئے زار نزار ہین مین نے حیرت مین آکر پوچھا یہ کون ہین کہا یہ معروف کرخی ہین کہ وقت دیدار ہوش مین آتے ہین اور انتظار دیدار مبارک مین مدہوش رہتے ہین ف ÷

حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے یحیی بن رازیؒ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ جناب باری مین تمھارا کیا معاملہ ہوا کہا اُس کی عنایت اور غایت شفقت کس جان وزبان سے ادا کرون کہ بیحساب ہے ارشاد ہوا کہ اے یحییٰ دنیا مین کیا کیا اور ہمارے واسطے کیا لایا مین نے عرض کیا کہ اے میرے مالک مین حسب الحکم فخر بنی آدم کہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ قید خانۂ دنیا سے موافق ارشاد تیرے کہ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ہ بہزار خواری وزاری چھوٹ کر سرکار والا مین آیا ہون اور قیدی جب قید خانے سے چھوٹتا ہی تو صورت سوال ہو جاتا ہی پس وہ مستحق لینے کے ہر یا لائق لانے کے چنانچہ ہر ایک اُسکے حال پر رحم کرتا ہے اور حسب لیاقت اپنے اُس کے ساتھ عنایت اور اعانت کرتا ہی اب مین قید خانۂ دنیا سے بہزار خواری وزاری چھوٹ کر آپ کے دردولت پر بڑی آس کرکے آیا ہون دیکھون در رحمت وعنایت سے کیا مرحمت وعنایت ہوتا ہی کہ بہت شہرت بندہ نوازی اور کارسازی کی سُنی اور دیکھی ہے کہ تو نے بیحد وبے شمار گنہگارون کو گناہ سے چھڑا لئے اور عالی درجے کو پہونچائے تیرے لطف و

کرم سے کیا عجب ہے کہ اس غلام کو بھی اپنی مراد کو پہونچاوے اور آفت قبر اور حشر سے
بچاوے فرمایا اے یحیی تو نے سچ کہا کہ مجھسے زیادہ میرے بندے کے حق مین کون
شفیق اور مہربان ہے جا خوش ہو اور خوشی سے رہ کہ مین نے تجھکو بھی جنت عطا
کی اور تیری بھی مغفرت فرمائی شعر اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہ ہو اُس سے
مایوس امیدوار +

حکایت نقل ہے بشار بن غالب سے کہ بعد وفات رابعہ بصری کے مین ہمیشہ اُنکے
واسطے دعا اور درود کا ثواب بخشا کرتا تھا ایک مرتبہ رابعہ کو خواب مین دیکھا مجھسے
کہا اے بشار خدا تجھکو نجات کی بشارت دے اور خوش رکھے مین تجھسے بہت خوش
ہون کہ تو ہمیشہ مجھکو دعا و درود وغیرہ کا ثواب پہونچاتا ہے اور خوش کرتا ہے پس جو
کوئی مُردے کو ثواب کسی چیز کا بخشتا ہے اول اللہ تعالے اُس کو قبول فرماکر فرشتونکو
فرماتا ہے کہ بطور تحفے کے نوری خوان مین نوری کپڑے سے ڈھنک کر اُس مُردے
کی قبر پر کمال اعزاز سے پہونچاؤ پس فوراً فرشتے اُس کو پہونچاتے ہین اور کہتے
ہین کہ اے فلانے بیٹے فلانے کے یہ تحفہ تجھکو فلانے کے بیٹے فلانے نے
بھیجا ہے پھر وہ مُردہ بہت خوش ہوکر کمال خوشی سے اُسے لیتا ہے اور اُس کے
سبب سے مُردے گنہگار عذاب سے نجات پاتے ہین اور نیک کارون کے درجے
بلند ہو جاتے ہین پس مین بہت مسرور ہوا اور ورد معمولی ہمیشہ جاری رکھا +

حکایت نقل ہے ایک پارسا سے کہ مین ایک مرتبہ کشتی مین سوار تھا قدرت خدا
سے وہ کشتی ڈوب گئی فضل الٰہی سے سب بچ گئے مگر ایک نوجوان باایمان
ڈوب گیا سب کو اُن کا بہت غم والم ہوا ناگاہ مین نے اُنکو خواب مین دیکھا پوچھا

کہ کیا حال گذرا کہا شفقت جناب باری کس جی و جان سے بیان کرون کہ ڈوبتے ہی
مجھے دریاے رحمت مین ڈوبا دیا اور مقام عالی مقام شمس پر پہونچا دیا مین نے
کہا شمس کس مقام کا نام ہے فرمایا ایک بڑا مکان عالی شان ہے کہ سواے
شہیدون یا دریا مین ڈوبے ہوؤن کے وہ کسی اور کو نہین ملتا ہے ف

حکایت نقل ہی موسی بن عیسیٰ سے کہ ایک مرتبہ خراسان مین میرے پاس
ایک شخص بزرگ آئے اور کہا کہ تم شدّاد موذن کو بھی جانتے ہو مین نے کہا
تمھاری اُسنسے کیا غرض ہی کہا اتفاقاً مین نے خواب مین جنّت دیکھی ناگاہ وہان
اذان کی آواز سُنی مین نے حیرت مین آکر پوچھا یہ اذان کی آواز کہان سے آئی کہا کہ یہ آواز
دلنواز شدّاد موذن کی ہی کہ جب دنیا مین اذان دیتا ہی جنّت مین اُسکی اذان کی آواز آتی ہی ف

حکایت نقل ہی حضرت ابراہیم ادہمؒ سے کہ ایک مرتبہ مین نے بشر حافیؒ کو خواب
مین دیکھا کہ ایک آستین مین کچھ بھرا ہی مین نے کہا کہ جناب باری مین تمھارا کیا معاملہ
گذرا اور آستین مین کیا بھرا ہی کہا جو کچھ اُس خاوند کریم نے اِس غلام پر انعام واکرام
فرمایا کیونکر بیان کرون کہ بیحد و بے شمار ہی اور آستین مین وہ زر و جواہر ہے کہ
جو مین نے بعد انتقال احمد بن حنبلؒ کی روح پر نثار کیا تھا پھر مین نے کہا کہ حضرت
احمد بن عبد اللہ اور حضرت یحیی رازیؒ کا حال کہو کہ وہ کس حال مین ہین کہا ابھی
اُن سے ملاقات ہوئی تھی اُنھون نے فضل خدا سے عرش معلّے کے نیچے مقام
پایا ہے سبحان اللہ کیا اونچا پایا ہی کہ ہر ساعت دولت دیدار جناب باری سے بہت
بشاش و بشاش ہین اور نہایت خوش و خرّم اور یہ مضمون ارشاد حضرت حافظؒ
کے ہر دم تازہ ہین اشعار گشتہ ام در جہان و آخر کار دلبری برگزیدہ ام کہ مپرس +

ہمچو حافظ غریب وا زرہ عشق + بمقامی رسیدہ ام کہ مپرس + شعر خاطرم وقتی ہوس
کردی کہ بینم چیزہا + تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت ہوس +

حکایت نقل ہے کہ ملک شام مین ایک شخص جہاد مین شہید ہو گیا تھا بعد مدت کے
علی المرافقی نے کہا کہ مقام افسوس ہے کہ مین ابتک اپنے دوست کی قبر پر فاتحہ کو بھی نہین گیا
پھر اُسیوقت اُسکی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھکر جنگل کی فضا و ہوا اچھی معلوم ہوئی ذرا آنکھ لگ گئی
اتفاقاً اُس دوست کو خواب مین دیکھا کہ سخت عذاب مین گرفتار ہے اور چارون طرف سے آگ
مار دھاڑ ہے مین نے بہت متحیر ہو کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہا کیا کہون مین روز مرگ سے
ایسے ہی وبال مین مبتلا ہون مگر فضل جناب باری کا ہردم امیدوار ہون پس اُسکو یہ حال دیکھکر
کمال عبرت ہوئی اور نہایت دہشت جی پر چھا گئی کہ جب خدا کی راہ مین جان دینے والون کا
یہ حال ہوا تو واللہ اعلم میرا کیا حال ہوگا پھر آنکھ کھل گئی تو آپ بہت اُداس اور بدحواس پایا
آخر کار گرتا پڑتا بہزار خرابی گھر تک آیا تیسرے دن پھر اُسکو خواب مین دیکھا نہایت خوش و
خرم پایا کہ ستر حلہ بہشتی اور تاج نوری سے بکمال زرق و برق آراستہ ہے مین نے متعجب
ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے پہلے تجکو سخت عذاب مین مبتلا دیکھا اور اب بکمال آب و تاب پایا
کہا کل ایک قافلہ اس راہ سے بصرے کو جاتا تھا اُس مین سے کوئی الحمد و قل پڑھکر
اہل قبور کو بخشتا تھا ہر ایک مردے نے اپنے اپنے حصے کا ثواب پایا مجکو اُس نے
اپنے کرم و فضل سے اُسکے بدلے یہ درجہ عنایت فرمایا اور سب عذاب قبر اور حشر سے بچا دیا

باب بیسوان حکایات متفرقات مین

حکایت روایت ہے حضرت عقیل رض برادر حقیقی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ مین ایکمرتبہ

سفر مین بسعادت ہمراہی رکاب افاضت انتساب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے
مشرف تھا تین معجزے عجیب و غریب دیکھے اول یہ کہ ایک مرتبہ جنگل مین آپ کو حاجت
رفع حاجت کی ہوئی اور وہ دشت کف دست چٹیل میدان تھا کہین درخت اور جھاڑ کا نام
و نشان نہ تھا جہان وہ برگزیدۂ جہان رفع حاجت فرماتے ناگاہ دو درخت ایک پہاڑ پر
نظر آئے حضرت نے مجکو ایلچی فرمایا کہ تو جلد جاکر ان دونون درخت کو ساتھ لے آ میں
میرے جلتے ہی وہ دونون درخت سبز بخت فوراً حاضر حضور سراپا نور اُس صدر الصدور
کے ہوئے آنحضرت نے اُن کی آڑ مین رفع حاجت فرمائی پھر وہ دونون درخت
حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے مقام پر گئے دوسرے یہ کہ آگے چلکر
ایک مقام پر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے دیکھا تو بڑا مجمع ہے اور ایک
اونٹ بلبلاتا چلاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر زار زار رو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ
مجکو انکی مار سے چھڑا لیجیے اور انکو آخرت کی مار سے بچا لیجیے کہ یہ مجکو ناحق مارتے ہین اور
فرمانبرداری جناب باری سے جی چراتے ہین آنحضرت نے اُس قوم سے فرمایا کہ کیون
اِس حیوان بے زبان کو مارتے ہو اور قیامت کے دن آپ مار کھانے کا سامان کرتے ہو
سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز سے یہ اونٹ باؤلا ہو گیا ہے کہ ہر ایک کو کاٹتا لات
مارتا ہے مجبوری اسکا ذبح کرنا مناسب جانا مبادا کوئی شخص ناحق ایذا پاوے تب حضرت نے
اونٹ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تو کیون دیوانہ ہوا ہے کہ سب کو کاٹتا اور لات مارتا ہے
تب اُس نے صاف صاف عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز ہوئے اس قوم نے نماز عشا کی
بالکل چھوڑ دی ہے اور کھا پی کر خواب غفلت مین ایسے سوتے ہین کہ پھر کروٹ نہین لیتے مین
خوف الٰہی سے کانپتا تھراتا ہون کہ مبادا ان کے وبال مین مین بھی گرفتار نہ ہو جاؤن کہ

فرض الٰہی سے منھ پھیرنا گویا قہر الٰہی اپنے سر پر لینا ہی پس حالت بیقراری مین کبھی آنکھ
مُنھ سے کبھی پیر سے چونکاتا ہون اُسپر یہ ہرگز نہین چونکتے اور جانتے ہین کہ یہ اونٹ
دیوانہ ہو گیا ہی جو رسّی توڑاتا کاٹتا اور لات مارتا ہی آپ اس قوم کو عذاب آخرت سے ڈرایئے
اور خوب تنبیہ فرمایئے کہ اول نماز عشا سے ہرگز نہ سوئین پھر جو مین کچھ حرکت کرون تو
خطادار اور سزا کا سزاوار ہون تب حضرتؐ نے اُس قوم کو نہایت تنبیہ و تاکید فرمائی
اور سب نے توبہ کی اور پھر کبھی نماز عشا کی ترک نہ کی تیرھوے یہ کہ جب وہانسے آگے چلے
یکایک جنگل مین مجکو پیاس سے نہایت بیقراری ہوئی وہان ایک پہاڑ تھا حضرت
نے ارشاد کیا کہ اس پہاڑ کے پاس جا کر کہو کہ نبی آخر الزمانؐ نے مجکو پانی پینے کو بھیجا ہی
چنانچہ مین گیا اور پیام حضرتؐ کا ادا کیا پہاڑ کمال تعظیم سے پیش آیا اور عرق ندامت مین ڈوب
گیا اور کہنے لگا کہ میرا سلام و نیاز عرض کرنا کہ یا حضرت جس روز سے یہ آیۃ کریمہ اوّل
پارے کی فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ سُنی ہی خوف عذاب دوزخ سے
ہوش و حواس باختہ ہین اور رات دن زار زار روتا چلاتا ہون کہ ای خداوند میرے
دوزخ کے عذاب سے بچانا اس سبب سے مجھپر ایک قطرہ پانی کا نام و نشان نہین
ہی چنانچہ درخت جھاڑ کسی قسم کا بھی میرے اوپر نہین ہی ف

حکایت نقل ہی عبد اللہ بن مالک ابدال طرطوسی سے کہ مین نے محمد بن احمد عابد رح سے
کہ ایمۂ کرام سے ہین سُنا وہ فرماتے تھے کہ مین ایک مرتبہ روز جمعہ کو بعد نماز عصر
کے بیت المقدس مین باب سلیمان پر بیٹھا تھا کہ ناگاہ دو شخص ڈرانی صورت کے آئے
ایک تو بہت مشابہ آدمی کے تھے وہ میرے پاس آ بیٹھے اور دوسرے ذرا دور بیٹھے مجکو بہت ڈر
معلوم ہوا مگر ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ آپ کون ہین کہا مین خضر ہون اور وہ الیاس ہین

پھر مجکو کہا کہ تم کچھ خطرہ نہ کرو تم کو مین ایک دعا بتاتا ہون اُسپر عمل کروگے تو بہت
فائدہ اُٹھاؤگے یعنی جمعہ کے دن بعد نماز عصر رو بقبلہ بیٹھکر نماز مغرب تک فقط
یا اللہ یا رحمن یا رحیم پڑھنا خدا ے تعالی مراد دلی پوری کریگا تب تو مین بہت خوش ہوا
اور جھجک اور ڈر سب جاتا رہا پھر مین نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کا حال تو آپکو خوب
مفصل معلوم ہوگا کہا کہ ہان حقیقت حال یہ ہے کہ جب آفتاب عالمتاب وجود باجود سرور انبیا
سرور جناب رسالتمآب اس دار ناپایدار سے غروب ہوا اور تمام جہان بچشم جہانیان
تنگ و تاریک ہو گیا زمین نے بکمال نالہ وزاری جناب باری مین عرض کیا کہ خداوندا
تو نے اپنے حبیب جان جہان کو اُٹھا لیا گویا جی جان کو نکال لیا اور مجکو طوفان غم و
الم مین ڈوبا دیا اور اُنکی رونق سے مجکو بے رونق کردیا اب قیامت تک کوئی نبی نہوگا
کہ جسکے سہارے سے اپنے دل رفتہ کی تسکین کرون اور اس بچلے جی کو سمجھاؤن حکم
حاکم حقیقی کا آیا کہ اے زمین نہ گھبرا اور واویلا نہ مچا کہ تجھکو روشنی اولیاے امت محمدیہ سے
آفتاب سا چمکا دونگا اور آسمان سے زیادہ رونق بخشدونگا کہ اُنکے دل بنیاہ وشند ہونگے
سے روشن ہونگے اور سب کارخانے اُنکے بتیرے واسطے سے بدستور جاری
رہینگے چنانچہ جناب باری نے ویسا ہی کیا کہ ہر زمانے مین تین سو اولیاء اللہ کہ واسطے
سے یہ سب کارخانے دنیا و آخرت کے جاری فرمائے اور اُن کو اہل خدمت [illegible]
وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہین اور ہشتر اور ہین وہ نجبا اور ابدال کہلاتے ہین اور چالیس
ہین وہ اوتاد کرکے مشہور ہین اور دس ملقب نقبا ملقب ہین اور سات بعرفا نامزد ہین اور
تین مختار کہلاتے ہین اور جو سب کے سردار ہین وہ غوث کہلاتے ہین پس جب وقت
وفات غوث کا آتا ہے تو اُس کے مقام پر ایک صاحب اُن تین مین سے قائم ہوجاتے ہین

اور ایک صاحب سانت سے بجاے اُن کے اور دس مین سے ایک صاحب بخدمت اُنکے
مقرر و قائم ہو جاتے ہین اور اسی طور یہ سلسلہ درجہ بدرجہ تا قیامت جاری رہے گا
اور بعضے اُن سے مثل غوث روشندلی مین بحکم محکم فخر بنی آدم علمار امتی کانبیار بنی اسرائیل
ہم پلو انبیا علیہم السلام اولو العزم کے ہین اور حقیقت مین سب انبیار ایک ہی راہ حق پر
ہین مگر بظاہر بعضے احکام مین تفاوت ہوتا ہی تاکہ فی الجملہ ہر ایک کے دین ومذہب
مین فرق پیدا ہو جاوے اور دوسرے نبی کے آنے کی وجہ موجہ ہویدا ہو جاوے اور
اُن مراتب مذکورہ اولیار اللہ سے اصلا ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی حقیقت سے
کماحقہ آگاہی نہین ہے ورنہ جو اعلیٰ درجے والا ادنیٰ درجے والے کے درجے مرتبے
سے مطلع ہو تو کہے کہ یہ فرقہ خدا کی خدائی سے آگاہ وخبردار نہین قابل سزا ہی
علے ہذا القیاس ہر فرقے کو اسی قیاس پر قیاس کرلینا چاہیے یہ بات سنکر
مجکو بہت اچنبھا ہوا فرمایا کہ سورہ کہف مین میرا اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تو نے
نہین پڑھا جو تو اس قدر تعجب کرتا ہے پھر مین نے کہا کہ مقام قیام آپ کا کہان
ہی فرمایا کچھ مقرر نہین ہر دم اپنی اپنی خدمت مقرری مین ہمدم اور سرگرم رہتے ہین
مجھ کو جنگل کی خدمت ملی ہی کہ بھولے چوکے کو راہ بتاتا ہون اور آفت زدہ کو نجات
دیتا ہون اور عورت کو جننے کے دُکھ درد سے چھُڑاتا ہون اور الیاس کو دریا کی
خدمت ملی ہی کہ کشتی آدمی جانور ڈوبتے کو بچاتے ہین مین نے کہا مجھکو پھر بھی
دونون صاحبون کی زیارت نصیب ہوگی کہا کہان وقت حج اور رحلت اولیار اللہ
کی مین ہم دونون شامل ہوتے ہین اور ایک کاغذ جیب سے نکالا اُسمین تمام
اولیار اللہ کا نام لکھا تھا وہ کاغذ دکھا کر پھر دونون صاحب چلے گئے مین نے کہا

مین بھی ہمراہ رکاب چلون کہا تم ہمارے ساتھ نہ چل سکو گے پھر حضرت خضرؑ نے
فرمایا کہ مین صبح کی نماز مکۂ معظمہ مین رکن شامی پر ادا کر کے بعد نماز اشراق پھر اپنی
خدمت پر جاتا ہون پھر نماز ظہر مدینۂ منورہ مین پڑھتا ہون اور روضۂ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و دعا پڑھکے پھر خدمت مقرری پر جاتا ہون اور نماز عصر بیت المقدس
مین پڑھتا ہون بعدہ خدمت معمولی پر سرگرم رہتا ہون اور نماز مغرب طور سینا پر
ہمراہ اولیاء اللہ کے ادا کرتا ہون پھر اپنی خدمت پر مستعد ہوتا ہون اور نماز عشا
سد یاجوج پر پڑھتا ہون پھر صبح کی نماز مکۂ معظمہ مین جاکر پڑھتا ہون اسی طرح تا قیام
قیامت حکم حاکم حقیقی مین سرگرم رہون گا۔ +

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص اپنے لڑکے کو حضرت عمرؓ کی خدمت مین
لایا اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین اس کو نصیحت فرمایئے کہ یہ میری فرمانبرداری نہین
کرتا بلکہ ہر بات مین میری مخالفت کرتا ہے آپ نے لڑکے کو جھڑک کے ارشاد کیا کہ باپ کی
فرمانبرداری مین کیون عذر و نافرمانی کرتا ہے اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت سب
حقوق باپ کے بیٹے ہی پر ہین یا کچھ بیٹے کا بھی حق باپ پر ہے فرمایا کہ ہان بیٹے کے
بھی تین حق باپ پر ہین اوّل یہ کہ اُس کی مان لونڈی باندی نہو تا کہ اُسکو اپنے ہمچشمون مین
ذلت نہو دوسرے یہ کہ علم دین تعلیم کرے تیسرے یہ کہ نام اچھا رکھے عرض کیا کہ یا حضرت
ان تینون باتون مین سے میرے باپ نے ایک بھی ادا نہین کی موجود ہین دریافت
فرما لیجیے کہ میری مان دو سو روپے کو خریدی ہے اور علم دین سے ایک حرف بھی تعلیم نہین کیا
اور نام میرا جعل رکھا ہے تب تو حضرت امیر المومنین اُس شخص پر بہت ناخوش ہوئے اور
فرمایا یہان سے جا کہ اول زیادتی تیری طرف سے ہوئی پھر اس لڑکے کی طرف

حکایت نقل ہر ابو الحسن کاتب سے کہ کتاب مناقب مین لکھا ہر کہ ایک شخص
جہاز پر سوار تھا ناگاہ قدرت خداسے ایسی ہوا چلی کہ دریا مین طوفان آگیا اور وہ
جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تباہ ہوگیا سب آدمی ڈوب گئے مگر وہ شخص فضل الٰہی سے
بچ گیا اور ایک تختے پر بہ گیا زندگی سے ہاتھ دھو چکا تھا کہ اتفاقاً قدرت خداسے وہ
تختہ بہتا بہتا کسی ٹاپو مین جا لگا یہ جھٹ کنارے پر اُتر گیا اور شکر خداے تعالیٰ کا بجالایا
آگے جاکر دیکھا کہ ایک مکان مین کوئی آدمی بیٹھا ہر اُس سے سلام علیک ہوئی
اُس نے کہا تو کون ہر کہان سے آیا ہر مین نے سب سرگذشت اپنی بیان کی اُسنے
پوچھا تو کس کی اُمت سے ہر کہا کہ مین امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہون پھر مین نے
پوچھا تم کس کی امت سے ہو کہا مین اُمت موسیٰ سے ہون اور ہم دو بھائی تھے رات دن
عبادت الٰہی مین مشغول رہتے تھے اتفاقاً قضاے الٰہی سے وہ قضا کرگیا مین تنہا
رہ گیا تیرا جی چاہے تو تو بھی یہان رہ کہ ہم تم دونون باقی عمر عبادت الٰہی مین بسر کرین
مین نے کہا بہت بہتر ہر چنانچہ مدت تک مین وہان رہا ایک مرتبہ مین تفریحاً جنگل مین
پھرتا تھا ناگاہ مجھ کو ایک چشمہ نظر آیا اُس کے کنارے کنارے چلا گیا اتفاقاً ایک مقام پر
جا پہونچا کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص کنارے پر زنجیرون سے جکڑا ہوا ہوا مین معلق کھڑا ہر
اور شدت پیاس سے واویلا کرتا ہر مجھے دیکھکر کہنے لگا للہ مجکو ذرا سا پانی پلا جب مین اُسکے
منھ کے پاس پانی لیگیا زنجیرین اوپر کو کھنچ گئین تین مرتبے یہی معاملہ گزرا پھر مین نے یہ ماجرا
دیکھکر کہا تو کون ہر کہا مین قابیل ہون بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا تھا اُس کے بدلے
اس عذاب مین گرفتار ہون اور روز حشر تک گرفتار ہون گا اور جو کوئی کسی کو ناحق
قتل کریگا اُس کا عذاب بھی میرے ہی اعمالنامے مین لکھا جاتا ہر پھر مین ڈر کر وہان سے پلٹ آیا

اور یہ سب قصہ اُس عابد سے کہا بعد عرصۂ دراز کے مجکو خیال گھر کا آگیا زار زار مجھ کو رونا
آگیا اُس عابد نے مجھسے پوچھا آج تیری طبیعت کیون اُداس ہی کیا اہل عیال کے خیال
نے تجکو پریشان حال کیا مین نے کہا کہ ہان کہا گھر تیرا کون سے شہر مین ہی مین نے کہا
بصرے مین پھر بادلون کو بُلا کر پوچھا تمکو کہانتک جانے کا حکم ہی کہا فلان شہر تک پھر دوسرے
بادلون کو بلایا اُن سے بھی پوچھا انھون نے کہا ہم کو بصرے تک جانے کا حکم ہی
پھر اُنکو اشارہ کیا وہ مجکو ہوا سا اُڑا کرلے گئے اور ایک لحظے مین میرے مکان کی چھت پر کھڑا کر گئے
حکایت نقل ہی کہ جب حجاج بن یوسف نے ملک پر تسلط پایا اور جناب الٰہی سے پھٹکارا
گیا اور ناحق خون کرنے کا مزہ پایا تو درپے قتل حضرت سعید بن جبیرؓ کے ہوا اور اُنکو تلاش کرایا
کہین اُنکا پتا نپایا ناگاہ ایک مخبر بد اطوار نے پتا بتایا کہ فلانے پہاڑ پر نصرانی عابد کے
عبادتخانے کے پاس ہین اُس ظالم جابر نے بہت پیادے دوڑائے کہ جلد جاکر پکڑ لاؤ جب
وہ پیادے پہونچے اُس عابد سے پوچھا اُسنے کہا وہ عبادت کرتے ہین پھر سب پیادے اُنکے
پاس جا کھڑے ہوئے جب نماز سے فارغ ہوئے کہا کہ حاکم وقت نے تمکو بُلایا ہی فرمایا ہمسے
کیا کام ہی کہا واللہ اعلم ہمکو کیا معلوم ناگاہ شام ہوگئی نصرانی عابد نے بآواز بلند کہا کہ تم سب
میرے پاس آجاؤ ورنہ رات کو شیر تم سبکو کھا جاویگا پھر وہ سب پیادے جلدی سے اُس عابد
کی طرف چلے گئے او حضرت سعیدؓ نہ گئے کہ خلاف مذہب اسکے مکان مین میرا گزر نہ ہوگا
پیادون نے کہا ہمکو ڈر ہی کہ کہین یہ بھاگ نجادین یا کہین اُنکو شیر نکھا جاوے تو ہم سب امیر کو کیا جواب
دینگے فرمایا تم یہ سب خیال محال اپنے جی سے دور کرو پھر وہ سب عبادت خانے کی چھت پر چڑھ گئے
اور وہان سے نگہبانی کرتے رہے جب بہت رات گئی سعیدؓ عبادت الٰہی مین مشغول ہوئے
اور شیر گرد اُنکے حفاظت کرنے لگا جب سعیدؓ عبادت سے فارغ ہوئے اور صبح قریب ہوئی

آپ نے فرمایا ای شیر اگر تو کچھ کہتا ہی تو کہہ ورنہ چلا جا میری عبادت مین ناحق خلل نڈال پھر وہ
شیر عاجزی کرتا ہوا دم ہلاتا چلا گیا آپ نے نماز صبح کی ادا کی یہ حال دیکھ کر وہ سب
پیادے اُن کے قدمون پر آکر گر پڑے اور بہت معذرت کرنے لگے کہ وائے ہمارے
اسلام پہ جو ہم ایسے کامل الاسلام کو ناحق قتل کرانے کو لیے جاتے ہین پھر سب نے کہا
ہم سب آپ کی مرضی کے تابع ہین اگر آپ اس بلا سے بچ جائین اور ہم سب مارے جائین
بلا سے فرمایا تمھاری عنایت ہی مگر مجکو اپنے بدلے کسی کو ایذا دینی منظور نہین جان جانیکا
کیا ذکر ہی اگر مقدر مین موت اُسی کے ہاتھ سے لکھی ہی تو کچھ عذر نہین آخر ایک روز
مرنا ہی ف موت سے انسان کیونکر بھاگ سکتا ہی پھر آپ اُنکے ساتھ گئے جب قریب شہر کے
پہونچے فرمایا اب مجھ کو وقت اپنا اخیر معلوم ہوتا ہی آجکی رات مہلت دو کہ مین کچھ
سامان سفر آخرت کر لون اور اپنے خاوند حقیقی کی بندگی ادا کر لون شاید عذاب دوزخ اور
آفت قیامت سے نجات پاؤن پھر سب زار زار رونے لگے اور اپنے نفس پر ہزارون نفرین
کرنے لگے اور کمال ایمانداری حضرت سعید بن جبیرؒ پر لاکھون آفرین کہتے تھے پھر آپ غسل
کر کے کپڑے بدلکر خوشبو لگا کر دل و جان سے تمام شب عبادت الٰہی مین مصروف رہے بعد صبح کی
اُن مظلوم کو اُس ظالم کے آگے لیگئے اور جاتے ہی اُس ظالم سے اُن مظلوم کا حال کہا کہ ہمنے ایسی عجیب و
غریب کرامتین دیکھی ہین کہ نہ کبھی دیکھین نہ سُنین اُس ظالم نے کہا جاؤ تم اپنا کام کرو بہت مصاحبت
گرم نکرو پھر سعیدؒ کو اپنے آگے بلایا اور سخت نالائقی سے پیش آیا کہ یہ ظالم اُن مظلوم سے باعث اپنی بدینی اور
اُنکی کمال دینداری اور حق آگاہی کے سخت عداوت قلبی رکھتا تھا اور بیہودہ بکتا تھا اور ہر ناصواب کے
جواب باصواب سے دل کباب کرتا تھا غرض اس حیلے حوالے مین تھا کہ کوئی الزام رکھکے اُنکو قتل کرون ورنہ
بلا سبب قتل کے قتل کر نہین مبادا بلوہ ہو جائے کہ یہ صاحب وجاہت اور اہل کرامت ہین اور ایک عالم

ف کل نفس ذائقۃ الموت

ان کا معتقد ہی آخر اُس کندۂ ناتراش نے یہ مضمون تراشا اور اُن حق آگاہ کو ناحق اُس
نامعقول نے مقتول کرنے کا قصد کیا اور سوال فضول کرنے شروع کیے کہا جناب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تمہین تم کیا اعتقاد رکھتے ہو کہا وہ نبی برحق اور ہادی مطلق ہین پھر پوچھا
کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے حق مین تم کیا کہتے ہو کہا وہ یار غار اور خلیفۂ ابرار ہین پھر حضرت عمرؓ
کو پوچھا کہا کہ وہ ناصر دین اور حامی اہل یقین ہین پھر حضرت عثمانؓ کو پوچھا کہا وہ پاک
کرنے والے گنہگارون کے اور حمایتی دینداروں کے ہین پھر پوچھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے حق مین تم کیا کہتے ہو کہا وہ دروازۂ علم و حلم اور داماد رسولؐ اور خاوند بتولؓ ہین پھر امیر معاویہؓ
کو پوچھا کہا وہ صحابی اور کاتب وحی ہین تب تو حسب مقولۂ سعدیؒ شعر حسود یکہ یک جو
خیانت ندید ✤ بکارش نیاید چو گندم طپید ✤ یکبارگی شعلہ سا بھڑک کر آتش غضب سے جل گیا کہا
اسے سعید خرابی ہو تمکو آپ نے کہا ہان جو نافرمان جناب باری ہو بلا شک اُسکی دارین مین
خواری ہو کہا تمکو کیسے قتل کرون فرمایا جسطرح اپنی خواری حشر مین منظور ہو کہا بخشش چاہتے ہو
فرمایا بخشش خاصہ خاص خدا کا ہی پھر حکم دیا کہ باہر لیجا کر قتل کرو آپ ہنسے بلا کر پوچھا یہ وقت
رونے کا ہی یا کہ ہنسنے کا کہا مجکو حیرت ہی کہ ادھر تیرا ظلم حد سے گزرا اُدھر حلم خدا حد سے گزرا
جو سزا تجھے ظالم ناسزا کی روز جزا پر رکھی پھر تو غصے کی آگ مین جلکر خاک ہو گیا اور اپنے
آگے قتل کا حکم دیا وہ قبلۂ عالم رو بقبلہ لیٹے اور یہ آیۂ کریمہ ساتوین پارہ سورۂ انعام کی اِنِّی وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ پڑھتے تھے یہ حال دیکھکر
اور بھی آگ ہو گیا کہا قبلہ رو نہ لٹاؤ تب آپ نے یہ آیۂ کریمہ پارہ الٓمٓ سورۂ بقرہ کی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ
فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پڑھی پھر اُس ظالم نے کہا کہ اوندھا لٹاؤ تب یہ آیۂ کریمہ ۱۶ پارہ سورۂ طٰہٰ کی
مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ آپکی زبان پر تھی اور تلوار گردن پر لگی

پھر آپ شہید ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کسی بادشاہ کافر نے اپنا وکیل بغداد شریف مین بھیجا اور تین باتین اُس کو تعلیم کردین کہ جو کوئی انکا جواب دے اپنے دین پر رہے ورنہ ہمارا دین قبول کرے اوّل یہ کہ خدا کیا کرتا ہی دوسرا یہ کہ خدا کیا کھاتا پیتا ہی تیسرے یہ کہ وہ کیا چیز ہے اور منھ اُسکا کس طرف ہی جب وہ وکیل وہان پہونچا تو اُسنے سب لوگون کو جمع کرکے یہ تینون باتین باواز بلند کہین اتفاقاً کسی سے اُس حاکم ظالم کے ڈر سے اُسوقت جواب نہ آیا ناچار چالیس دن کی مہلت لی کہ اس عرصے مین ہم جواب دین گے ورنہ تمھارا دین قبول کرینگے قدرت خدا سے ایام وعدہ پورے ہوگئے اور کسی کو اس امر کا خیال بھی نرہا پھر وہ وکیل شاہی آگیا اور میدان مین ایک منبر بچھا کر بیٹھا اور سب شہر والون کو جمع کیا کہ جواب دو ورنہ اپنا دین چھوڑو اتفاقاً بمقتضاے عالم بشریت ایسی ہیبت حکومت سب پر چھا گئی کہ سب لاجواب ہوگئے اور زار زار رونے لگے قدرت خدا سے اتفاقاً امام ابو حنیفہؒ بھی اُس مجمع مین موجود تھے اور پندرہ برس کی آپ کی عمر تھی حرارت دین سے تاب نہ لائے بیتاب ہوگئے پھر اُسکے پاس جاکر کہنے لگے کہ تم منبر سے اُترو ہم منبر پر بیٹھکر جواب دینگے کہ جواب دینے والے کا درجہ پوچھنے والے سے زیادہ ہی وہ یہ بات سنتے ہی ہیبت حق سے ڈرکر فوراً اُتر کھڑا ہوا آپ نے منبر پر بیٹھکر فرمایا کہ اللہ تعالی یہی کرتا ہی کہ تجھے منبر سے اُتار دیا اور مجھے چڑھا دیا تجھے ذلت دی مجھے عزت دی حسب حکم اپنے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ الخ ایسے ہی کسی کو عزت دیتا ہی کسی کو ذلت کسی کو مارتا ہے کسی کو جلاتا ہی کہ اُس کی یہی شان عالیشان ہی سورۂ رحمن مین ہی کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ دوسرے یہ کہ وہ ذات پاک کھانے پینے سے پاک ہی کسی چیز کی حاجت نہین رکھتا بلکہ وہ سب کی حاجت روا کرتا ہی تیسرے یہ کہ شمع جو شب کو روشن ہوتی ہی اُس کا مُنھ بتاؤ کہ

کسطرف کو ہی جب ہم اُس شمع شبستان دارین روشن کرنیوالے کا منہ بتادینگے کہ فلان طرف ہی تب وہ کافریہ جواب سنکر کافور ہو گیا اور سب مسلمانون کا دل نور سے معمور ہو گیا ف

حکایت نقل ہی کہ داؤد طائیؒ شاگرد امام اعظمؒ کے کہ جب دولت عرفانی اور نعمت ایمانی کی بدولت اُن کا دل محبت الٰہی مین چور اور سب جسم و جان نور الٰہی سے معمور ہو گیا تو دنیا اور معاملات دنیا سے اُن کا جی کوسون دُور ہو گیا چنانچہ پُرانے مکان موروثی مین گزران کرتے تھے اور شب و روز یاد الٰہی مین گزارتے رہتے تھے جب وہ مکان بالکل برباد ہو جاتا اور قابل رہنے کے نرہتا تو دوسرے مکان مین گذر کرتے اور اصلاح مرمت کا خیال نکرتے اتفاقاً بادشاہ ہارون رشید اور امام ابو یوسفؒ اُن کی زیارت کو گئے انھون نے دروازہ بند کر لیا ہرچند پکارا نہ کھولا تب ابو یوسفؒ نے تنگ ہو کر کہا جو علم تمنے پڑھا ہے اُس مین یہ بھی مسئلہ ہو گا کہ جو کوئی ملاقات کو آوے تو اُس سے ملاقات نہ کرو اور دروازہ بند کر لو فرمایا کہ ہان یہ علم جو مین پڑھتا ہون تم سے لوگون کی ملاقات کو منع کرتا ہی جیسا کہ جناب مولاناؒ فرماتے ہین **اشعار** علم چون بر دل زنے یاری بود + علم چون بر تن زنے ماری بود + علمہاے اہل دل حمال شان + علمہای اہل تن احمال شان + اور وصف اہل دل مین **شعر** خاتم ملک سلیمان ست علم + جملہ عالم صورت و جان ست علم + پھر ناچار ہو کر آپ کی والدہ کی خدمت مین عرض کیا جب انھون نے حکم کیا تو مجبور ہو کر دروازہ کھولدیا اور اخلاق فرمایا اور حکم محکم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر فوراً عمل کیا کہ الجنۃ تحت اقدام امہاتکم الحدیث یعنی دخول جنت مان کی فرمانبرداری اور خدمتگزاری مین حاصل ہی بادشاہ نے کہا کچھ حاجت ہو تو فرمائیے فرمایا کہ ہان بادشاہ ایک گٹھری آٹا اپنے سر پر دھکر لادے بادشاہ

نے کہا بہت اچھا رات کو لاؤن گا فرمایا دن کو لاؤ بادشاہ نے کہا دن کو جنگل کی طرف
سے لاؤنگا کہا دن کو لاؤ اور بیچ بازار مین سے لاؤ تب بادشاہ چپ ہو گیا اور کچھ
جواب نہ دیا آپ نے کہا کہ مجکو حاجت آٹے کی نہین ہے مین صرف تمکو آزماتا تھا پس
اسی بودگی پر بادشاہت کرتے ہو اور سارے جہان کا بوجھ اپنی گردن پر لینے کو تیار ہو کر
اہل دنیا سے اس قدر شرم آئی اور اہل اللہ اور مقربان بارگاہ خدا سے کبھی شرم
نہ آئی پھر بادشاہ زار زار رونے لگا اور بہت زر و جواہر اُن کے پاس رکھ کے
چلا گیا آپ نے وہ سب زر و جواہر باہر مکان کے پھینکدیا مجبور ہو کر بادشاہ اور
امام ابو یوسفؒ اُٹھا کر لیگئے۔ ف

حکایت نقل ہو کہ ایک بادشاہ قوم بنی اسرائیل سے بہت بڑا ظالم تھا طرح طرح کی
بنیاد ظلم کی ڈالتا تھا چنانچہ ایک مکان بنانا شروع کیا ملازمون کو حکم دیا کہ حاملہ عورتون
سے اینٹ گارا اُٹھواؤ اور جلد مکان تیار کراؤ ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے
ہوچکے تھے اُسکو پکڑا ہر چند اُس نے عذر کیا کہ مجکو ذرا مُہلت دو کہ مین جننے کے درد سے
نجات پاؤن پھر مین تمھارے کام مین بخوبی مستعد ہون گی ملازمان ظالم نے نمانا بلکہ اُسکو مارنا
پیٹنا شروع کیا اُس مصیبت زدہ کو دُکھ درد پیٹ سے اُٹھنا بیٹھنا ہی دشوار تھا
سر پر بوجھ اُٹھانے کا کیا ذکر آخر کار جب اُس کو ہر طرف سے مار دھاڑ ہونے لگی
اُس کو اپنی زندگی پہاڑ ہو گئی جان سے تنگ آکر جناب الٰہی مین بکمال الحاح و آہ رو کر کہنے
لگی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی اس مصیبت و آفت مین گرفتار ہو اس حال بلا
وبال مین سوائے تیرے کون اس کا غمگسار ہو اور حسب ارشاد جناب مولانا مدح
خدا مین بیخود تھی اشعار اے کریم و اے رحیم سرمدی + درگذار از بدسگالان این بدی +

بفگن از من حمل تا ہو ادرا + تا بہ بیستم روضۂ انوار را + اے عادت مجلس جان ابنیا +
یا بکش یا باز خوانم کہ بیا + آنکہ زد ہے و آزروی کند + قادرست از غصہ را شادی کند +
آنکہ آتش را کند اندر شجر + ہم تو اندر کرد این را بے ضرر + کیا تو اس کے حال سے
خبردار نہین ہے ایسی زندگی سے تو موت بھلی ہی پھر یکایک قہر الٰہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ
ظالم مع سب دربار کے فوراً زمین مین دھنس گیا

حکایت نقل ہی کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لے گیا وہان کہا تھوڑی
دیر کے بعد تشریف لائیے ابھی کھانا تیار نہین ہوا وہ لوٹ آئے اُسی وقت دوڑا آیا کہ جلد
چلیے کھانا ٹھنڈا ہوتا ہے جب اُس کے گھر آئے کہا ذرا دیر کے بعد آنا پھر وہ بزرگ واپس
چلے گئے جب اپنے مکان پر پہونچے پھر وہ دوڑا آگیا کہ حضرت چلیے کھانا تیار رہی غرض اسی طرح
سات بار اُن بزرگوار کو دوڑایا اور اُن اخلاق مجسم کی تیوری پر ذرا بل نہ آیا ہربار بکشادہ
پیشانی آتے اور جاتے اور حرف شکایت زبان پر نہ لاتے بعد اسکے اُس شخص نے
بہت معذرت کی اور عفو تقصیر کرائی کہ اس قدر گستاخی اور تکلیف دہی صرف واسطے
آزمایش اور دریافت کرنے آپ کے حلم و اخلاق شہرۂ آفاق کے ظہور مین آئی فی الحقیقت
جیسا سُنا تھا اُس سے بھی زیادہ پایا فرمایا یہ کیا بڑی بات ہی ہر کتّے مین یہ خصلت موجود ہی
جب اُس کو کھانا دکھاؤگے فوراً چلا آویگا اور جب جھڑک دوگے چلا جاویگا چاہو ہزار بار
یہ معاملہ اُس کے ساتھ کرو کبھی تنگ نہو گا

حکایت نقل ہی کہ اخیر وقت حضرت امام ابو حنیفہؒ کو کمال حق پرستی اور حق کیشی سے
قوت ملکی حاصل ہو گئی تھی کہ کھانا پینا یک قلم چھٹ گیا تھا حسب ارشاد جناب مولانا اشعار
تو بہ تن حیوان بجانی از ملک + تا روی ہم بر زمین ہم بر فلک + کعبۂ جبریل و جانہا سدرہ +

کعبۂ عبد البطون شد سفرہ + رات دن عبادت الٰہی مین مشغول رہتے اور کبھی جو کچھ کھانے کو جی چاہتا تو مسافرون اور مساکین کے ساتھ کھاتے اور سنت حضرت ابراہیم کی ادا کرتے اتفاقاً کسی حاسد کو ان کا یہ حال سنکر اعتماد نہوا چپکے سے رات کو مسجد مین جا بیٹھا کہ دیکھون امام ابوحنیفہؒ کب تک عبادت کرتے ہین اور کیا کیفیت اُٹھاتے ہین دیکھا تو امام صاحب نے نماز عشا سے فراغت کرکے نوافل پڑھنا شروع کیا اور ذوق و شوق محبت یاد الٰہی مین بیخود ہوگئے آخر کو وہ حاسد نیند کے غلبے سے بدحواس ہوکر وہین ایک طرف پڑ رہا جب چونکتا تھا امام کو عبادت مین مصروف پاتا تھا یہان تک کہ بعد نماز صبح آپ کے قدمون پر گر پڑا اور بہت معذرت کرنے لگا کہ یا حضرت مین آپ کو ایسا نجانتا تھا اور مین بہت بدگمان تھا للہ مجکو معاف کیجیے آپ نے معاف کردیا ف

حکایت نقل ہر کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ محبت الٰہی مین جی جان سے چور سراپا نور رکھتے خوف الٰہی سے جسوقت جوش خروش مین آتے زار زار روتے تو کوسون تک اُن کے رونے کی آواز جاتی اور ذکر قلبی کی آواز بھی کوس بھر جاتی تھی اور چہرہ مبارک اُنکا جو آب و تاب مین گل گلاب اور تاب آفتاب کو شرماتا تھا ایسا ہو جاتا کہ زردی مین زعفران کو پشیمان کرتا ف

خاتمۃ الطبع نحمدہ و نستعین و نصلی علی رسولہ و آلہ اجمعین کہ کتاب لاجواب مشتملبر حکایات صالحین و متقین مسمّٰی بہ **حکایات الصالحین** جسکے پڑھنے سے غافلین کو عبرت اور صالحین کو فرحت حاصل ہوتی ہے گمراہون کو ہدایت متقیون کے تقوے کو بڑھاتی ہر حسب ایماے تاجر باوقار ذوالعز و الافتخار اخی المعظم جناب مولوی حاجی محمد سعید صاحب صانہ اللہ عن شر النوائب تاجر کتب کلکتہ نخاس ٹولی نمبر ۸۵ **مطبع فخر المطابع** لکھنؤ محلہ وکٹوریا گنج مین کمترین **محمد فخر الدین** مالک و مہتمم مطبع کے اہتمام سے ماہ ستمبر ۱۹۰۴ء مین طبع ہوکر مطبوع شائقین و ناظرین ہوئی